وَاَنۡزَلۡنَاۤ اِلَیۡکَ الذِّکۡرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیۡهِمۡ پ ۱۴ع ۱۱

319

۲۹۷۸۵۱/۵۵۹

الحمدللہ کہ رسالہ

برق اسلام

www.KitaboSunnat.com

یعنی

حجیت حدیث پر تحقیقی دستاویز

جس میں

منکر حدیث محمد اسلم جے راجپوری کے مقالہ علم حدیث کے مغالطات کا مدلل اور سنجیدہ طریق سے پردہ چاک کیا گیا ہے

المكتبة الرحمانية
نمبر .... ۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن - لاہور

★

افادات

استاذ العلماء زبدۃ الفقہاء حضرت مولانا ابو سعید
محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

★

مقدمہ حضرت مولانا ابو الطیب محمد عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

library@mohaddis.com

www.KitaboSunnat.com

المکتبۃ [illegible]
۹۹ - جے ماڈل ٹاؤن - لاہور
نمبر ...... 02687 ......

نام کتاب .... برقِ اسلام

تالیف .... حضرت مولانا ابوسعید
محمد شرف الدین صاحب
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مقدمہ .... حضرت مولانا ابوالطیب
محمد عطاء اللہ صاحب حنیف

صفحات ۲۴۸

ہدیہ ... مجلد ... چار روپیہ

مطبوعہ :- مدینہ پرنٹنگ ہاؤس گنپت روڈ لاہور ۲

(محمد یعقوب کمیانہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

۱	مقدمہ	ب
۲	آغاز کتاب	۳
۳	کتابت حدیث	۸۳
۴	وضع حدیث	۱۱۹
۵	تنقید حدیث	۱۳۲
۶	اصول حدیث	۱۷۵
۷	دلائل حدیث	۱۸۴
۸	قرآن و حدیث	۲۰۶
۹	عقل اور حدیث	۲۲۳
۱۰	رتبہ حدیث	۲۳۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لاهله والصلوٰة على اهلها

مقدمہ

(حضرت مولانا ابوالطیب محمد عطاء اللہ صاحب حنیف بھوجیانی)

سرسید احمد بانی علی گڑھ یونیورسٹی نے یورپ کی سیاست تمدن، معاشرت اور مزعومہ علمی ترقیوں سے مرعوب ہو کر جو تحریک مسلمانوں کو "یورپیانے" کی شروع کی تھی اس کا اثر غیر منقسم ہندوستان کے مسلمانوں پر مفید ہوا یا غیر مفید۔ وہ تو خیر الگ بات ہے لیکن اس کے مضر پہلوؤں میں ایک بڑا مضر پہلو یہ ہے۔ کہ اس نے اسلام کے اجماعی اور بنیادی عقائد کا انکار کر کے دو ایسے مستقل فتنوں کا دروازہ کھول دیا جو دن بدن خطرناک صورت اختیار کر رہے ہیں۔ یعنی مرزائیت اور چکڑالویت (یا فتنہ انکار حدیث)

نبوت وہبی ہے۔ مثلاً اسلام کا اجماعی اور بنیادی عقیدہ ہے کہ نبوت ایک موہبت الٰہی ہے۔ کسب اکتساب سے اس نعمت کو کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس کے خلاف سرسید نے نبوت کو "اکتسابی" قرار دیا۔ چنانچہ یہی جرثومہ پروان چڑھ کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مرزائیت کی شکل میں نمودار ہوا اور جب سے اب تک یہ فتنہ عالم اسلام کے لئے ایک مصیبت بن رہا ہے۔

حیات و نزول مسیح علیہ السلام۔ سرسید نے مرزائیت کو تبلیغ کے لئے ایک سیڑھی بھی دے دی اور وہ تھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آمد مہدی کا مسئلہ۔ اہل سنت و حدیث کے اس بنیادی اور اجماعی عقیدہ کے علی الرغم کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات قرب قیامت ان کا نزول ہوگا۔ حضرت مہدی کے تشریف لانے وغیرہ سرسید نے انکار کیا۔ مرزائیت نے کہ اپنے کفر کی اشاعت کے لئے ان مسائل کو بطور زینے کے استعمال کیا

حدیث کا انکار۔ اسلام کے بنیادی اور اجماعی عقائد میں سے یہ عقیدہ بھی ہے کہ قرآن اور حدیث توأم ہیں۔ اول الذکر پر عمل کی صورت ثانی الذکر ہے۔ حامل قرآن کے اقوال و افعال و سیرت کے بغیر قرآن پر عمل مشکل ہے۔

صحیح احادیث کی موجودگی اور ان کا علم قرآن فہمی کے لئے ضروری اور لابدی ہے۔ سرسید اور اس کی پارٹی (چراغ علی وغیرہ) نے شاید بعض غلط روایات کی تنقید کے جوش میں علم حدیث کے متعلق بعض ایسی تحریریں شائع کیں۔ جس سے مولوی عبداللہ چکڑالوی کی قیادت میں فتنہ انکار حدیث پیدا ہوا۔ جو پاکستان کے مستقل ہونے کے بعد مذہب و اخلاق میں انارکی کی حد تک پہنچ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا ہے (جیسا کہ حدیث کے انکار کا لازمی نتیجہ ہونا چاہیئے)

چکڑالوی فرقہ کی ابتدا۔ مولوی عبداللہ جو چکڑالہ ضلع میانوالی پنجاب کا رہنے والا تھا۔ اور لنگڑا ہونے کے باعث لکڑی کے ایک تخت پوش (آریکہ) پر ٹیک لگائے ہوئے علم حدیث کے متعلق بکواس کرتا رہتا تھا۔ سرسید کیطرح علوم دینیہ وعربیہ سے تو زیادہ واقف تھا ہی نہیں لیکن فکر کے اعتبار سے بھی مفلس ہی تھا اس کو بھی اپنی گمراہی پھیلانے کے لئے البتہ ایک اچھا عنوان ضرور مل گیا (یعنی یہ کہ قرآن کامل کتاب ہے) جو ذہین ملحدین اور اس جیسے تیسرے درجے کے لوگوں کے لئے کافی جاذب ہوا۔

اسلام کے لئے یہ فتنے کچھ نئے نہ تھے۔ خیر القرون کے آخری عہد سے ہی فتنوں کا سلسلہ شروع رہا۔ کیا اور علمائے اسلام ہر زمانہ میں گمراہی سے مسلمانوں کو بچانے میں مصروف مساعی رہے اور ہمیشہ ہی کامیاب دفاع کیا۔ چنانچہ جہمیہ اور معتزلہ کا مقابلہ علمائے حدیث و سنت نے اس زور سے کیا کہ بحیثیت فرقہ سے وہ صفحہ ہستی سے محو ہو گئے اور اب تاریخی وجود ہی ان کا کہا جا سکتا ہے۔

متحدہ ہندوستان کے علمائے اسلام نے محسوس کیا کہ یہ دونوں فتنے مسلمانوں کے لئے تباہ کن ہیں اس لئے ابتدائے پیدائش ہی سے انکی سرکوبی کرنی شروع کر دی تھی۔ چنانچہ جماعت اہلحدیث کے اکابر علماء نے بڑے شد و مد سے ان گمراہیوں کے دور کرنے میں نمایاں حصہ لیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سرخیل علمائے اہلحدیث مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی نور اللہ مرقدہ کا ماہوار رسالہ اشاعت السنۃ تو ان لوگوں کی تردید کیلئے وقف تھے جس میں مرزائیت۔ نیچریت۔ چکڑالویت کے علمبرداروں کے ہمہ قسم کے وساوس و دسائس کو ایک ایک کرکے بے نقاب کیا گیا ہے اور حال ہی میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم امرتسری کا ہفتہ وار اہلحدیث اخبار، اور ان کی تصانیف اور ان کے علاوہ دوسرے بزرگوں کی مساعی اس سلسلہ میں کس سے مخفی ہیں۔

جہاں تک میرا خیال ہے معتزلہ کی طرح سرسید کا فتنہ بھی ایک علمی فتنہ تھا۔ ان کے دماغوں پر عقل کا غلبہ تھا یعنی وہ لوگ "نیچر" کی آڑ میں، معجزات، حشر و نشر۔ برزخ وغیرہ مسائل میں نہ صرف بعض احادیث کا انکار کر جاتے تھے بلکہ قرآن حکیم کی ان آیات میں مرمت کرنے سے بھی نہ چوکتے تھے جو ان کو اپنی مزعومہ "نیچر" کے خلاف نظر آتی تھیں جس کی بنا پر ہی علمائے حق اس فتنے کو "نیچریت" سے تعبیر کرتے تھے۔

فتنہ الحاد و لادینی۔ یہ سب کچھ تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا مقصد شریعت الٰہی اور احکام رسالت پناہی سے گلو خلاصی کرانا نہیں تھا۔ بخلاف اس کے عبداللہ چکڑالوی اور اس کے بعد منکرین حدیث کی جو ایک کھیپ تیار ہوئی (احمد دین امرتسری۔ پروفیسر اسلم جے راج پوری۔ عنایت اللہ مشرقی۔ غلام احمد پرویز بٹالوی۔ برق لاہوری وغیرہ) یہ لوگ صرف فساد مزاج کے مریض نہیں ہیں بلکہ جہل مرکب اور عناد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وجود کے مرتکب بھی ہیں۔ ان کی غرض قرآن حکیم کو جذبات نفس اور اپنی ہوائے ہوس کے تابع کر کے مذہب کی گرفت ڈھیلی کرنا ہے اور ظاہر ہے کہ حدیث وسنت ہی اس سلسلے میں ان کے لئے رکاوٹ ہو سکتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ ارشادات عالیہ اور اعمال حسنہ سے ہی عقائد و نظریات میں رسوخ عمل میں پختگی۔ عبادات میں نظم۔ اخلاق میں ضابطہ۔ معاشرت میں حسن اسلوب۔ سیاست میں عدل وجود پاتے ہیں۔ "یہ کانٹا" راستے سے ہٹ جائے۔ تو قرآن ہر سانچے میں ڈھل سکتا ہے۔ قاتلهم الله انى يوفكون !۔

جب صورت حال یہ ہو یعنی سدب ہی سلب ہو اور تخریب ہی تخریب، تو مثبت دلیل کی کیا ضرورت تھی چنانچہ منفی ہی پہلو اس کے لئے اختیار کیا یعنی حدیث وسنت میں۔ اسی طرح میں میکھ نکالی گئیں اور شبہات وارد کئے گئے۔ جس طرح متعصب عیسائی مشنریوں اور دیانند سرسوتی وغیرہ آریوں نے قرآن حکیم پر وارد کئے تھے کہ مقصد دونوں جگہ تخریب ہے تعمیر نہیں۔

اس قسم کے منفی شبہات اور اعتراضات کا ایک پلندا۔ کئی سال ہوئے "علم حدیث" کے عنوان سے رسالہ "طلوع اسلام" دہلی میں پروفیسر اسلم جے راجپوری نے شائع کرایا تھا۔

"پرویز پارٹی" کی حقیقت۔ بٹالہ متصل قادیان ضلع گورداسپور کا ایک شخص جس کا نام بھی غلام احمد (پرویز) ہی ہے۔ متحدہ ہندوستان

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں دائے لئے گل لاج میں کلرک تھے۔ کچھ اردو لکھنے پڑھنے کی عادت تھی۔ علوم دینیہ وعربیہ سے نا واقف تھے۔ پروفیسر اسلم موصوف کے ہتھے چڑھ گئے اور اپنی کم علمی کی وجہ سے ان کی گمراہی کا شکار ہو گئے جیسا کہ ایسے خام علموں کا حال ہوتا ہے۔ ماہوار رسالہ طلوع اسلام کے نام سے نکال لیا اور چھوٹتے ہی علمائے اسلام اور حدیث پر حملے شروع کر دیئے۔ قبل تقسیم ان کے پاس علماء کو بدنام کرنے کا کافی مسالہ تھا لیکن کراچی آنے کے بعد سوائے حدیث وسنت اور اس کے حاملین کے خلاف ہرزہ سرائی اور زہر چکانی کے اس کے پاس کوئی کام نہیں ہے بلکہ حدیث کے انکار کے ساتھ قرآن حکیم اور اس کی تعلیمات میں شک پیدا کرنے والے مضامین بھی اب شائع ہونے لگے ہیں اور ع

آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

ہر فرعونے راموسٰی ۔ عجیب اتفاق ہوا۔ ادھر "طلوع اسلام" نے الحاد و بے دینی کی اشاعت و ترویج کے دوسرے دور میں قدم رکھا اور ادھر حق تعالیٰ کی توفیق دیاوری سے ہفتہ وار اخبار "الاعتصام" گوجرانوالہ کا اجراء عمل میں آگیا "الاعتصام" جن مقاصد کے لئے جاری کیا گیا تھا ان میں ایک بڑا مقصد اس فتنہ کی روک تھام بھی تھا۔ چنانچہ بڑے بڑے علمی مقالے اس سلسلے میں شائع کئے گئے۔

حضرت العلام مولانا حافظ محمد صاحب مدظلہ العالی کا مقالہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

"حدیث کا دینی وقف" اور شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسماعیل صاحب خطیب گوجرانوالہ کے وہ پرزور مضامین جن سے "طلوعی علامہ" عمادی کے "علم و تحقیق" کے زعم کی خوب قلعی کھل گئی۔ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پروفیسر اسلم صاحب کا محولہ بالا مقالہ جب شائع ہوا تھا تو ان دنوں متعدد مقالے اس کی تردید میں لکھے گئے تھے جو بعض دینی ماہ ناموں بلکہ کتابی شکل میں شائع بھی ہو چکے ہیں اور ایک محققانہ مقالہ شیخنا العلامۃ المحقق محدث کبیر مولانا محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی متع اللہ المسلمین لطول حیاتہ نے بھی ان ہی دنوں تحریر فرمائی تھی۔ جو بلاشبہ مدلل۔ مفصل۔ محقق تھی۔ اور اس قسم کی اسلم صاحب کے جواب میں کوئی نہیں لکھی گئی کیونکہ اس میں ہر نوع کے مغالطات کا پردہ چاک کیا تھا افسوس اب تک وہ شائع نہیں ہو سکی تھی۔

"طلوع اسلام" نے کراچی آکر یہ دجل کیا کہ وہی مردودہ مقالہ دوبارہ اس طرح چھاپا۔ گویا وہ کوئی نئی دریافت ہے تاہم اس کی اشاعت پر ادارہ "الاعتصام" کو اس کے جواب کی طرف توجہ ہوئی۔ تو بجائے کوئی نیا جواب لکھنے کے خیال کیا گیا کہ علامہ محقق مولانا محمد شرف الدین صاحب کے اس محققانہ مقالہ کو شائع کر دیا جائے جواب تک زیور طبع سے آراستہ نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوسکا ہے۔ چنانچہ "الاعتصام" کی متعدد اشاعتوں میں وہ طبع ہوتا رہا۔ لیکن پرچہ ہفتہ وار ہونے کی وجہ سے افسوس وہ اس کی اشاعت جاری نہ رکھ سکا

مستقل اشاعت کی صورت الاعتصام میں اس کی اشاعت رک جانے کی "شر میں خیر" کا پہلو اللہ تعالیٰ نے یوں پیدا فرمایا کہ میرے دوست مولانا علی محمد صاحب سعیدی صمدروی نے اسے کتابی صورت میں شائع کرنے کی ٹھان لی۔

مولانا علی محمد صاحب مقالہ حضرت مولانا محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی کے ارشد تلامذہ سے ہیں۔ اور ایک عرصہ سے نہ صرف تدریس، تبلیغ بلکہ تصنیف میں بھی مشغول ہیں اور وہ مستحق مبارکباد ہیں کہ ایسی علمی کتاب سے انہوں نے اصحاب ذوق کو روشناس کرایا۔ اور اپنے استاذ محترم کے فیوض کی اشاعت کی سعادت حاصل کی۔ یہی وہ بلند پایہ مقالہ ہے جو آئندہ صفحات کی زینت ہے۔

استاذنا وشیخنا حضرت مولانا ابوسعید محمد شرف الدین صاحب محدث دہلوی دامت شموس فیوضہ بازغۃ کی ہستی تعارف سے بالا ہے۔ آپ حضرت شیخ الکل فی الکل استاذ العرب والعجم مولانا سید محمد نذیر حسین صاحب (قدس اللہ روحہ ونور ضریحہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

محدث دہلوی کے فیض یافتہ ہیں۔ نہ صرف علوم کتاب وسنت میں گہری بصیرت حاصل ہے بلکہ سارے علوم اسلامی پر بھی وسیع نظر رکھتے ہیں۔ پچاس سال سے مسند تدریس کو زینت بخشی ہے۔ آپ کے سینکڑوں تلامذہ برصغیر ہند و پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں اور مختلف شعبوں میں اسلام کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ دعا ہے حق تعالیٰ اس کتاب کو گم گشتگان بادیہ انکار و الحاد کے لئے ہادی بنائے اور "مقتداء" کے ان فیوض سے سعید روحیں مستفید ہوں۔

ع ــــ ویرحم اللہ عبدا قال امینا

۱۰ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ

فقیر ابو الطیب محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی

خادم طلباء دار العلوم تقویۃ الاسلام

لاہور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ طلوع اسلام جو برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے اور جس کی غرض و غایت قرآن مجید کی آڑ میں رنگین کلام اور دلفریب سفالطوں سے حدیث نبوی کی تردید و تکذیب بلکہ عجیب طریقے سے حقیقتی رسالت ہی کی تردید و عامۃ المسلمین، سلف صالحین و دیگر آئمہ محدثین و فقہاء مجتہدین وغیرہم کی تذلیل و توہین ہے اس لئے کہ اس رسالہ کے مقالہ علم حدیث میں لکھا ہے کہ حدیث کی حیثیت دینی نہیں محض تاریخی ہے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے پھر ایک دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں روایت کرنے والوں میں منافق ملے جلے رہتے تھے۔ جن کا امتیاز مشکل تھا اور یہ کہ صحابہ فتوحات اور حروب میں مشغول تھے ان کو روایتیں بیان کرنے کا موقعہ کم تھا اس لئے یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ یہ بے شمار روایتیں زمانہ مابعد کے رواۃ کا کارنامہ (یعنی جھوٹ) ہیں اور عہد بنی امیہ میں لوگ جبراً رعایا بنائے گئے ذہنوں میں تبدیلی ہوئی۔ دینی قیادت علما کے ہاتھ میں آئی اس وجہ سے سلسلہ روایت بہ نسبت سابق بڑھ گیا اور عہد عباسیہ میں تو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کی روایت سیلاب کی طرح بڑھ گئی۔ طالبانِ شہرت نے حدیث کا پیشہ اختیار کر لیا۔ سچی جھوٹی ہر قسم کی روایتیں بیان کر کے عوام میں اپنی بزرگی کا سکہ جمانے لگے۔

ایسی تحریروں سے ان لوگوں کا مقصد یہ پروپیگنڈا ہے کہ حدیث نبوی و آثار صحابہ اور کتب دینیات یکسر قلم باطل اور جھوٹ کا طومار ہیں اگر یہ بات ٹھیک ہے تو عہدِ رسالت کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر بھی عمل ناممکن ہے۔ اس لئے کہ وفات نبوی کے بعد اس کا ذریعہ بھی کتب دینی تھیں۔ جب یہ غلط ہے تو پھر اسوہ حسنہ بھی ختم تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ساڑھے تیرہ سو سال سے امت مسلمہ کا جس پر عملدرآمد ہے وہ سراسر گمراہی ہے إنا لله وإنا إليه راجعون ومن يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدى ويتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولى ونصله جهنم وساءت مصيرا

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم
کہ بامن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

اس رسالے کے کسی شمارہ میں شخصیت پرستی کے پردہ میں روات حدیث و جامعین کتب حدیث و پیروان رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بے جا حملہ کر کے ان کی توہین کی گئی ہے اس کا جواب بھی میں نے لکھ دیا ہے۔ اب حافظ اسلم صاحب جیراجپوری نے اس مضمون کو دوسرے طریق سے دہرایا ہے۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کا بھی جواب دیا جائے:۔ ع

"تا سیاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

اس مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ :۔

احادیث رسول کی حیثیت ابتدا ہی سے دینی نہیں ہے تاریخی ہے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے اور محققین کی ایک جماعت ہمیشہ سے یہی کہتی رہی کہ یہ یقینی نہیں۔ تمام کتب احادیث میں سے عہد رسالت یا صحابہ کے زمانہ کی لکھی ہوئی کوئی بھی کتاب نہیں۔ موطا مالک سب سے پہلی حدیث کی کتاب ہے۔ اور وہ دوسری صدی ہجری کے آخر کی تالیف ہے اور باقی کتابیں تیسری صدی ہجری کی ہیں۔

حافظ صاحب کو چاہئے تھا کہ پہلے دین کی جامع مانع تعریف کرتے تاکہ امر دین پر پوری آگاہی ہو جاتی اور پھر حدیث و تاریخ کی تعریف بھی کرتے پھر وہ کہہ سکتے تھے کہ چونکہ حدیث نبوی پر دین کی تعریف صادق نہیں آتی اور تاریخ کی تعریف اس پر صادق آتی ہے لہذا وہ دین سے خارج ہے اور تاریخ میں داخل ہے جب انہوں نے ایسا نہیں کیا اور نہ ہی وہ کر سکتے ہیں تو پھر ان کا کوئی حق نہیں کہ وہ کہیں کہ حدیث کی حیثیت دینی نہیں تاریخی ہے۔

ہم سے اگر کوئی پوچھے تو ہم کہیں گے کہ اللہ تعالےٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلم اور قرآن مجید کا مبین و مفسر بنا کر بھیجا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور تمام امت کو آپ کی فرمانبرداری اور آپ کی اتباع کا حکم دیا ہے
(۱) وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل علیھم
(پ ۱۴- رکوع ۱۱)
اور ہم نے آپ پر قرآن مجید اس لئے اتارا ہے کہ آپ لوگوں کو اس کی تفسیر و مطلب سمجھا دیں۔
(۲) ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا (پ ۱۸ ع ۳)
جو حکم تم کو رسول صلعم دیں اسے قبول و تسلیم کرو۔ اور جس امر سے منع کریں اس سے باز رہو۔
اب دیکھنا یہ ہے کہ حدیث رسول اللہ صلعم میں کیا ہے۔ سب سے پہلے حدیث میں اللہ تعالےٰ کی توحید ہے اور اس کی صفات حمیدہ اور تمام عیوب و نقائص سے اس کی بریت کا ذکر ہے جنت دوزخ۔ جزا۔ سزا۔ حشر۔ نشر۔ وجود ملائکہ۔ عرش۔ کرسی لوح محفوظ اور زمین و آسمان وغیرہ تمام مخلوقات کا بیان ہے کہ یہ سب مخلوق اس کے محتاج ہیں۔ صرف وہی سب کا مربی اور محافظ ہے۔ پھر اس کے بعد اللہ تعالےٰ کی عبادت کے اقسام نماز روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیل و تشریح ہے۔ مثلاً اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ نماز پڑھو۔ مگر اس کی تفصیل۔ ترتیب اذکار و ہیئات رکعات۔ اوقات وغیرہ کی تشریح قرآن مجید میں منصوص نہیں۔ نہ یہ مذکور ہے کہ فلاں فلاں امر نماز میں منع ہے نہ یہ کہ اگر فلاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلاں امر نماز میں سہواً یا قصداً ہو جائے تو کیا کیا جائے۔ مثلاً نماز میں اخراج ریاح ہو یا قطرہ پیشاب نکل جائے کیا کرے۔ ارکان میں تقدیم و تاخیر ہو جائے تو کیا کرے۔ نماز سے کچھ چھوٹ ہو جائے تو کیا کرے وغیرہ وغیرہ یہ سب امور آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث اور سنت ہی سے حل ہوتے ہیں۔ ایسے ہی دوسرے فرائض زکوٰۃ وغیرہ کا حال ہے کہ کس کس مال پر زکوٰۃ ہے اور کیا کیا نصاب ہے اور کب اور کس صورت سے ادا کی جائے۔ ایسے ہی حج کے ارکان و اذکار و اوقات وغیرہ کی تفصیل بھی صرف حدیث ہی میں مل سکتی ہے قرآن مجید میں اجمال ہے اور اس سے قرآن مجید میں معاذ اللہ کوئی نقص لازم نہیں آتا۔ یہ صرف ہماری سمجھ کا قصور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو معلم بنا کر بھیجا تھا۔ جیسے کہ ہر فن یا امر میں استاد کی ضرورت ہوتی ہے ایسے ہی امت کیلئے رسول مبین قرآن کی ضرورت تھی۔ اس سے قرآن حکیم میں کوئی نقص لازم نہیں آتا۔

ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حلال و حرام کے احکام بیان فرمائے اور ہمیں بتلایا کہ کتا۔ بلا۔ بندر۔ ریچھ بھیڑیا۔ گیدڑ وغیرہ درندے حرام ہیں۔ شراب حرام ہے اور اس کے علاوہ جو چیز بھی نشہ آور ہے وہ بھی حرام ہے۔ سود کے اقسام بیان فرمائے اور بتایا کہ معاملات میں فلاں فلاں صورت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سود کے حکم میں ہے لہذا حرام ہے۔ ایسے ہی جوئے کی حرمت کے متعلق فرمایا اور بتایا کہ فلاں فلاں صورت قمار و جوا کے حکم میں ہے ایسے ہی بیع و شرا کی بعض صورتیں ناجائز و حرام قرار دیں۔ نکاح و طلاق کے صحیح طریق بتائے کہ اس میں فلاں فلاں امر حلال ہے۔ اور فلاں فلاں ناجائز و ممنوع۔

انبیاء سابقین کے بعض واقعات کی تفصیل بیان کر کے وعظ و نصیحت کی اپنے اثر صحبت اور بیان والاشان سے لوگوں کے اخلاق کی اصلاح کی۔ قرآن مجید کی تبلیغ کی۔ اور لوگوں کو بھی تبلیغ کا حکم دیا اور یہ بھی فرمایا کہ میری حدیثیں دوسروں کو سناؤ۔ جہاد فی سبیل اللہ کے احکام کی تفصیل و تشریح کی۔ اس کے فضائل بیان کئے۔ خود بھی جہاد کیا۔ امت کو بھی اس کی ترغیب دلائی۔ امر بالمعروف نہی عن المنکر پر کامل طریق سے عمل کیا اور امت کو بھی بڑے زور دار الفاظ میں اس کا حکم کیا۔

الغرض جتنے شعبے اسلام کے تھے ہر ایک کو کمال تک پہنچایا۔ پس انہیں چیزوں کا ذکر حدیث نبوی و سنت رسول علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ہے اسی کا نام حدیث ہے۔ اور یہی امور جو حدیث میں ہیں انہیں کو قرآن مجید نے مختصر بیان کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت و حدیث سے اس کی تشریح کی ہے۔ اب آپ ہی بتلائیے کہ یہ امور مذکورہ بالا دین نہیں ہیں تو پھر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور کیا ہیں اور کیا یہ امور محض تاریخی ہیں۔ اور کیا کتب حدیث کے سوا کسی تاریخ میں آپ یہ مضمون دکھا سکتے ہیں اور کیا علم حدیث کی طرح قوانین جرح و تعدیل کی کسوٹی پر کوئی تاریخ کی کتاب آپ پیش کر سکتے ہیں اور کیا آپ کے سوائے کوئی صاحب عقل سلیم امور مذکورہ بالا کو دین سے خارج بتا سکتا ہے۔ ان باتوں میں ہرگز کسی امر کا بھی کوئی صاحب عقل سلیم قائل نہیں ہو سکتا۔ افرایت من اتخذ الٰھہ ھواہ واضلہ اللہ علی علم۔

دین مقبول اللہ تعالےٰ کے نزدیک صرف اسلام ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام پ ۳ ع ۱۔ اور اسلام اللہ تعالےٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کا نام ہے۔ پڑھو قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین لا شریک لہ وبذلک امرت وانا اول المسلمین پ ۳ ع ۱۲۔

افغیر دین اللہ یبغون ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً والیہ یرجعون پ ۵ ع ۱۶

اب بتائیے کہ جب حدیث نبوی میں وہی ہے جو کچھ کہ قرآن مجید میں ہے صرف اجمال و تفصیل کا فرق ہے اور ہم کو اللہ تعالےٰ نے جیسا قرآن حکیم کے احکام پر چلنے کا حکم دیا ہے ایسے ہی رسول کی اتباع اور آپ کا حکم ماننے کا بھی حکم فرمایا ہے اور دین اسلام ہے اور اسلام اللہ تعالےٰ و آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی فرمانبرداری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا نام ہے تو ثابت ہوا کہ حدیث نبوی کا ماننا اور اس پر عمل کرنا یہی اسلام ہے یہی دین ہے اور منکر کا یہ کہنا کہ "حدیث کی حیثیت دینی نہیں" بالکل باطل ہے۔ حدیث نبوی عین دین اسلام ہے کما تقدم اور منکر کا یہ قول ان کی تحریر سے بھی متناقض ہو کر باطل ہوتا ہے۔ اس لئے آپ نے اسی مضمون میں پہلے تو لکھا ہے کہ حدیث کی حیثیت دینی نہیں تاریخی ہے اور پھر اسی میں لکھا ہے کہ محققین کی ایک جماعت ہمیشہ سے قرآن ہی کو مکمل دین مانتی رہی اور حدیثوں کو تاریخ دینی سمجھتی رہی یہ کھلا ہوا تناقض ہے کہ پہلے تو لکھا کہ حدیث دین نہیں تاریخ ہے پھر لکھا تاریخ دینی ہے۔ جب وہ دین نہیں تو پھر یہ نسبت کیسی؟ ایک صفحہ میں بھول گئے۔

پھر اسی مضمون میں لکھا ہے کہ روایت کا آغاز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی میں ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام جن اوقات میں صحبت مبارک میں موجود نہیں رہتے تھے ان اوقات کے اقوال و احوال نبوی دوسرے صحابہ سے جو حاضر ہوتے پوچھتے۔ یہ حضرات کرام سنتے انہیں سے سنتے جن پر خود اعتماد ہوتا تھا۔ دین کی بنا قرآن کریم اور آنحضرت کے اسوہ حسنہ پر تھی۔ جیسا آپ کو دیکھتے یا حکم پاتے اس کے مطابق عمل کرتے۔

پھر لطف یہ کہ یہ بھی لکھ دیا ہے کہ شاگردان صحابہ (تابعین) میں بہت کچھ صداقت موجود تھی اور وہ روایتوں کے بیان میں ان کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے حتیٰ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حدیثوں کو لکھوانے کا حکم بھی لکھا ہے اور عبداللہ بن عمر کی کتابت حدیث کو بھی تسلیم کیا ہے۔ پھر دوسری صدی میں تابعین سے تدوین کتب حدیث بھی ثابت کی ہے اور تیسری صدی میں تبع تابعین وغیرہ سے تنقید حدیث اور کثرت سے تدوین کتب حدیث کو بھی لکھا ہے

بتائیے جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے روایت کا آغاز ہوا۔ اور آپ نے بذات خود اپنے حکم سے بعض حدیثیں لکھوا بھی دیں اور صحابہ نے بھی از خود لکھیں اور روایت وکتابت وتدوین کتب حدیث کی اور تبع تابعین سے تو پھر کثرت تدوین وتنقید سے سب ذخیرہ حدیث مرتب ہو گیا جس میں اسوہ حسنہ اور حکم رسول کا بیان ہے جس پر کہ دین کی بنا ہے۔ تو اب اس سے انکار کیسا؟

پھر جب کہ آپ کے نزدیک کتب حدیث کی حیثیت دینی و یقینی نہیں۔ اس کی حیثیت محض تاریخی ہے جو بقول آپ کے صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے۔ یعنی محض کذب و باطل ہے۔ اور اس کا کوئی اعتبار نہیں تو پھر حافظ صاحب کی ساری تحریر اور ان کے دلائل کا ساختہ پرداختہ خود ان کے قول سے باطل ہو گیا اس کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جواب کی بھی چنداں ضرورت نہیں اس لئے کہ ان کے دلائل و اعتراضات کی بنا بھی صرف تاریخ و روایات مرسلہ منقطعہ اور مردودہ پر ہے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جاتی ہیں یعنی بالکل جھوٹ صدق اللہ تعالےٰ ولا تکونوا کالتی نقضت غزلہا من بعد قوۃ انکاثا پ ۱۴ ع ۱۸- لوگو! تم اس دیوانی کی طرح مت بنو جو اپنے مضبوط کاتے کو بوٹی بوٹی کر ڈالتی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ انہوں نے بطور الزام کے ایسا لکھا ہے تو پھر یہ تحقیق حق نہ ہوئی محض کذب و ابلہ فریبی ہوئی جو قرآن مجید کے صریح خلاف ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولاً سدیدا (پ ۲۲ ع ۱۵) اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور بات پکی سچی کہو۔

علاوہ اس کے یہ بھی ایک ابلہ فریبی کی چال ہے جو منکرین حدیث نبوی نے اختیار کر رکھی ہے کہ حدیث کی حیثیت محض تاریخی ہے اس سے ان کی یہ غرض ہے کہ دین میں جب وہ داخل نہیں اور دینی حیثیت سے جب ان کا کوئی اعتبار نہیں تو جس کا دل چاہے انہیں تسلیم کرے اگر سمجھ میں نہ آئے تو بے شک اسے مسترد کر دے ان کی یہ گمراہ کن چال کئی وجوہ سے باطل ہے۔

(۱) حدیث کی حیثیت عام تاریخ سے بالاتر ہے اس لئے بھی کہ حدیث بحیثیت اسوہ حسنہ جزو دین ہے۔ کما تقدم نہ کہ عام تاریخ اور اس لئے بھی کہ حدیث جرح و تعدیل کے قوانین پر مبنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے جو قرآن مجید و مسلمات سے ماخوذ ہیں اور تاریخ میں یہ امور شرط نہیں۔

(۲) پھر یہ کلیہ بھی باطل ہے کہ تاریخ ہر حیثیت سے قابل تسلیم نہیں۔ دیکھئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب باپ دادا۔ پردادا وغیرہ اور یہ کہ آپ کا خاندان بنی ہاشم قریش میں سے ہے آپ مکہ معظمہ میں فلاں سنہ میں عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں پیدا ہوئے۔ حضور ابھی شکم مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہوگیا۔ پھر صغیر سنی ہی میں والدہ کا بھی انتقال ہوگیا پہلے دادا نے آپ کی پرورش کی۔ پھر چچا ابو طالب نے آپ سے بکریاں بھی چروائیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ کے مال میں بغرض تجارت سفر بھی کیا۔ پھر خدیجۃ الکبریٰ سے آپ کی شادی ہوئی۔ آپ کے تین لڑکے اور چار لڑکیاں ان کے شکم سے پیدا ہوئیں ایک لڑکا ابراہیم ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوا۔ چالیس سال کے بعد آپ کو نبوت عطا ہوئی آپ کے پاس اللہ تعالےٰ کا پیغام آیا۔ وحی ہوئی۔ آپ نے مختلف مقامات منیٰ عرفات، طائف وغیرہ میں تبلیغ کی۔ پھر بسبب ایذا کفار مکہ سے مدینہ منورہ ہجرت کر کے تشریف لے گئے۔ دس برس تک وہیں رہے وہیں آپ کا وصال ہوا۔ وہیں آپ کا مزار مبارک ہے پھر آپ کے بعد حضرت ابوبکر الصدیقؓ خلیفہ مقرر ہوئے۔ پھر ان کے بعد حضرت عمرؓ پھر حضرت عثمانؓ پھر حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے جو رسول اللہ صلے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچیرے بھائی بھی تھے اور داماد بھی حضرت حسنؓ حسینؓ ان کے صاحبزادے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ نظر۔ پھر ان کے بعد سلسلہ خلافت یا ملوکیت کی تفصیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غزوات بدر، احد، احزاب خیبر، مکہ، تبوک وغیرہ کی تفصیل۔ اور یہ کہ کب اور کس وقت اور کیسے یہ غزوات ہوئے۔ کیا کیا اسباب اس وقت تھے۔ ہر ایک کا انجام کیا ہوا۔ قرآن مجید کے ضبط کرنے میں آپ کا کیا طریق تھا۔ آپؐ لکھتے تھے یا لکھواتے تھے اور ان کو کیا ہدایت کرتے تھے۔ پھر آپ کے بعد صحابہؓ نے کیا کیا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب تاریخی واقعات ہیں کیا منکرینِ حدیث ان امور مذکورہ بالا کی تردید کر سکتے ہیں یا کہہ سکتے ہیں کہ ان امور کا ہونا یا ان کا تسلیم کرنا کوئی ضروری امر نہیں اگر کوئی ان سب کو ایک دم رد کر دیتے اور کہہ سکے کہ یہ سب غلط ہے تو بتایئے پھر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور خلفائے راشدین صحابہ وغیرہ کا وجود ہی مشخص نہ ہوگا کہ کس پر قرآن نازل ہوا وہ کون تھے؟ کیسے تھے۔ کہاں کے تھے؟ کیسے نازل ہوا؟ انہوں نے قرآن کو خود لکھا یا لکھوایا؟ کس سے لکھوایا کب اور کیسے لکھوایا؟ کیسی ترتیب تھی کتنی مدت میں نازل ہوا۔ آپ نے اس پر کیسے عمل کیا؟ پھر ان کے جانشین کون کون ہوئے تھے۔ انہوں نے کیا کیا؟ تبلیغ و اشاعت کیسے کی؟ قرآن مجید میں تو صرف محمد رسول اللہ کا ذکر ہے اور کوئی امر منصوص نہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا یہ سب امور تاریخ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یا حدیث و آثار سے ورنہ کچھ بھی نہیں۔ دیکھا حدیث سے انکار کا نتیجہ کہ اسلام ہی کو کھو بیٹھے۔

(۳) پھر میں منکرین حدیث سے کہوں گا کہ آپ کا نسب بھی تو تاریخ ہی سے ثابت ہے کیا آپ کے نزدیک وہ بھی ضروری اور صحیح نہیں، یعنی آپ کے مجہول النسب ہونے میں کوئی حرج نہیں پھر یہ آپ کی تاریخ بھی باقاعدہ اصول تاریخ پر بھی نہیں اور تواتر او شہرت بھی مشکل بلکہ معدوم ہے۔

(۴) اور سنئے شاہانِ دہلی بابر، اکبر، جہانگیر، شاہ جہان، عالمگیر وغیرہم کے کارنامے بھی تاریخ ہی سے ثابت ہیں کیا آپ ان سب کا بیک لخت انکار کر سکتے ہیں اور کیا اس کی اشاعت کر سکتے ہیں ہرگز نہیں کر سکتے۔ یہ ہاتھی کے دانت صرف دکھانے کے لئے ہی ہیں کھانے کے لئے نہیں۔ افسوس تو آپ مورخ بھی ہیں۔ کیا آپ نے یہی سبق تاریخ سے حاصل کیا ہے۔ ؎

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا ٭ کار طفلاں تمام خواہد شد

(۵) اجی حضرت اصول تاریخ کے مطابق روایت و درایت کی کسوٹی سے جو تاریخی امور ہیں وہ بھی اپنے اپنے محل پر واجب التسلیم ہیں۔ کیا آپ کو یاد نہیں بفحوائے آیات کریمہ ائتونی بکتاب من قبل هذا او اثارة من علم ان کنتم صادقین (پ ۲۶ ع ۱)۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

واسئلهم عن القریۃ التی کانت حاضرۃ البحر اذ یعدون فی السبت (پ ۹ ع ۱۰) تاریخ کا اعتبار تو قرآن سے ثابت ہے آپ کیسے اس کے ساقط کرنے کے درپے ہو رہے ہیں اگر تواتر و شہرت کے اصول وہاں بھی کارفرما ہوں تو وہاں بھی انکار کی گنجائش نہیں۔ بلکہ خبر واحد بھی بعض صورتوں میں واجب التسلیم ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کی اس حکایت کا محکی عنہ بالکل نہیں۔ لہٰذا اس کے بطلان میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔

(۴) اور سنیئے! اصول حدیث اور قواعد جرح و تعدیل اولہ قطعیہ قرآن مجید و مسلمات عقلیہ سے ثابت ہیں۔ اس میں تو آپ کی لایعنی تشکیک کی گنجائش ہی نہیں۔ وہاں تو پہلے ہی سے رواۃ کی باقاعدہ جانچ پڑتال ہے کہ وہ کون تھا۔ کیا نام تھا۔ کس کا بیٹا۔ کہاں کا رہنے والا کس سے پڑھا حافظہ، ضبط روایت، عدالت، دیانت، صداقت کا کیا حال تھا۔ پھر وہم، اختلاط یا سوء حفظ تو نہ تھا۔ اگر ہوا تو کب ہوا۔ روایت کس زمانہ کی ہے۔ راوی کا مسلک جادہ اعتدال سے ہٹا ہوا تھا لیکن تھا وہ صادق و عادل وغیرہ تو اپنے مسلک کا مبلغ تھا ..... کہ یہ روایت اس کے مذہب کے مخالف ہے یا موافق۔ اس کی روایت دوسرے حفاظ کے موافق ہے یا مخالف ہے۔ پھر یہ کہ ادلیہ قطعیہ قرآن مجید یا بداہت عقل کے ایسی مخالف تو نہیں کہ جس کی توجیہ ہی نہ ہو سکتی ہو۔ تفرد تو نہیں۔ روایات میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعارض تو نہیں۔ تیز یہ کہ روایت میں کہیں شذوذ۔ ارسال انقطاع اعضال وغیرہ وغیرہ تو نہیں۔ ان قیود و شروط کے بعد روایت قابل قبول ہوتی ہے۔

(۷) علاوہ اس کے جرح و تعدیل کے بھی درجات ہیں۔ ایسی نقاد حدیث کے بھی درجات ہیں۔ اگر کسی نے ترمی کی ہے تو دوسرے نے بھی کی ہے۔ پھر یا تو جارح اس مجروح روایت کو نہیں لاتا۔ کوئی دوسرا لائے تو لائے اور اگر کہیں جارح لاتا بھی ہے تو بطور شواہد اعتبار و تردید وغیرہ کے نہ باعتبار استقلال اور حجیت کے۔

(۸) پھر حدیث متواتر تو مثل قرآن مجید قطعی ہے جس کا علم ایسا ضروری ہے کہ ہر شخص کو حاصل ہوتا ہے۔ جو اس کو مجبوراً ماننا پڑتا ہے۔ اور حدیث مشہور قریب قریب متواتر کے ہے۔ مفید علم یقینی ہے اور خبر واحد سے بھی بلحاظ قرائن داخلیہ و خارجیہ علم یقینی نظری حاصل ہوتا ہے۔ جو نظر و استدلال سے عالم کو حاصل ہوتا ہے نہ جاہل کو۔

(۹) اخبار احاد کا ثبوت اور اس کا اعتبار قرآن مجید سے ثابت ہے اور تمام دنیا کے اکثر کاروبار اخبار احاد ہی پر چلتے ہیں۔ مقدمات۔ معاملات۔ عبادات۔ نکاح۔ طلاق بیع و شراء۔ رویت ہلال وغیرہ وغیرہ کا مدار اکثر اخبار احاد ہی پر ہے۔ قال اللہ تعالیٰ واستشہدوا شہیدین من

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رجالکم (پ ۳ ع ۶) اور بطور مفہوم آیت ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا (پ ۲۶ ع ۱۲) واحد عادل کی خبر کا بھی اعتبار ہے تاہم تفہیم و تدبر اور حدود میں چار پر مدار ہے۔ لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء (پ ۱۸ ع ۹) قرآن مجید نے جب دو چار کی شہادت پر مدار کار رکھا ہے اور ان کی بات کو سچ جاننا اور اس پر عمل کرنا واجب ٹھہرایا ہے تو پھر حدیث متواترہ مشہور کے علاوہ اخبار احاد جن کے راوی دو چار بلکہ ایک بھی ہے۔ اس کے انکار سے قرآن مجید کا انکار لازم آتا ہے جس کے منکر کا ایمان سے کوئی سروکار نہیں۔

(۱۰) کتب حدیث میں تو احادیث نبویہ کی اس قدر تحقیق و تنقید کی گئی ہے کہ اس سے بڑھ کر کبھی کسی نے کی ہی نہیں۔ ایک ایک حدیث کے متن کی دو، دو، تین، تین، چار، چار، پانچ پانچ اور اس سے بھی زائد دس دس بیس بیس سندیں مختلف طریقوں سے ثابت ہیں۔

اولاً تو حتی الامکان الفاظ نبویہ کے ضبط کی کوشش کیگئی ہے جہاں ذرا کھٹکا ہوا بیان کر دیا اوکما قال کہدیا۔ ہاں نقل بالمعنے کی بھی حدیثیں ہیں اور وہ نقل بالمعنے بھی زمانہ صحابہ میں ہوا۔ جو رسول اللہ صلعم کے شاگرد، عالم باللغۃ حالات سے واقف، قرآن و عادات کے ماہر تھے۔ والنادر کالمعدوم زمانہ تابعین میں بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسا ہوا۔ پھر بعد میں تو باقاعدہ کتب حدیث مدون و مرتب ہو گئیں کہ اس میں نقل بالمعنے کی گنجائش نہ رہی۔ یاد رہے نقل بالمعنے خود قرآن شریف سے ثابت ہے۔ قال تعالیٰ انہ لفی زبر الاولین (پ ۱۹ ع ۱۶) ان ھذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراھیم وموسیٰ (پ ۳۰ ع ۱۲) دیکھئے! کتب سابقہ کی زبان عربی نہ تھی اس کے معنی قرآن نے بیان کیا۔ پھر اس سے گھبراہٹ کیوں ہے۔

(۱۱) یہ امر پایہ ثبوت کو پہنچ چکا ہے اور تواتر سے ثابت ہے۔ کہ نفس حدیث بذات خود رسول اللہ صلعم نے لکھوائی اور صحابہ نے از خود بھی ضبط کیں اور لکھیں۔ آپ نے بھی اس کا اقرار کیا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکتوبات، فرامین امراء و سلاطین کو لکھوائے۔ معاہدات واحکام، عقول، دیات۔ نصابات زکوٰۃ و مردم شماری اور بعض خطب وغیرہ جو لکھوائے وہ اب تک کتب حدیث میں موجود ہیں۔ زمانہ اول اور آخر میں فرق صرف اتنا ہے کہ پہلے وہ نوشتے قرآن مجید کی طرح غیر مرتب، متفرق درقوں پٹھوں وغیرہ میں تھے اور بعد کو باقاعدہ کتابی شکل میں مرتب و مدون ہوئے اور بس۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ اگرچہ ہمارے دوست دہوکہ دینے کو کہتے ہیں۔ کہ احادیث ضبط نہ تھیں اور نہ ہی محفوظ تھیں۔ اس تحقیق سے ان کی بات غلط ثابت ہوئی۔ بلکہ بعض صحابہ نے آنحضرت صلعم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے پوچھ کر بھی احادیث نبویہ ضبط کیں اور لکھیں۔ مگر قرآن مجید کی طرح متفرق۔ جیسے کہ پہلے قرآن مجید مختلف کاغذوں، ہڈیوں وغیرہ میں متفرق لکھا ہوا تھا۔ اکثر کو یاد ہی تھا۔ بعد وفات رسول اللہ صلعم یکجا مرتب ہو کر لکھا گیا۔ ایسے ہی احادیث کا حال ہے۔ پھر اسی طرح صحابہ اور خلفائے راشدین نے ان پر عمل کیا جو اب تک محفوظ ہے جن کا انکار بداہت کا انکار ہے۔ پھر تابعین کے زمانہ میں تو باقاعدہ احادیث نبویہ کا بیشتر ذخیرہ جمع کیا گیا اور نوشتہ سند بسند محفوظ تھا اور وہ نوشتے جو سینہ بسینہ محفوظ تھے مرتب و مدون کر دیئے گئے جو اب تک موجود ہیں۔ چنانچہ اسلم صاحب نے بھی اقرار کیا ہے۔ پھر اس کے دین ہونے سے انکار بداہت و تواتر کا انکار نہیں ہے تو کیا ہے۔

(۱۲) غور کیا جائے کہ اگر راویوں اور روایات کو اگر یونہی مسترد کر دیا جائے تو ساری شریعت سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔ (نعوذ باللہ) اس لئے کہ اگر رُوات احادیث کا اعتبار نہ ہوگا۔ تو پھر قرآن مجید کا اعتبار کیسے ہوگا۔ وہ بھی انہیں رُوات صحابہ و تابعین وغیرہ کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ تواتر بھی انہیں سے ہوا۔ ایسے ہی نفس کا تواتر بھی انہیں سے ہوا ہے۔

(۱۳) اگر الفاظ قرآن مجید کے ثابت ہو بھی گئے لیکن اس کے اجمال کی تفصیل حدیث رسول سے ثابت نہ ہوئی تو ہر شخص ہر ناہیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اپنے اپنے خیال کے مطابق معنی کرے گا۔ جیسے کہ ماسٹر عنایت اللہ و دیگر حضرات نے کیا۔ اور اسلم صاحب کے چہیتے پرویز صاحب بھی آجکل یہی کچھ کر رہے ہیں۔

دیکھیئے! اسلام کا مدعی ہر فرقہ اپنے اپنے خیال کے مطابق معنی کرتا ہے۔ پھر کون صحیح ہے اور کون غلط ہے۔ اس کا کیا معیار ہے اور پھر کسی کو کیا حق ہے کہ دوسرے پر اعتراض کرے۔ پس ثابت ہوا کہ جب تک رسول اللہ صلعم کے قول و فعل و تقریر سے جس کو اسوہ حسنہ کہا جاتا ہے۔ قرآن کی تفسیر نہ ہو۔ شریعت اسلامیہ اور قرآن پر عمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ وہ حدیث پر موقوف ہے اور اسوہ حسنہ یا رسول اللہ کی پیروی بغیر آپ کے قول کے [illegible] نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ نماز زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیل پہلے گذر چکی ہے۔

اس سے یہ مغالطہ نہ دیا جائے کہ اس سے قرآن محتاج ثابت ہوتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ حقیقت یوں ہے کہ صرف ہم لوگ سمجھنے میں محتاج ہیں۔ کہ ہمارا علم قاصر ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم کامل ہے۔ اسی لئے تو اللہ تعالے نے فرمایا ہے

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم پ ۱۴ ع ۱۱)

پس حدیث نبوی کا ثابت ہونا ضروری ہے اور اس کا ماننا اور اس پر عمل کرنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ عمل قرآن اس پر موقوف ہے اور مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ پس حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پر عمل کرنا مثل قرآن کے واجب اور اس کا انکار قرآن پر عمل کرنے کا انکار ہے۔

(۱۴) تعجب ہے کہ منکرین حدیث قرآن مجید کی تفسیر لغت سے قواعد عربیہ سے اپنی عقل ورائے سے اپنے ہم خیالوں کی رائے سے توکرتے ہیں اور حدیث نبوی سے نہیں کرتے۔ اور اس کی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ حدیث علم ظنی ہے یقینی نہیں۔ اس لئے جو مسائل قرآن مجید میں مصرح نہیں ان کو بوقت ضرورت اپنے قیاس سے بنا کر قرآن مجید کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ حالانکہ حدیث صحیح یقینی و محفوظ ہے۔ چنانچہ پیشتر اس کی تحقیق ہو چکی ہے اور لغت کا بھی بہت سا حصہ حدیث سے ماخوذ ہے اور لغت بھی ظنی ہے۔ اس میں بھی قوی ضعیف، دونوں قسم موجود ہیں۔ پھر لغت زمانہ نزول وحی اور زمانہ بعد کی دونوں قسم کی ہے۔ اور مخلوط ہے۔ ان میں امتیاز بھی مشکل ہے۔ معتبر وہ ہے جو زمانہ نزول وحی کی ہے نہ کہ بعد کی۔ قواعد میں بھی قوی ضعیف ہیں۔ پھر ہر شخص اپنے اپنے خیال کے موافق قرآن مجید کی تفسیر کرتا ہے اور اپنے زمانہ کے لحاظ سے معنیٰ کرتا ہے جو سب کے سب ظنی ہیں۔ پھر آپس میں لوگوں کی تفسیروں میں اختلاف و تناقض بھی ہوتا ہے۔ بتلایئے! معیار صداقت کیا چیز ہے۔ کھرے کھوٹے کی کسوٹی کیا ہے۔ اگرچہ قرآن مجید قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے۔ مگر جس زمانہ میں نازل ہوا سب سے مقدم ان کا لحاظ ہے پہلے تو ان کے طریق پر چلا کر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر پہلے پچھلوں کے طریق پر نہیں چل سکتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ زمانہ نزول قرآن کے لوگوں کے محاورات و عادات وغیرہ کے لحاظ سے قرآن نازل ہوا اور انہی کی لغت وغیرہ کا لحاظ ہے اور کسی کا نہیں اور وہ خالص تو صرف کتب حدیث میں ہے۔ ہاں کچھ کچھ لغت میں بھی ہے۔ مگر کتب حدیث مقدم ہیں۔ اس لئے کہ وہ خالص ہیں اور محفوظ، بخلاف لغت کے۔ کہ وہ نہ خالص ہے اور نہ ہی مثل قرآن و حدیث کے محفوظ ہے۔ اور لوگوں کے قیاسات و آراء تو ظاہر ہیں کہ سب ظنی اور غیر معتبر ہیں اور رسول اللہ صلعم کو تو اللہ تعالیٰ نے معلم بنا کر بھیجا کہ لوگوں کو قرآن مجید کے الفاظ بھی یاد کرائیں اور معانی بھی بتائیں۔ کما تقدم

اور صحابہ اول تو رسول اللہ صلعم کے بتائے ہوئے قرآن کے معنی بیان کرتے تھے۔ اگر خود بھی بیان کرتے تھے تو چونکہ رسول اللہ صلعم کے شاگرد۔ صحبت یافتہ۔ اور اس زمانہ کی لغت و عادات سے واقف تھے۔ لہذا ان کی تفسیر بھی بعد والوں سے مقدم ہوگی پس معیار صحت حدیث رسول اسوہ حسنہ ہے۔ بعد ازاں تفسیر سلف یا جو ان کے طریق پر ہو اور بس۔

(۱۵) تحریر بالا سے ثابت ہوگیا کہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خود ضبط کرائی۔ لکھوائی۔ صحابہ نے بھی ضبط کی پھر تابعین نے باقاعدہ مرتب و مدون کتابی شکل میں کرلی۔ جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تک محفوظ ہے۔ اور یہ کہ وہ تواتر اور شہرت سے ثابت ہے۔ تو اب منکرین حدیث کا بعض بے ثبوت روایتوں کی بنا پر (جو رکے دکے سے مروی ہیں اور وہ ثابت بھی نہیں۔ چنانچہ عنقریب اس کا بیان آئے گا) تمام کتب احادیث سے انکار کرنا اور ان کو بے اعتبار کرنے کی کوشش کرنا بالکل باطل اور ابلہ فریبی ہے۔ کیونکہ تواتر اور مشہور وغیرہ صحیح حدیثوں کو اخبار احاد (وہ بھی مرسل منکر بے اصل) سے رد کرنا قرآن مجید اور عقل و نقل اور اجماع امت اور سبیل المومنین کے خلاف ہے۔ لہذا باطل ہے۔ فللہ الحمد۔

یہاں تک آپ کے دعاوی پر اجمالی بحث ہوئی۔ اب مفصل جواب سنئے! آپ کا یہ کہنا کہ خبریں صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جاتی ہیں۔ اول تو یہ کلیہ غلط ہے۔ ورنہ پھر کسی امر کا یقین ہی نہیں رہے گا۔ اگر یہ کلیہ صحیح ہے تو آپ کی یہ تحریر بھی باطل ہے کہ اس کا مدار بھی اخبار ہی پر ہے۔ اور آپ کا قول بھی خبر ہی ہے۔ اس پر بھی کئی صبح و شام گذر چکے ہیں۔ یہ تو بطریق اولیٰ باطل ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ "پہلی صدی میں لوگ حدیثیں بنایا کرتے تھے۔" الخ

یہ تو آپ نے لکھدیا مگر خیال نہ کیا کہ اس کی روک تھام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی اسی زمانہ میں ہو گئی تھی۔ اول تو رسول اللہ صلعم نے من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ من النار (صحیح بخاری) کہہ کر اس سے روک دیا۔ پھر حضرت ابوبکر الصدیق و حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالٰی عنہما نے روک تھام کی جس کو آگے چل کر آپ نے ترک روایت میں ذکر کیا ہے۔ بالفرض اگر وہ صحیح ہو تو وہ صرف غلط روایات کی روک تھام تھی نہ کہ نفس حدیث کی روایت سے انکار۔ یہ الٹا مطلب تو صرف آپ ہی نے سمجھا ہے۔ پھر اس کے بعد تو اور بھی زیادہ تحقیق اور چھان بین ہونے لگی۔ جرح و تعدیل کے قوانین منضبط ہوئے۔ کھوٹا کھرے سے الگ ہو گیا پہلے پہل اہل فتنہ نے گو خاک چھانی مگر دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو کر رہا۔

"آپ نے لکھا ہے کہ آج حدیث کی جس قدر کتابیں ہیں ان میں سے کوئی بھی عہد رسالت یا صحابہ کے زمانہ کی لکھی ہوئی نہیں الخ"

کیا آپ عہد رسالت یا صحابہ کے زمانہ کے لکھے ہوئے سو پچاس نسخے قرآن مجید کے دکھا سکتے ہیں۔ جانے دیجئے۔ صرف ایک نسخہ ہی رسول اللہ صلعم کا لکھا ہوا یا لکھوایا ہوا دکھا دیجئے۔

مگر ثبوت کہاں سے لائیں گے۔ کتب حدیث سے لانا تو آپ کو مفید نہیں۔ کیونکہ یہ آپ کے نزدیک ظنی ہے۔ قرآن مجید سے لائیے ورنہ قرآن مجید سے دستبردار ہو جائیے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنئے! جیسے قرآن مجید ان پہلے نوشتوں کی نقل ہے۔ ایسے ہی حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لکھوائی ہوئی اور صحابہ کی لکھی ہوئی حدیثوں کی نقلیں موجود ہیں۔ ہاں بہت سا حصہ وہ بھی ہے جو صدر اول میں زبانی یاد تھا۔ چنانچہ قرآن مجید بھی اکثر کو زبانی یاد تھا۔ لکھنے والے کم لوگ تھے۔ اس زمانہ کے لکھے ہوئے قرآن مجید کے نسخے تواتر کیا شہرت سے بھی آپ ثابت نہیں کرتے پھر حدیث پر اعتراض کی کیا خصوصیت ہے۔ قرآن پر بھی اعتراض کیجئے۔ اور آپ جیسے لوگ کر ہی رہے ہیں۔

ابتدائے ضبط ہے کہتا ہے کیا
آگے آگے دیکھنا ہوتا ہے کیا

اے جناب حدیث کا معتدبہ حصہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوایا۔ معاہدات۔ فرائض ومکتوبات واحکام دنصاب زکوٰۃ وعقول ودیات وغیرہ چنانچہ بعض کا اقرار تو آپ نے کیا ہے اور بعض کو رسالہ طلوع اسلام اپریل ۲۸ء میں بھی تسلیم کیا گیا ہے اور وہ ذخیرہ اب تک کتب حدیث میں موجود ہے۔ مگر آپ کو تو بدگمانی نے بے خبر کر دیا ہے۔ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ (پ ۲۶ ع ۱۳) مؤطا دوسری صدی کے اخیر کی تصنیف نہیں بلکہ وسط کی ہے اور آپ کتابت حدیث میں پھر دھوکہ دے رہے ہیں یا دھوکہ کھا رہے ہیں۔ میں لکھ چکا ہوں کہ نفس حدیث تو عہد رسالت اور زمانہ صحابہ ہی میں لکھی گئی تھی۔ بلکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خود آپ بھی اقرار کر چکے ہیں۔ مگر متفرق و غیر مرتب تھی۔ جیسے کہ قرآن بھی عہد رسالت میں متفرق و غیر مرتب تھا۔ بعد کو دونوں مدون ہوئے کہیئے اس میں کیا اعتراض ہے۔ میں تو کہوں گا کہ صرف آپ کی سمجھ کا پھیر ہے۔

خلاصہ یہ کہ مطلق حدیث رسول صلعم مثل قرآن قطعی ہے ظنی نہیں۔ چنانچہ اس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔

اگر یہ کہا جائے کہ قرآن تو تواتر سے ثابت ہے تو جواب یہ ہے کہ مطلق حدیث اور اس پر امت کا عمل بھی تواتر سے ثابت ہے۔ دونوں میں کچھ بھی فرق نہیں۔ جن لوگوں سے قرآن مجید کی اشاعت ہوئی اور جو تواتر کی بنیاد ہیں۔ وہ وہی رواۃ حدیث ہیں یعنی صحابہ و تابعین وغیرہم۔ اگر نفاق تغیر و تبدل کا احتمال حدیث میں پیدا کیا جائے گا۔ تو پھر قرآن مجید میں بھی پیدا ہو گا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لکھا ہوا یا لکھوایا ہوا بعینہ آپ ایک نسخہ بھی نہیں دکھا سکتے صرف زبانی یادداشت ہو سکتی ہے۔ یہی حال مطلق حدیث کا ہے۔ اور اسی پر امت کا عمل بھی ہے اور یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ الفاظ رسول بھی کلہم محفوظ ہیں اور نقل بالمعنے خود قرآن مجید میں بھی ہے۔ منکر کی دھوکا بازی دیکھیئے کہ خبر واحد کی عدم صحت کے احتمال سے متواتر اور مشہور احادیث کو بھی ظنی بتا کر رد کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ ع

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر آپ لکھتے ہیں کہ "محدثین نے حدیث کو دینی تسلیم کیا۔ اور امت میں مسلم ہوگئی۔ مگر محققین کی ایک جماعت ہمیشہ قرآن ہی کو مکمل دین اور حدیث کو تاریخ دینی سمجھتی رہی"

لیکن آپ کے یہ محققین "حقہ" والے ہوں گے جن کے اندر سے سیاہ دھواں نکلتا ہے۔ کلا بل ران علی قلوبهم ما كانوا يكسبون (پ ۳۰ ع ۷) بھلا ان محققین کے نام تو بتلایئے۔ اور کس مسخرے نے ان دشمنانِ دین کو محققین کا خطاب دیا ہے۔ سيعلم الذين ظلموا اى منقلب ينقلبون (پ ۱۹ ع ۱۵)

حافظ صاحب یاد رکھئے سلف صالحین میں سے کسی نے بھی حدیث کی حجیت سے انکار نہیں کیا اور نہ ہی اس کو تاریخی حیثیت دی۔ یہ آپ کی غلط فہمی یا مغالطہ دہی ہے انہوں نے تو صرف یہ کیا کہ کسی نے وعید کے خوف سے روایت کم کرنے کو کہا۔ یا بسبب اپنے عدم تحفظ کے روایت کرنے سے ڈرے۔ اور کسی نے حدیث کو قرآن مجید کے ساتھ شامل کر کے لکھنے سے روکا۔ الگ لکھنے سے نہیں روکا۔ کسی نے لکھنے کو ضروری نہ جانا زبانی روایت کرتے رہے۔ مگر حجیت حدیث کے سب قائل ہیں۔ سب کے نزدیک نفس حدیث نبوی یقینی اور جزو دین تھی اور ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ روایت کا آغاز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ ہی میں ہو چکا تھا اور صحابہ بھی انہیں لوگوں سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے جن پران کو اعتماد ہوتا۔ مگر چونکہ اس زمانہ میں منافق بھی تھے اور امتیاز مشکل تھا۔ ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمھم نحن نعلمھم۔ پھر لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تاکید کی تھی کہ مجھ سے حدیثیں کم بیان کرو۔ اور حدیث کی حیثیت اخباری تھی۔ دین کی بنا قرآن حکیم اور اسوہ حسنہ پر تھی اسلئے صحابہ جو حکم پاتے اس کے مطابق عمل کرتے۔

حافظ صاحب کی تحریر سے یہ ثابت ہو گیا کہ روایت حدیث کا آغاز زمانہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہو گیا تھا۔ اور وہ لوگ روایت بھی معتمد سے کرتے تھے۔ اور کم روایت کرنے کی تاکید نبوی بھی تھی اور دین کی بنا بھی صحابہ کے نزدیک۔ اسوہ حسنہ رسول کے قول و فعل پر تھی۔ اس سے تو ثابت ہو گیا کہ حدیث رسول صلعم جزو دین ہے اور اس کے بغیر دین صحیح نہیں ہوتا۔

اور جب اس زمانہ میں قرآن کریم کے ساتھ اسوہ حسنہ یعنی قول و فعل رسول بھی تھا۔ تو اب کیسے اسوہ حسنہ یا حدیث رسول اللہ صلعم دین سے خارج ہو سکتی ہے۔ لہذا ثابت ہوا کہ انکار حدیث بے دینی ہے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔

ہاں حافظ صاحب نے یہ جو منافقوں سے امتیاز کے مشکل ہونے کا ذکر کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر اس بدگمانی کو عام کیا جائے تو اول تو قرآن مجید کی اشاعت میں بھی منافقوں کا دخل ہے (نعوذ باللہ)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس میں بھی شبہ رہیگا۔ اگر آپ تواتر کو پیش کریں تو نفس تواتر تو مطلق حدیث میں بھی ہے کہ امت مسلمہ نے حدیث رسول کو روایت کیا اور اس پر عمل کیا۔ اخبار احاد کا یہاں ذکر ہی نہیں۔

دوم قرآن کریم کی دوسری آیات واستشهدوا شهيدين من رجالكم (پ ۳ ع ۷) اور لولا جاؤا عليه باربعة شهداء (پ ۸ ع ۷) وغیرہ تمام مقدمات اور کاروبار دینی و دنیادی بے کار ہو جاتے ہیں سب میں یہی احتمال موجود ہے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے فیصلے کیسے کئے۔ حدیں کیسے لگائیں۔ گواہوں کی گواہی کیسے قبول کی۔ خلفائے راشدین وغیرہ تمام امت نے ان پر کیسے عمل کیا۔ اور یہ بھی بتائیے کہ آپ کیسے عمل کریں گے۔ اور کیا اس زمانہ میں منافق اور فاسق نہیں ہیں۔ تو اب تو اس زمانہ سے بھی زیادہ ہیں۔ آپ کے اس استدلال سے تو سارا قرآن ہی منسوخ ہو جاتا ہے۔ آپ نے حدیث پر اچھا اعتراض کیا ہے کہ قرآن مجید ہی کو کھو بیٹھے۔ ہوا پرستی کا یہی نتیجہ ہے۔ ؎

میندار اسلم کہ راہ صفا   تواں رفت جز در پئے مصطفیٰ

نیز کیا آپ قرآن مجید سے ثابت کر سکتے ہیں کہ تاوقتیکہ مومن خالص کا امتیاز منافق سے نہ ہو جائے۔ تب تک اس کی شہادت و خبر کا اعتبار ہرگز نہیں کر سکتے بس اتنا ہی کافی ہے کہ ظاہری حالت میں مسلم صادق ہو۔ ہاں اگر اس کا نفاق معلوم ہو تو روایت و شہادت درست نہیں اور نفس الامری امتیاز تو تکلیف مالا یطاق ہے لا یکلف اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نفسا الا وسعہا پس عدم امتیاز نفس الامری سے روایت کی نفی یا اس کا عدم امتیاز لازم نہیں فافہم ورنہ آپ ہی قرآن پر سے اعتراض کو اٹھا دیجئے اور آپ کے قول "اخباری حیثیت" پہلے ہو چکی ہے۔

آپ لکھتے ہیں کہ "حضرت ابوبکر الصدیق نے روایت کی یک قلم نفی کر دی تھی" الخ

آہ! فما لھؤلاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا (پ ۵ ع ۸) سنیئے! آپ کی یہ دلیل کئی وجوہ سے باطل ہے۔

اول یہ کہ جب آپ کے نزدیک تاریخ کی حیثیت یہ ہے کہ صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جاتی ہے تو پھر اس دلیل تاریخی کا متواتر اور مشہور حدیث کے مقابلہ میں کچھ بھی اعتبار نہیں۔

دوم یہ کہ یہ روایت اصول حدیث کے اعتبار سے چونکہ متصل نہیں منقطع ہے لہذا باطل ہے۔

سوم یہ کہ آپ نے جب اس کو توجیہ النظر سے نقل کیا ہے اور اس میں صاف لکھا ہے واما الروایۃ عن ابی بکر الصدیق فمن قطعۃ لا تصلح الخ یعنی اس روایت میں سلسلہ روایت کا ٹوٹا ہوا ہے لہذا صحیح نہیں اس کو آپ نے کیوں نقل کر کے جواب نہیں دیا۔ کیا یہ حق پوشی نہیں کہ آپ نے جھوٹ کو ظاہر کیا اور سچ کو چھپایا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہارم یہ کہ اس میں لفظ یہ ہے۔ انکم تحدثون عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم احادیث تختلفون فیھا والناس بعدکم اشد اختلافا فلا تحدثوا عن رسول اللہ صلعم (توجیہ النظر صفحہ ۱۲)

اس کا مطلب یہ ہے کہ تم لوگ ایسی حدیثیں بیان کرتے ہو جن میں آپس میں اختلاف ہے یعنی تناقض تو تمہارے بعد کے لوگ اس سے بھی زیادہ اختلاف کریں گے۔ لہذا ایسی حدیثیں کہ جن سے اختلاف و تناقض پیدا ہو مت بیان کرو۔ اور ایسے مسائل میں کہ جن میں روایات آپس میں متعارض ہوں قرآن مجید سے فیصلہ کرو سو اس میں کیا کلام ہے۔ یہ تو محدثین کا قول ہے کہ روایات متعارضہ سے استدلال صحیح نہیں۔ پھر اس سے مطلق روایت کی نفی کہاں ثابت ہوئی۔ آپ نے ترجمہ کرنے میں یا تو دیانت سے کام نہیں لیا یا خود ہی نہیں سمجھے۔

خلاصہ یہ کہ اس سے متعارض روایتوں کی نفی ثابت ہے مطلق روایت کی نفی کی۔ لہذا آپ کا مدعا باطل۔

پنجم یہ کہ جہاں سے آپ نے یہ روایت نقل کی وہیں اس کا جواب بھی ہے۔ کہ صدیق اکبر نے مطلق روایت حدیث کو منع نہیں کیا۔ اس لئے کہ خود انہوں نے ترکہ جدہ کے بارے میں حدیث سنکر اس کے مطابق فیصلہ کیا (توجیہ النظر صفحہ ۱۲) اس کو آپ نے کیوں نہیں لکھا اس سے صدیق اکبر کا حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو حجت تسلیم کرنا ثابت ہوتا ہے۔ حافظ صاحب! افسوس کہ اس وقت آپ نے اس آیت کا بھی خیال نہ کیا وان فریقا منھم لیکتمون الحق وھم یعلمون۔

ششم یہ کہ خود صدیق اکبرؓ سے کتب حدیث میں بہت سی حدیثیں مروی ہیں۔ صرف صحیح بخاری میں ہی بائیس حدیثیں ہیں جن کو امت مسلمہ نے تسلیم کیا ہے۔

ہفتم یہ روایت آپ کے پہلے قول کے بھی مخالف ہے۔ آپ خود لکھ چکے ہیں کہ دین کی بناء قرآن کریم اور آنحضرت کے اسوہ حسنہ پر تھی۔

بتلائیے اس دین کی بناء اسوہ حسنہ بعد وفات رسول اللہ صلعم کیسے ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ اسوہ حسنہ یعنی حضورؐ کا قول وفعل بلا نقل روایت کیسے ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں اور آپ کی اس حدیث سے جب یک قلم روایت حدیث ختم ہو گئی تو اسوہ حسنہ اور دین بھی ختم۔ دیکھا آپ نے حدیث سے انکار کیا۔ آپ کے ہاتھ سے قرآن بھی گیا۔ کیا اب اس کے بعد آپ وید پر عمل کریں گے ؎

میرے پہلو سے گیا' پالا ستم گر سے پڑا
مل گئی اے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

ہشتم آپ نے لکھا ہے کہ" باوجود اس ممانعت کے بھی روایت کا سلسلہ جاری رہا۔ کیونکہ اس کو جرم قرار نہیں دیا تھا۔"

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو کہہ جب انہوں نے جرم قرار نہیں دیا تو اب آپ جرم قرار دینے والے کون ؟ پس روایت ثابت اور آپ کا دعوے یک قلم باطل۔

سنئے صدیق اکبرؓ اگر یک قلم ممانعت کرتے تو کسی کی مجال نہ تھی کہ خلاف کرے معلوم ہوا کہ انہوں نے بفرض تسلیم روایت مذکورہ صرف روایات متعارضہ سے ممانعت کی تھی نہ کہ مطلق روایت سے ورنہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یا تو صدیق اکبرؓ نے ممانعت سے رجوع کر دیا یا تمام امت نے ان کے قول کو رد کر دیا اور وہ بھی مان گئے پس چشم ما روشن دل ما شاد۔

حافظ صاحب نے حضرت عمرؓ سے ترک روایت کی دلیل نہ لکھی ہے کہ آپ نے قرظہ بن کعب کو کہا لوگوں کو حدیثوں میں پھنسا کر قرآن سے نہ روکنا۔ اور یہ روایتیں نہ سنانا . . . . . پھر کعب نے کبھی حدیث بیان نہ کی۔

حافظ صاحب نے اس روایت کے نقل کرنے میں بڑی خیانت اور قطع و برید کی ہے۔ آپ کے پاس تذکرۃ الحفاظ توجیہ النظر وغیرہ کتب تھیں اور آپ نے وہاں یہ روایت بھی دیکھی کہ ان سے آپ نے اپنے مطلب کی باتیں نقل کی ہیں اور اس روایت میں اس کے آگے اور بھی عبارت ہے۔ مگر چونکہ آپ کے خلاف تھی اس لئے اسے یک قلم آپ نے حذف کر دیا۔ حالانکہ توجیہ النظر میں اس روایت کی

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

بہت سخت تردید بھی لکھی ہے۔ مگر آپ کو تو حق چھپانا اور باطل کو ظاہر کرنا تھا جو کر دیا۔ اِلَی اللّٰہِ الْمُشْتَکٰی۔

اب سنئے! تفصیلی جواب اصل روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

لھم دوی بالقران کدّی النحل فلا تصدوھم بالاحادیث فتشغلوھم جردوا القران واقلوا الروایۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم وانا شریککم الخ (توجیہ النظر ص۱۳)

یعنی قرآن پڑھنے والوں کو حدیثیں سنا سنا کر قرآن پڑھنے سے غافل نہ کرنا۔ قرآن مجید کو علیحدہ پڑھنا۔ یعنی قرآن مجید کے ساتھ حدیث کو مخلوط نہ کرنا اور رسول اللہ صلعم سے حدیثیں کم بیان کرنا (یعنی احتیاط سے روایت کرنا) اس میں تب بھی تمہارا شریک ہوں۔

دیکھا اس روایت میں حضرت عمرؓ سے حدیث روایت کرنیکا ثبوت ہے آپ نے اس کو حذف کر دیا۔ حضرت عمرؓ تو کہتے ہیں کہ حدیث رسولؐ بیان کرو مگر کم یعنی احتیاط کے ساتھ۔ اور نیز لوگوں کو قرآن سے غافل نہ کرنا۔ یہ دلیل تو اثبات حدیث کی ہے۔ مگر افسوس کہ آپ نے الٹا مطلب سمجھا۔

باقی رہا قرظہ کا روایۃ نہ کرنا تو اول تو یہ ان کی غلط فہمی ہے کہ حضرت عمرؓ نے تو صرف کمی روایت کے لئے کہا تھا انہوں نے بالکل ہی ترک کر دی۔ یہ حضرت عمرؓ کے حکم کے خلاف ہے۔

دوم یہ واقعہ کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں۔ قرظہ بن کعب سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتب حدیث میں روایات موجود ہیں۔ دیکھئے سنن نسائی وغیرہ میں شادی بیاہ میں گانے بجانے کے بارہ میں ان سے روایت ہے اور وہاں توجیہ النظر صفحہ ۱۸ میں آپ کی اس روایت کے بارہ میں لکھا ہے کہ شعبی کی ملاقات قرظہ بن کعب سے نہیں ہوئی۔ فقط ہذا التجریبے یہ روایت ساقط و باطل ہے۔ اب آپ کے پاس کیا رہا۔

حافظ صاحب نے حضرت عمر کا ابی بن کعب کو حدیث سناتے دیکھ کر درے مارنے کو تیار ہونے کا جو لکھا ہے اور تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۷ کا حوالہ دیا ہے۔ ہم کو تذکرہ صفحہ ۷ میں یہ حدیث نہیں ملی۔

حافظ صاحب نے اس کے آگے لکھا ہے کہ ابوہریرہ سے پوچھا گیا کہ تم اسی طرح حضرت عمر کے زمانہ میں بھی حدیثیں بیان کرتے تھے انہوں نے کہا کہ اگر ان کے زمانہ میں بیان کرتا تو مجھے پیٹ ڈالتے۔

اصل الفاظ روایت کے یہ ہیں لوکنت احدث فی زمان عمر مثل ما احدثکم نضربنی بمخفقتہ مطلب یہ کہ حضرت عمر نے بسبب خوف زیادتی لوگوں کو کثرت روایت سے روک رکھا تھا۔ اگر میں اس زمانہ میں کثرت سے اب کی طرح روایت کرتے تو مجھے درے سے مارتے۔

سو اس میں احتیاط ہے کہ روایت کی کثرت نہ ہو کہ اسمیں خوف زیادتی کا تھا اور قلت میں صحت ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت عمرؓ کا قول گذر چکا ہے کہ کم روایت کرنا پھر اس میں ہیں تھی تمہارا شریک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ باقی مار کا خیال تو حضرت ابوہریرہ کا اپنا خیال ہے واقع میں ایسا نہیں ہوا۔

حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے عبداللہ بن مسعود اور ابو درداؓ اور ابوذر کو ڈانٹا کہ تم یہ کیا روایتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے ہو پھر ان کو مدینہ میں نظر بند کر رکھا کہیں جانے نہ دیا۔

یہ روایت شعبہ کی عن سعد بن ابراھیم عن ابیہ ہے اور معترض نے یہ روایت توجیہ النظر سے نقل کی ہے۔ اور اسی کتاب میں اس روایت کے بارہ میں لکھا ہے ھذا مرسل و مشکوک فیہ من شعبۃ فلا یصح ولا یجوز الاحتجاج بہ ثم ھو فی نفسہ ظاھر الکذب انتہی (توجیہ النظر صفحہ ۱۸) یعنی یہ روایت مشکوک ہے صحیح نہیں اس کا جھوٹ بالکل ظاہر ہے۔

اس کے جھوٹ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمرؓ نے تو عبداللہ بن مسعود کو کوفہ میں معلم بنا کر بھیجا تھا اور لوگوں کو تاکید کردی تھی کہ جو حدیث یہ بیان کریں اس سے تجاوز نہ کریں۔

ایسے ہی ابو درداؓ اور عبادہ بن صامت کو شام میں بھیجا اور لوگوں کو بھی تاکید کی کہ ان کی حدیث سے تجاوز نہ کریں۔ ایسے ہی دوسرے لوگوں کو دوسرے کئی مقامات پر بھیجا اور لوگوں کو بھی تاکید کی۔ ازالۃ الخفاؑ اور تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۴ میں ہے کہ حارث بن مضرب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے روایت ہے کہ ہمارے پاس حضرت عمرؓ کا خط آیا وہ پڑھا گیا اس میں لکھا تھا کہ میں نے تمہاری طرف عمار بن یاسر کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعود کو ان کا وزیر اور تمہارا معلم بنا کر بھیجا ہے اور یہ دونوں رسول اللہ صلعم کے برگزیدہ اصحاب میں سے اہل بدر میں سے ہیں تم ان دونوں کی پیروی کرنا اور ان کی سننا۔ اور میں نے عبداللہ بن مسعود کو اپنے نفس پر ترجیح دیکر تمہارے پاس بھیجا ہے۔ انتہی۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان کے قید کرنے کی روایت باطل ہے حضرت عمرؓ نے تو ان کو خود معلم بنا کر کوفہ بھیجا۔ ہاں کم روایت کی احتیاط میں وہ تاکید کرتے تھے اور بس! اور دارمی میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے لوگوں سے کہا کہ تم جیسے قرآن مجید کا علم حاصل کرتے ہو ایسا ہی فرائض اور لغت اور سنن یعنی رسول اللہ صلعم کی حدیثیں بھی سیکھو۔

اس سے ثابت ہوا کہ وہ حدیث کی روایت کے بڑے حامی تھے۔ ہاں محتاط تھے کثرت سے روکتے تھے تاکہ صحیح روایات ہی ہوں اور بس! دوسرے خود حضرت عمرؓ ہی سے پانچ سو سے بھی زیادہ حدیثیں مروی ہیں (توجیہ النظر) ساٹھ تو صحیح بخاری میں ہیں۔

حافظ صاحب! بتلایئے جھوٹی روایت آپ نے کیوں پیش کی کیا جھوٹی دلیل سے آپ کا مدعا ثابت ہو سکتا ہے؟ اور جھوٹ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان کرنے والا اور جھوٹ کو ثابت کرنے والا کون ہوتا ہے سچا یا جھوٹا۔ پھر آپ نے اس عبارت کو چھپایا کیوں۔ اگر ناگوار خاطر تھی تو جواب دیا ہوتا۔

حافظ صاحب نے لکھا ہے کہ خلیفہ سوم حضرت عثمان کو روایت کی طرف کوئی توجہ نہ تھی۔ اور وہ اس کو مسترد کر دیا کرتے تھے۔

یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ حضرت عثمان سے تو بہت حدیثیں مروی ہیں آپ نے اخیر دم تک حدیث کی روایت کی۔ یعنی جب کہ باغیوں نے ان کے مکان کا محاصرہ کیا۔ تو شہادت سے پہلے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں لوگوں کو سنا کر ان پر حجت قائم کی اور کہا کہ تم سے حلفیہ پوچھتا ہوں! جانتے ہو جب رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں سوائے بیر رومہ کے کوئی میٹھا کنواں نہ تھا۔ حضور نے فرمایا کون اس کو خرید کر (وقف کرکے) جنت لیتا ہے۔ اور مسلمانوں کے ساتھ خود بھی اس اس کا پانی پیتا ہے۔ تو میں نے خرید کر وقف کر دیا۔ اور اب تم مجھے اس کے پانی سے روکتے ہو اور میں دریا کا کھاری پانی پیتا ہوں لوگوں نے آپ کے قول کی تصدیق کی۔

پھر کہا تم سے حلفیہ پوچھتا ہوں۔ جانتے ہو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو مسجد تنگ تھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرمایا کون ہے جو بنی فلاں کی زمین کا قطعہ خرید کر مسجد میں ملادے تو اس کے لئے جنت ہے۔ تو میں نے زمین خرید کر مسجد میں ملا دی۔ اور اب تم مجھ کو مسجد میں نماز پڑھنے سے روکتے ہو۔ لوگوں نے اس قول کی بھی تصدیق کر دی۔

پھر کہا میں تم سے حلفیہ پوچھتا ہوں کہ میں نے اپنے مال سے جیش العسرت یعنی جنگ تبوک کا سامان تیار کیا لوگوں نے اس قول کی بھی تصدیق کی۔

پھر کہا میں تم سے حلفیہ پوچھتا ہوں۔ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلعم مکہ کے پہاڑ ثبیر پر تھے اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور میں تھا تو پہاڑ ہلا حتیٰ کہ ایک پتھر پستی میں جا گرا تو آپ نے پاؤں مار کر کہا اے ثبیر ٹھہر۔ تیرے اوپر ایک نبی ایک صدیق اور دو شہید ہیں لوگوں نے آپ کے اس قول کی بھی تصدیق کی تو آپ نے کہا اللہ اکبر قسم ہے رب کعبہ کی کہ یہ لوگ گواہ ہو گئے۔ (ترمذی نسائی)

یہ بھی حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے وصیت کی تھی کہ فتنہ فساد ہو گا تم صبر کرنا۔ لہٰذا میں صبر کرتا ہوں (دلائل النبوۃ)

دیکھئے وہ تو حدیث رسول اللہ صلعم سے لوگوں پر حجت قائم کر رہے ہیں اور آپ کہتے ہیں کہ روایت کی طرف ان کی توجہ نہ تھی پس ثابت ہوا کہ آپ غلط سمجھتے ہیں یا دھوکہ دیتے ہیں اغنہا عنی کا معنی ہے اصرفہا وکفہا یعنی اس پرچے کو لے جاؤ۔ میرے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس یہ احکام موجود ہیں۔ ضرورت اس میں کہاں ہے کہ روایت کو ہمیشہ مسترد کر دیا کرتے تھے۔ آپ نے تو بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے۔

آگے چل کر آپ نے لکھا ہے کہ خلیفہ چہارم حضرت علیؓ کثرت روایت سے منع کرتے تھے اور جب ان کے سامنے کوئی حدیث بیان کرتا تو اس سے حلف لیتے۔ اکثر تاکید کیا کرتے کہ جن حدیثوں کو لوگ نہیں جانتے ان کو نہ بیان کرو۔ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ لوگ اللہ اور رسول کی تکذیب کرنے لگیں۔

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہی چیز حضرت علی سے روایت حدیث کے اثبات کی بین دلیل ہے کہ وہ بہ سبب تحقیق کثرت روایت سے منع کرتے اور تحقیق کے ساتھ نفس روایت حدیث کا حکم دیتے اسی لئے لوگوں سے حلف لیتے تاکہ کوئی بے احتیاطی سے غلط بیان نہ کر دے اور کہنے کہ قرآن و حدیث کے جو جو مسائل کہ بعض آدمیوں کی سمجھ میں نہ آویں وہ ان سے نہ بیان کرو تاکہ انکار نہ کرنے لگیں انجنون ان یکذاب ورسولہ قرآن و حدیث دونوں کو شامل ہے۔ اگر اس سے آپ نے مطلق نفی سمجھی ہے تو پھر لازماً آپ کو قرآن مجید کی نفی بھی ماننی پڑے گی۔

آپ نے حضرت زبیر سے ترک روایات کی وجہ لفظ متعمدا کی زیادتی بیان کی ہے۔

اور لوگ تو حدیث سے بالکل کورے ہوتے ہیں اس لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہ بے چارے معذور ہیں لیکن یہ لوگ تو پڑھے ہوئے تھے ان کو کیا ہوگیا کہ دن کو رات تصور کر کے خبط عشوا کا سماں دکھاتے ہیں۔ بندہ خدا جس سے آپ ترک روایت کا ثبوت پیش کر رہے ہیں وہ اثبات کی دلیل ہے۔ افسوس! باطل کی حمایت میں بدحواسی سوار ہو جاتی ہے۔ دیکھیئے! آپ نے لکھا ہے کہ ترک روایت کی دلیل میں حدیث من کذب علی فلیتبوأ مقعدہ من النار پڑھ دیجئے یعنی کذب و غلط بیانی کے خوف سے روایت نہ کرتے اور دلیل میں حدیث پیش کرتے۔ لہذا یہ اثبات روایت حدیث کی دلیل ہے اس سے صرف اتنا ثابت ہوا کہ خوف کے مارے کم حدیث بیان کرتے۔ آپ کے قول سالبہ کلیہ کی نقیض موجبہ جزئیہ ثابت ہوگئی۔

اور حضرت زبیر سے تو بہتیری حدیثیں مروی ہیں۔ صحیح بخاری (مناقب) میں ہے کہ جنگ احزاب میں ان کے بیٹے عبداللہ نے ان سے کہا۔ ابا جان ہم نے آپ کو بار بار آتے جاتے دیکھا تھا تو حضرت زبیر نے کہا بیٹے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہود بنی قریظہ کی خبر کون لائے گا تو میں گیا اور خبر لایا۔ تو حضور نے مجھے فداک ابی وامی فرمایا انتہی۔

اور لیجئے صحیح بخاری و سنن نسائی وغیرہ میں ہے کہ حضرت زبیر کا آب رسانی میں ایک شخص سے جھگڑا ہوگیا تو حضور صلعم نے حضرت زبیر کے حق میں فیصلہ کیا تو اس شخص نے کہا کہ یہ اس لئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے۔ آپ بہت ناراض ہوئے۔ اور آیت فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینھم نازل ہوئی حضرت زبیر کہتے ہیں کہ یہ آیت میرے خیال میں میرے ہی بارہ میں نازل ہوئی ہے بس آپ کی غلط بیانی کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔

اب رہا متعمدا کی زیادت کا معاملہ۔ تو جواب یہ ہے کہ اول تو توجیہ النظر کی یہ روایت بے سند ہے۔ اس میں یہ عبارت ہے روی عن الزبیر انه رواه (ای الحدیث) قال اراھم یذیلون فیه متعمدا والله ما سمعته قال متعمدا انتہی اور اس روایت کا بطلان اس سے بھی واضح ہوتا ہے کہ حضرت زبیر کی یہ روایت شعبہ سے دونوں طرح مروی ہے۔ بعض طریقوں سے بلا لفظ متعمدا جیسے کہ صحیح بخاری اور اسماعیلی کی روایت میں ہے اور بعض طریقوں سے لفظ متعمدا بھی مروی ہے۔ جیسے کہ سنن ابن ماجہ و اسماعیلی کے دوسرے طریق سے خود حضرت زبیر سے لفظ متعمدا ثابت ہے (فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۱۰۲)

نیز چونکہ یہ وعید حضور صلعم نے بارہا فرمائی ممکن ہے بعض دفعہ مطلق فرمائی اور بعض دفعہ مقید۔ لہذا ہر شخص کا اپنا سماع صحیح ہے اور ہر شخص صادق ہے اور یہ حدیث تو ایک جم غفیر سے مروی ہے۔ تیس، چالیس۔ اسی۔ سو۔ دو سو تک صحابہ کا ذکر کیا گیا ہے جو متواتر کو پہنچ گئی ہے اور یہ اس متعمدا کی قید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ صحابہ کی ایک بڑی جماعت سے مروی ہے۔ میرے تتبع میں جن جن صحابہ سے یہ حدیث مروی ہے ان کے نام یہ ہیں ابوسعید خدری۔ عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن عمر عبداللہ بن مسعود۔ ابوہریرہ۔ حبیب رومی۔ انس بن مالک ابوعمرو۔ عمرو بن حریث۔ قیس بن سعد۔ ابوبکر۔ ابوامامہ باہلی سلمان فارسی۔ ابوموسیٰ غافقی اور بھی بہت سے صحابہ سے ثابت ہوگی۔ مگر میرے تتبع میں چودہ صحابہ سے یہ روایت متعمداً کی زیادتی کے ساتھ کتب صحاح ستہ میں مروی ہے جس سے اس کی قطعیت ثابت ہے۔ کہ جم غفیر سے ثابت ہو کر تواتر کو پہنچ گئی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اضافہ یعنی لفظ متعمداً کا توسیع روایت کے لئے لوگوں نے کر لیا ہے۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ نبی صلعم کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا خواہ قصداً ہو یا بلا قصد جہنم مول لینا ہے۔ حضرت انس سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کا یہی فرمان مجھ کو حدیث کے بیان سے روکتا ہے۔

کس بے باکی سے حافظ صاحب نے صحابہ و تابعین وغیرہ کی ایک بہت بڑی جماعت کو جھوٹ بولنے والے جھوٹی بات بنا کر آنحضرت کی طرف منسوب کرنے والے بنایا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

توسیع روایت کے لئے اضافہ کا معنے سوائے جھوٹ بولنے کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ ؎

مکش بہ تیغ ستم والہان سنت را
کہ نہ کردہ اند بجز روایت حق گناہ دگر

حضور نے پہلے ہی سے فرمایا ہے الله الله لا تتخذوا اصحابی عرضا حافظ صاحب یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا الله وقولوا قولا سدیدا کا آپ پر کیا اثر ہوا۔ ایسی بدگمانی ان بعض الظن اثم خیر اب جواب سنیئے۔

اول آپ کی پیش کردہ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن انس انه قال لیمنعنی ان احدثکم کثیرا حدیثا ان النبی صلی الله علیه وآله وسلم قال من تعمد علی کذبا فلیتبوأ مقعده من النار سو اس سے تو روایت کا اثبات ہوتا ہے۔ کیونکہ وہ تو زیادہ روایت نہ کرنے سے عذر کے طور پر یہ حدیث پیش کر رہے ہیں۔ آپ نے دھوکہ دیتے ہوئے ترجمہ غلط کر کے غلط نتیجہ نکالا ہے۔ نفس حدیث سے روکنا۔ اور زیادہ روایتیں بیان کرنے سے روکنا۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔

دوم :۔ اس میں لفظ تعمد کا ثبوت ہے جس کی معترض پہلے نفی کر چکا ہے۔ پھر اگر یہ درست ہے تو پہلا قول باطل ہوا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سوم :- قصد اور بلا قصد میں فرق نہ کرنا بھی قرآن مجید سے بے خبری پر مبنی ہے۔ غور سے پڑھئے لیس علیکم جناح فیما اخطأتم به ولکن ما تعمدت قلوبکم الایۃ (پ ۲۱ ع) جو خطا اور بلا قصد تم سے ہو اس میں تم پر گناہ نہیں۔ لیکن جو قصداً ہو اس میں گناہ ہے۔ دیکھا قرآن مجید میں فرق کر دیا۔ کہ قصد میں گناہ اور مواخذہ ہے بلا قصد میں نہیں لہٰذا فیہ متعمدا ضروری ہے ہاں گلہ ہے منوی ہوتی ہے گلہ ہے مذکور فافہم۔

آپ نے زید بن ارقم کا قول نقل کیا ہے کہ ہم بوڑھے ہو گئے اور حدیث بیان کرنے کا معاملہ سخت ہے۔ یہ بھی نقل کیا ہے کہ مدینہ کے راستہ میں سائب بن یزید۔ سعد بن مالک سے کوئی حدیث نہ سنی اسی طرح شعبی تابعی نے ابن عمر سے ایک سال سے کوئی حدیث نہ سنی پھر لکھا ہے کہ صحابہ دوسروں سے حدیث سنکر قبول کرنے میں تامل فرماتے ہیں اس سے مانعین حدیث نے سند پکڑی ہے

(۱) جہاں سے یہ روایتیں نقل کی گئی ہیں وہاں جواب اور اس کی تردید بھی لکھی ہے۔ اس کو بھی نقل کر دیا ہوتا اس سے آپ کی نیت کی پردہ دری ہوتی ہے۔

(۲) زید بن ارقم اور سعد بن مالک اور ابن عمر کا اس عرصہ میں حدیث نہ بیان کرنا اس سے یہ کہاں سے لازم آگیا کہ وہ لوگ روایت حدیث کے قائل نہ تھے ورنہ اتنے عرصہ میں ان سے قرآن مجید

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی تبلیغ بھی ثابت نہیں۔ تو گویا آپ کے نزدیک وہ قرآن مجید کے قائل نہ تھے۔

(۳) بات وہی ہے کہ ان لوگوں کی تحقیق و احتیاط تھی کہ ڈر ڈر کر کم بیان کرتے اور صحیح صحیح بیان کرتے۔ اور دوسروں سے سنکر جب تک تحقیق نہ ہوتی قبول نہ کرتے۔ تو یہ تو اور بھی ان دیانت و ذہانت کی دلیل ہے۔

(۴) اس سے تو آپ کا پہلا قول باطل ہو گیا کہ "یہ اضافہ توسیع روایت کے لئے لوگوں نے کرلیا"۔ دیکھا صحابہ کیسے محتاط تھے۔ کہ دوسروں کی بلا تحقیق سنتے۔ نہ آپ بلا تحقیق کہتے۔ بس یہی چاہیئے تھا۔

(۵) کسی خاص روایت یا روایات میں تامل یا توقف کرنے سے سب حدیثوں کی نفی لازم نہیں آتی۔ اور یہ تو ہر عاقل بالغ کا دستور العمل ہے کہ وہ بلا تحقیق ہر کس و ناکس کی بات تسلیم نہیں کرتا۔ بس یہی حال صحابہ کا تھا اور بس! کہیئے اس میں کیا اعتراض ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ ابن عباس نے ابوہریرہ کی روایت کو کہ آگ کی چھوئی ہوئی چیز سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تسلیم نہیں کیا۔

اول تو وضو ٹوٹنے کا ذکر ہی اس روایت میں نہیں ہے۔ یہ آپ کی زیادتی ہے۔ لفظ حدیث کے یہ ہیں الوضوء مما مست النار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آگ کی چھوئی چیز گوشت وغیرہ سے وضو چاہیئے۔ عام اس سے کہ فرض ہو یا مستحب۔ پھر وضو بھی کامل چاہیئے یا صرف ہاتھ دھوئے اور کلی کرے نیز آگ کی چھوئی چیز سے خاص گوشت وغیرہ وغیرہ چیزیں مراد تھیں۔ جن کے کھانے سے ہاتھ اور منہ کو چکنائی لگ جاتی ہے۔ پانی وغیرہ رقیق اشیاء اس سے خارج تھیں۔ ابن عباس نے عام خیال کر کے اس سے دریافت کیا اور انتوضأمن الحمیم کیا گرم پانی سے وضو کریں۔ ابوہریرہ نے جواب دیا اذا سمعت حدیثا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلا تضرب له مثلا۔ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث سنو تو مثالیں مت بیان کرو تو ابن عباس خاموش ہو گئے۔

دوم حضرت ابن عباس کو دریافت کرنے کا یہ امر بھی باعث ہوا کہ انہوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آگ کی چھوئی چیز کھا کر وضو نہیں کیا۔ معلوم ہوا کہ امر اول اگر منسوخ نہیں تو مستحب تھا۔ پس دونوں کی رویت درایت درست۔

سوم کسی چیز کی تحقیق کرنے سے اس کی تردید لازم نہیں آتی ہے۔

چہارم بالفرض اگر اس میں کلام بھی ہو تو ایک جزئی کے تردد سے کل روایات کیسے غیر مسلم ہو گئیں

پنجم ابن عباس تو خود بھی اسی امر میں حدیث روایت کرتے ہیں پھر جس سے آپ حدیث کی نفی کرنا چاہتے ہیں اسی سے حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا ثبوت ہوتا ہے۔

ششم ابن عباس کا جواب سنکر خاموش ہو جانا حدیث نبوی کا اثبات۔

ہاں اسی میں آپ نے لکھا کہ ابن عمر نے ابو ہریرہ کی کھیتی کی روایت کے متعلق فرمایا۔ ہاں ابو ہریرہ کے پاس کھیتی ہے۔

لیکن اس سے آپ کیا سمجھے تکذیب یا تصدیق۔ یہ تو ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ حافظ صاحب نے فلاں تاریخی مضمون لکھا ہے یا کوئی تاریخی کتاب لکھی ہے۔ دوسرے نے کہا ہاں۔ حافظ صاحب تو مورخ ہے ان کا تو یہی کام ہے۔ تو کیا اس سے آپ کی تاریخ دانی اور تصدیق مراد ہوگی۔ یا آپ کی بے علمی اور تکذیب۔ اگر آپ اسے تکذیب سمجھتے ہیں تو آپ کی مرضی۔ ورنہ ہر عقلمند ایسے کلام سے تصدیق ہی سمجھے گا۔ ابن عمر نے تو یہ کہا کہ چونکہ حضرت ابو ہریرہ صاحب حرث تھے اور جو کسی امر میں مبتلا ہوتا ہے وہ اسے خوب یاد رکھتا ہے۔ لہذا انہوں نے خوب یاد رکھا۔ ہم یاد نہیں رکھ سکے اس میں آپ کو کیا اعتراض ہے۔

آگے آپ نے لکھا ہے کہ محمود انصاری نے جب یہ حدیث بیان کی کہ جس نے لا الہ الا اللہ کہدیا وہ جہنم کے اوپر حرام ہوگیا۔ تو ابو ایوب انصاری نے فرمایا کہ واللہ میں نہیں سمجھتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی بھی ایسا کہا ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ تو اس سے بہت خوش ہوئے ہوں گے۔ کہ سادہ لوحوں کے بہکانے کا خوب موقع ملا ہے۔ مگر یہ روایت تو حدیث نبوی کے اثبات کی دلیل ہے۔ نہ کہ نفی کی۔ اس لئے کہ حدیث بہت طویل ہے اور قریباً ایک صفحہ ہے۔ اور آپ نے دس مقام (صحیح بخاری) میں وارد ہے اور صحیح مسلم میں بھی ہے۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عتبان بن مالک صحابی مدنی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت کی اس پر آپ معہ ایک جماعت صحابہ کے دن چڑھے اس کے گھر تشریف لے گئے۔ اس نے اپنے گھر میں تبرکاً آپ سے نماز پڑھوائی۔ آپ نے چاشت کی نماز باجماعت پڑھائی۔ دعوت کے بعد محلہ کے لوگ جمع ہوئے۔ ایک شخص نہ آیا اس کا چرچا ہوا کہ وہ منافق ہے۔ اس پر حضور نے فرمایا ایسا مت کہو یا تم دیکھتے نہیں کہ وہ دل سے کلمہ توحید کا قائل ہے اور ایسے شخص پر آگ حرام ہے۔

جب یہ حدیث محمود انصاری نے عتبان بن مالک صحابی سے سنکر ایک جماعت صحابہ وتابعین کے سامنے بیان کی تو سب نے سنی اور خاموش رہے۔ مگر ابوایوب انصاری نے صرف اس کے (جو کلمہ توحید کا دل سے قائل ہو اس پر دوزخ حرام ہے) بارہ میں کہا کہ واللہ ما اظن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ما قلت قط جو تم کہتے ہو میرا گمان نہیں کہ رسول اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلعم نے ایسا کہا ہو۔

اس سے ثابت ہوا کہ ابوایوب اور دیگر صحابہ نے ساری حدیث سنی تسلیم کی۔ ہاں ابوایوب کو ایک جملہ میں تردید ہوا مگر تردد کا مقام نہ تھا۔ اس لئے کہ قرآن مجید ہے۔ والذین امنوا وعملوا الصالحٰت اولٰئِک اصحاب الجنۃ ھم فیہا خالدون (پ رکوع ۹) یعنی جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور اچھے عمل کئے وہ جنتی ہیں۔ اور جو جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ مشرک کی نجات نہیں موحد کی ہے۔ پھر جو دل سے لا الہ الا اللہ کا پابند ہو یعنی اللہ تعالےٰ کا فرماں بردار تو پھر اس کے جنتی ہونے میں کیا کلام ہے اور جب وہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے تو دوزخ ان پر قطعاً حرام ہو گی۔ کہئے! اس میں کیا اعتراض ہے۔

ابوایوب الصلدی کا اس طرف کیا خیال نہ گیا۔ انہوں نے سمجھا کہ شاید محمود کو سہو ہو گیا ہو۔ اسی لئے انہوں نے لفظ اظن سے اپنا خیال ظاہر کیا۔ کہ میرا گمان و قیاس ایسا ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ ایسا ہو۔ حدیث کا انکار ایسا نہیں کیا۔ ورنہ ساری حدیث کی تردید کرتے۔ لیکن انہوں نے سارے واقعہ کو تسلیم کیا۔ صرف ایک جملہ میں اپنا گمان ظاہر کیا۔ حالانکہ اس جملے کا مضمون قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ورنہ آپ کو ماننا پڑے گا کہ ابوایوب کو قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت سے انکار تھا۔ اچھا آپ ہی بتائیے کہ موحد متقی پر دوزخ حرام ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا نہیں؟ اور یہی حدیث کا مضمون ہے۔ اس میں معترض کا اپنا ہی قصور ہے اور کچھ نہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ نے فاطمہ بنت قیس کی روایت کو کہ "مطلقہ بائنہ کے لئے نفقہ سکنیٰ نہیں" کہا کہ ایسے مان لوں نہیں معلوم کہ عورت نے یاد بھی رکھا یا نہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس میں بھی بجائے انکار حدیث کے اثبات حدیث پایا جاتا ہے۔ مگر آپ کیا سمجھیں۔ حضرت عمرؓ نے عدم تسلیم کی ایک عورت کا عدم حفظ قرار دیا ہے۔ سنن نسائی میں ہے۔ قال عمرؓ ان جئت بشاھدین یشھدان انھما سمعاہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (جلد ۲ صفحہ ۱۰۱) ان کو ایک عورت کے حفظ میں تردد تھا۔ اس واسطے وہ کہتے تھے کہ دو گواہ لاؤ میں حدیث مان لوں گا۔ اس سے حدیث کا اثبات ہوا یہ انکار احتیاطی تھا۔ کہ دو شخصوں سے تحقیق چاہتے تھے اور کوئی اعتراض نہ تھا۔

آپ نے اسی میں لکھا ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث رسول اللہ صلعم نے بیان کی کہ حضورؐ نے بدر میں قلیب کے مردوں سے خطاب کیا تو حضرت عائشہ نے قرآن کی آیت اس کے خلاف پڑھی۔

لیکن اس سے آپ کا قول وہ شروع میں لکھا ہے کہ روایت حدیث کی تاریخی حیثیت ہے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے باطل ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ حدیث کی حیثیت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تاریخی نہیں بلکہ دینا ہے۔ اس میں بڑی چھان بین ہوئی ہے۔ اور صحابہ روایت حدیث میں بڑی تحقیق کرتے تھے۔ دیکھا حضرت عائشہ نے اپنے علم کی بنا پر اعتراض بھی کیا۔ اور یسمعون کی جگہ یعلمون بیان کیا اور کہا کہ حدیث کا لفظ یعلمون ہے۔ اس سے حدیث کا اثبات وتحقیق پائی گئی نہ نفی۔ اس لئے کہ وہ بھی تو حدیث ہی اپنی دلیل میں پیش کر رہی ہیں۔ گو عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث بھی حدیث ہے اس میں قرآن کا خلاف بھی نہیں۔ مگر حضرت عائشہ کو خلاف معلوم ہوا۔ یہ ان کا فہم ہے۔ لا تسمع الموتیٰ میں اللہ تعالیٰ کے سنوانے کی نفی نہیں جو خلاف ہوتا یہ اللہ تعالیٰ نے سنوایا تھا جو صحیح ہے۔

ایسے ہی آپ نے عذاب قبر کی حدیث کے بارہ میں حضرت عائشہ سے لا تزر وازرۃ وزر اخریٰ نقل کیا ہے کہ مومن کو گھر والوں کے رونے کے سبب عذاب نہیں ہوتا۔

اصل بات یہ ہے کہ یہ دو حدیثیں ہیں ایک حدیث حضرت عائشہؓ کی کہ ایک یہودیہ کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے رو رہے ہیں۔ دوسری حدیث ابن عمرؓ کی کہ بحکم قوا انفسکم واھلیکم نارا جو رونے سے قوم کو منع نہ کرے یا خود رونے کی وصیت کرے اس کو بھی قبر میں عذاب ہوتا ہے۔ پس ہر دو حدیثیں اپنے اپنے محل میں صحیح ہیں۔ اور ہر راوی نے اپنا اپنا علم بیان کیا۔ نفس الامر میں کوئی تخالف نہیں۔ نیز یہ بھی صحابہ کی تحقیق اور حدیث نبوی کے اثبات کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دلیل ہے کہ وہ اپنے مشاہدہ وسماع پر جمے رہے اثبات کی دلیل ہے کہ حضرت عائشہ نے محض قرآن کے خلاف کے وجہ سے انکار نہیں کیا تھا بلکہ دوسری حدیث بھی دلیل تھی۔ کہ حضور نے ایک یہودیہ کے بارے میں عذاب قبر کا ذکر فرمایا تھا۔ لیں وہ اسی کے ساتھ مخصوص سمجھیں فافہم وتدبر۔

آپ نے غلط نتیجہ نکالا ہے کہ اس قسم کی روایات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ حدیث کو حتمی حجت نہیں سمجھتے تھے اور کبھی قرآن اور کبھی قیاس کے خلاف دیکھ کر اس کو کرنے سے انکار کر دیتے تھے۔

لیکن آپ کا یہ نتیجہ بالکل غلط اور باطل ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو اسوہ حسنہ پر کیا عمل رہتا؟ حالانکہ آپ پہلے خود تسلیم کر چکے ہیں کہ دین کی بنا قرآن کریم اور آنحضرت کے اسوہ حسنہ پر تھی۔ جیسا کہ آپ کو صحابہ دیکھتے یا حکم پاتے اس کے مطابق عمل کرتے۔ نیز اوپر ہر ایک روایت کے اعتراض کے جواب میں ثابت کیا جا چکا ہے کہ ان کو حدیث سے انکار نہ تھا نہ قرآن کے خلاف کا باعث تھا بلکہ حدیث ہی دلیل تھی۔ مگر دوسری حدیث تھی اور فہم میں اختلاف واقع ہوا سو یہ حدیث ہی سے کیا خصوصیت ہے۔ قرآن مجید کے فہم میں بھی لوگوں کو اختلاف ہے۔ مثلاً آپ بھی قرآن کا مطلب سمجھتے ہیں اور ہم بھی۔ پھر اختلاف بھی ہے۔ بتلایئے! کیا آپ کو ہمارے اختلاف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باعث قرآن میں کچھ شک ہے؟

ایسے ہی آپ کا قول کہ صحابہ حروب وفتوحات میں مشغول تھے ان کو اتنا زمانہ کہاں کہ وہ حدیثیں بیان کرتے یہ پچھلوں کے کارنامے ہیں۔ پھر حضرت ابوہریرہؓ پر اعتراض کیا ہے کہ وہ عام خیبر میں اسلام لائے اور ان کی تین ہزار پانچسو چوہتر حدیثیں ہیں۔ تین چار سال میں اتنی حدیثیں کیسے روایت کیں۔ پھر یہ کہ ان کی بہت سی روایتوں پر علم وعقل کی رو سے گرفت کی گئی ہے۔

نہایت افسوس ہے کہ آپ پڑھے لکھے ہو کر کیا بے تکی بات لکھ گئے! کیا صحابہ ہر وقت لڑتے ہی رہتے تھے کہ ان کو بات کی بھی فرصت نہ تھی تو پھر ان کا کھانا۔ پینا۔ پیشاب۔ پائخانہ۔ نماز وروزہ۔ حج وزکوٰۃ۔ بیاہ شادی۔ نکاح۔ طلاق۔ بیع وشرا۔ صنعت وتجارت کاشتکاری سبھی ختم ہو گیا ہوگا۔ تو پھر قرآن مجید کے تیس پارے اللہ تعالےٰ نے کاہے کو نازل فرمائے۔ صرف جہاد کافی تھا۔ واہ صاحب! آپ نے تو صحابہ کو معاذ اللہ فاکش۔ بدہن بالکل ہی نکما بنادیا۔ بلکہ اسلام سے ہی خارج کر دیا۔ اور صرف حدیث ہی سے انکار نہیں کیا بلکہ قرآن مجید سے بھی۔ پھر ایسی بے دینی کی لڑائی سے کیا فائدہ؟ یہ تو آجکل یورپ میں بڑے زور سے ہو رہی ہے۔ آپ کے نزدیک تو اہل یورپ کو بات کرنے اور کچھ لکھنے پڑھنے کی کچھ بھی فرصت نہ ہوگی۔ یہ اخباری دنیا کی کارستانی آپ کی جماعت کرتی ہوگی۔ معلوم نہیں کہ آپ سوتے ہیں یا جاگتے۔ آپ نے تو دین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کا کھوج ڑا ہی کھو دیا۔ اور پھر اس ستیاناسی مت کا نام طلوع اسلام رکھا ہے۔ سے

گر ہمیں مکتب و ہمیں ملا
کار طفلاں تمام خواہد شد

ذرا روزانہ کی اپنی باتوں کا تو شمار کر کے دیکھئے تین ہزار پانچ سو جو بہتر تو بہت تھوڑے عرصہ میں ایک طالب علم حاصل کر سکتا ہے پھر رسول اللہ صلعم کا شاگرد جس کے واسطے خاص طور پر آپ نے دعا بھی کی۔ صحابہ میں سے تو خلیفۃ المسلمین بھی تھے۔ معلم و واعظ سب کچھ تھے۔ تبلیغ و اشاعت میں منہمک رہتے تھے۔ آپ ان کا قیاس اپنے اوپر مت کریں۔ وہ دین کے سب کام کرتے تھے۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ حدیثیں لکھتے بھی تھے روایت بھی کرتے تھے۔ بعض کم روایت کرتے بعض کثرت سے۔ آپ نے تمام امت مسلمہ کو گمراہ اور جھوٹا بتا کر گویا سبیل المومنین ہی کو چھوڑ دیا۔ یہ انکار حدیث کا نتیجہ ہے۔ بتلائیے وہ ان کی کونسی حدیث ہے جس پر علم و عقل کی رو سے گریز ہے۔ ذرا بیان تو کی ہوتی۔ ورنہ آپ جیسی گرفت تو دیانند وغیرہ آریوں و عیسائیوں نے قرآن پر بھی کی ہے۔ پھر قرآن کو بھی چھوڑیئے۔ اور کیا قرآن کے بارہ میں ان ھذا الا قول البشر و ان ھذا الا اختلاق وغیرہ آیات میں آپ نے غور نہیں کیا۔ قرآن کے مخالف حدیثوں کے مخالفین سے زیادہ نکلیں گی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے لکھا ہے کہ زمانہ تابعین میں خلافت عباسیہ کے دور میں حدیثوں کی روایت سیلاب کی طرح بڑھ گئی۔ شہرت کے طالبوں نے بھی حدیث کا پیشہ اختیار کر لیا اور سچی جھوٹی ہر قسم کی روایتیں بیان کرکے عوام پر اپنی بزرگی کا سکہ جمانے لگے۔ امام احمد نے سات لاکھ سے زیادہ صحیح حدیثوں کی تعداد بتائی اور امام یحییٰ کے پاس بارہ لاکھ تھیں۔

اس سے آپ کا مقصد سوائے افترا پردازی کے کچھ بھی نہیں اور خدا کا شکر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے سے لکھوا دیا۔ کہ "پھر بھی ان شاگردان صحابہ میں بہت کچھ صداقت موجود تھی۔ اور وہ روایتوں کے بیان نیز ان کے قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے"

اور آگے چل کر آپ نے اعتراف کیا ہے کہ یہ حضرات کرام سنتے اسی سے تھے کہ جس پر ان کو خود اعتماد ہوتا اور اسی صفحہ میں صحابہ کے بارہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ آنحضرت کے اسوۂ حسنہ پر ان کے دین کی بنا تھی۔ جیسا کہ آپ کو کرتے دیکھتے یا حکم پاتے اسی کے مطابق عمل کرتے۔

آپ کے ان دونوں قولوں سے ثابت ہو گیا کہ صحابہ و تابعین صادق تھے اور روایت حدیث بھی کرتے تھے اور احتیاط بھی کرتے تھے۔ اور اوپر ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نے بذاتِ خود حدیث کی روایت و کتابت کا حکم دیا۔ اور صحابہ نے اس پر عمل کیا۔ اسی طرح سے تابعین نے بھی کیا اور آپ نے اس کا بھی اعتراف کیا ہے کہ "تابعین کے زمانہ میں کتب حدیث باقاعدہ مدون و مرتب ہوگئیں جو اب تک موجود ہیں۔ پس آپ ہی کے کلام سے ثابت ہوگیا کہ سلسلہ روایت صحیح ہے۔ دین کی بنا اسی پر ہے جس کا انکار کفر ہے۔ لہٰذا آپ کا نتیجہ غلط نکلا۔

نیز صدہا حدیثیں کتب صحاح وغیرہ میں مدون ہیں جن میں سلاطین و امراء و حکام ظلمہ کے خلاف صاف صاف حدیثیں ثابت ہیں اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے پُر ہیں۔ جن سے آپ کا یہ دعوے غلط ثابت ہوتا ہے۔ کہ لوگوں سے جبراً و قہراً حدیثیں لکھوائیں۔ یا لوگوں نے دنیا کے لالچ سے جھوٹی روایتیں بنائیں اس لئے کہ کسی کو حق پر مجبور کرنے والا تو حق پرست ہی ہو سکتا ہے تو پھر وہ خلفاء ظالم نہ رہے اور حق تو جھوٹ بن ہی نہیں سکتا پھر جھوٹ بنانا چہ معنے؟

ہاں سات لاکھ اور بارہ لاکھ حدیثوں کا مجموعہ تو کچھ بھی نہیں سات لاکھ صحیح اور بارہ لاکھ عام یعنے صحیح اور غیر صحیح نیز ہر ایک کا اپنا اپنا علم ہے۔ کمی بیشی لازمی ہے پھر دن بدن بڑھنے کا مطلب تو نہیں کہ اپنے پاس سے بنا لیتے تھے۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ سفر کر کے علما کی تلاش کرنے اور درس و تدریس کے بعد زیادہ اشاعت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے . جیسے کہ شروع زمانہ بعثت نبوی میں چند مسائل تھے . پھر دن بدن بڑھتے گئے۔ اصل اور صحیح حدیثیں تو اتنی ہی تھیں . جتنی کہ حضور سے ثابت ہوئیں۔ مگر اکثر لوگوں کو علم نہ تھا ان سے اوجھل تھیں بعد اشاعت وہ لوگوں پر ظاہر ہوئیں۔ نادان یہ سمجھے کہ وہ دن بدن بناکر بڑھائی جا رہی ہیں۔ سچ ہے کنویں یا تالاب کے مینڈک کو دریا اور سمندر کی وسعت کی کیا خبر ہو سکتی ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ خود انہیں ائمہ حدیث میں سے جن کا مشغلہ دن رات روایت تھا ایسے لوگ نکلے جن کی طبیعتیں اس سے بیزار ہوگئیں اور اس کو تقویٰ کے خلاف سمجھنے لگے۔

اوّل تو یہ آپ کی خوش فہمی یا ملمع سازی ہے کہ اقوال ذیل سے آپ نے ان کی بیزاری سمجھی جس کا انشاءاللہ ملمع اتار کر احقاق حق اور ابطال باطل کر دیا جائے گا .

دوم یہ کہ بالفرض اگر کچھ لوگ واقعی حدیث نبوی سے بیزار بھی ہو گئے ہوں تو پہلے خود راوی تھے تو کیا ان کی اس بیزاری سے حدیث نبوی کا جو نفس الامر میں حق ہے بطلان لازم آئے گا۔ تو پھر جن لوگوں نے قرآن مجید سے بیزاری ظاہر کی مرتد ہو گئے . بعض ایسے بھی تھے جو قرآن مجید کے کاتب تھے۔ ایسے ہی گذرے ہیں کہ جنہوں نے مسلم بن کر قرآن مجید کی معنوی تحریف بھی کی . لوگوں کو دھوکا دیا گمراہ کیا۔ یہودیت پھیلائی . شرک وکفر کی حمایت کی بلکہ صاف صاف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لکھ دیا کہ قرآن مجید میں کمی بیشی بھی ہے۔ محرف ہے حالانکہ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خود لیا ہے۔ مگر تاہم ان موذیوں نے کمی نہیں کی خود قرآن مجید میں بھی بعض کے اقوال نقل کئے ہیں۔ ان هذا الا سحر یوثر ان هذا الا قول البشر (پ ۲۹ ع ۱۵) ان هذا الا اختلاق (پ ۲۳ ع ۹) واذا تتلی علیهم ایاتنا بینات قال الذین کفروا للحق لما جاءهم ان هذا الا سحر مبین ام یقولون افتراه (پ ۲۶ ع ۱) وغیرہ وغیرہ تو پھر کیا ان لعون کے اس قول و فعل سے اور ان کی بیزاری سے قرآن مجید میں کچھ نقص آگیا پس جو جواب آپ قرآن مجید کی طرف سے دیں گے اسی قسم سے حدیث کا سمجھ لیجئے گا۔ شاید کسی کو یقین نہ آئے کہ بھلا قرآن میں کس نے مسلم بن کر تحریف و بیزاری کا اظہار کیا ہے۔ تو نمونہ کے طور پر کچھ نقل کرتا ہوں۔ ملاحظہ ہو۔

قد اطبقوا علی صحة الاخبار المستفیضة بل المتواتر الا دلة بصریحها علی وقوع التحریف فی القرآن الخ کتاب فصل الخطاب فی اثبات تحریف کلام رب الارباب صفحہ ۳۰ یعنی تواتر سے ثابت ہے کہ قرآن مجید میں بھی تحریف ہے کمی بیشی ہے۔ اصول کافی میں ہے ان القرآن الذی جاء به جبرائیل علیه السلام الی محمد صلعم سبعة عشرة الف ایة (باب النوادر صفحہ ۶۷۱) یعنی وہ قرآن جس کو جبرائیل محمد صلعم کے پاس لائے تھے سترہ ہزار آیتیں تھیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اب موجودہ قرآن میں سات ہزار کی سو آیتیں ہیں لہذا آدھے سے قرآن نکل گیا۔ الغرض یہی مضمون تحریف قرآن کتاب احتجاج طبرسی، تفسیر قمی، تفسیر عیاشی وغیرہ کتب شیعہ میں ہے۔ اور یہ بھی اسی قرآن مجید کو پڑھنے والے مرزائی بھی ہیں۔ وہ بھی آپ کی طرح قرآن مجید کو پڑھتے ہیں۔ ان کی سنیئے وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ بھی آپ کے قریبی ہیں۔ ایسے ہی بہائی فرقہ بھی قرآن پڑھتے اور اس کو منسوخ بتاتا ہے۔ یہ لوگ بھی آپ کی طرح حدیث نبوی کے منکر ہیں ذرا آپ پہلے انہیں سے فیصلہ کر لیجئے کہ وہ قرآن کو منسوخ کہتے ہیں۔ پھر مقابلہ آپ نہیں کرتے۔ کیا آپ کی یہی اسلامی غیرت ہے۔ یا صرف حدیث نبوی ہی سے عداوت ہے۔ اور ستیارتھ پرکاش میں صفحہ ۱۵۹ اور ترک اسلام میں صفحہ ۱۱۶ قرآن مجید پر اعتراضات کئے ہیں وہ بھی آپ کو معلوم ہوں گے پھر کیا کسی کے قرآن پر اعتراض کرنے اس کو منسوخ بتانے یا بیزاری سے قرآن مجید میں کچھ تردد و شک ہے۔ اگر نہیں تو پھر حدیث نبوی سے آپ کو کیا عداوت ہے کہ عبارت میں کتر و بیونت کر کے عوام کالانعام کو بہکا کر اہل اللہ سے چھیڑ خانی کرتے ہیں۔ سچ ہے ؎

چھیڑ خوباں سے چلے جائے اسد

گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

سوم یہ کہ جب آپ کے نزدیک حدیث نبوی کی حیثیت تاریخی ہے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ سے کچھ ہو جایا کرتی ہے صفحہ ۵ تو پھر آپ ان اقوال الرجال سے جو صبح سے شام تک تبدیل ہو کر کچھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سے کچھ ہونے کیلئے دلیل پیش کر سکتے ہیں۔ یہ سب آپ کے قول کے مطابق بھی جھوٹ ہیں اور نفس الامر میں تنقید کے لحاظ سے بھی جھوٹ ہیں۔ آپ کا مجمل جواب تو ہو گیا۔ مگر چونکہ عوام کے بہک جانے کا خطرہ ہے۔ لہذا تفصیل سے لکھا جاتا ہے۔

سنیئے کتب رجال تہذیب التہذیب، میزان الاعتدال ولسان المیزان وغیرہ روایات کی یکجائی ہے اور میرے سامنے اس وقت ابن عبدالبر کی اصل کتاب جامع بیان العلم وفضلہ ہے آپ نے مختصر سے نقل کیا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ ضحاک بن مزاحم متوفی ۱۰۵ھ نے فرمایا کہ وہ زمانہ آنے والا ہے جبکہ قرآن لٹکا یا جائے گا۔ اس کے اوپر مکڑیاں جالے تنیں گی کوئی کام اس سے نہ لیا جائے گا اور لوگوں کا عمل وحدیث وروایت پر ہوگا۔

لیکن یہ صحیح نہیں باطل ہے اس لئے کہ اس کی سند میں سیف بن ہارون بُرجمی ضعیف متروک الروایت ہے حتیٰ کہ ابن حبان نے کہا وہ جھوٹی روایتیں نقل کیا کرتا ہے۔ ایک اور راوی اس کی سند میں ہے اور احمد بن ہارون ہے۔ اس نام کے دو شخص ہیں ایک کذاب دوسرا زٹلیات ہانکنے والا لہذا اس قول کی نسبت ضحاک بن مزاحم کی طرف بالکل جھوٹ ہے۔ اس قول کی توجیہ بھی ہے۔ مگر جب نسبت ہی صحیح نہیں تو توجیہ کی کیا ضرورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے لکھا ہے کہ سلیمان بن حیان ازدی متوفی ۱۹۶ھ جو کہ بھی جن کی کنیت ابوخالد النصر ہے کہا کہ ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ لوگ مصاحب کو بیکار چھوڑ دیں گے اور صرف حدیث و فقہ ان کا مشغلہ ہوگا۔

یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ اس کی سند میں دو راوی مجروح ہیں ایک عبداللہ بن محمد عبدالمومن اس کا ضبط روایت بھی خراب تھا اس کی ہجو بھی کی گئی۔ دوسرا راوی عبدالباقی اس نام کے دو شخص ہیں۔ ایک ضعیف خطا کار دوسرا یکوز ندیق بدمعاش کہا گیا۔ لہذا یہ قول بھی باطل توجیہ کی بھی ضرورت نہیں ورنہ اس میں کتاب اللہ کو چھوڑنے اور رائے و قیاس کی مذمت ہے اور بس۔

آپ نے لکھا ہے کہ امام داود طائی نے روایت ترک کر دی تھی ان سے کہا گیا کہ کب تک آپ حدیث کی تعلیم چھوڑ کر گھر میں بیٹھے رہیں گے تو جواب دیا کہ میں پسند نہیں کرتا ایسے راستہ میں ایک قدم بھی رکھوں جو حق کے خلاف ہو۔

یہ بھی باطل ہے اس لئے کہ اس کی سند میں تین راوی قابل وثوق نہیں مجہول ہیں۔ اسحاق بن ابراہیم بن نعمان اور محمد بن علی بن مروان اور ابوعبدالرحمن الفریہ۔ لہذا یہ روایت بھی باطل ہے نیز اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو آپ نے پوری روایت نقل نہیں کی اصل سے آدھی کاٹ دی ہے وہ یہ ہے کہ کسی نے داؤد طائی سے کہا آپ حدیث کیوں نہیں کرتے کہا لڑکے میری غلطیاں پکڑیں گے۔ کہیں گے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ تو نے فلاں روایت میں خطا کی۔ فلاں میں یہ غلطی کی۔ پھر اس میں مجھے کیا فائدہ کیا میرے ہی پاس حدیث ہے اور ان کے پاس نہیں۔ یعنے اور کسی سے جا کر پڑھو۔ چنانچہ آپ نے خود صت۳ میں لکھا ہے۔ پھر کسی نے کہا کب تک گھر میں بیٹھے رہیں گے باہر نہیں نکلتے۔ کہا جب اس راستہ میں میری غلطیاں نکلیں تو پھر غلط راستہ پر چلنا مجھے پسند نہیں تو گویا روایت میں خطا و غلطی واقع ہونے کے خطرے سے ڈر کر انہوں نے پڑھانا چھوڑ دیا اس میں حدیث سے انکار نہیں اپنی غلطی کا ڈر ہے۔ کہئے اس میں کیا اعتراض ہے۔

اس کے آگے آپ نے فضیل بن عیاض کا واقعہ بیان کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ انہوں نے طلبہ حدیث کو گھر میں نہ گھسنے دیا اور کہا تم نے کیا بدعت نکالی ہے تم سے مجھے تکلیف ہے۔ تم نے کتاب کو چھوڑ دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے کتاب اللہ کو پڑھ لیا ہے۔

اول تو اس روایت کی نسبت بھی فضیل بن عیاض کی طرف صحیح نہیں غلط ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں عثمان بن عبدالرحمٰن ابو عمرو ہے جس کو کتب رجال میں متروک الروایت جھوٹ بیان کرنے والا لکھا ہے اور دوسرا راوی اس کا شیخ ابراہیم بن نصر ابو اسحٰق السرقطی ہے اور تیسرا راوی اس کا شیخ احمد بن منددس دونوں مجہول ہیں قابل وثوق نہیں۔ لہذا یہ روایت بھی بحکم لا تقف ما لیس لک بہ علم الآیۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قابل التفات نہیں۔

دوم یہ کہ اگر بالفرض یہ روایت ثابت بھی ہو تو بات یہ ہے کہ فضیل بن عیاض خراسان میں بمقام ابیورد پیدا ہوئے۔ پہلے عاشق مزاج ڈاکو تھے۔ پھر توبہ کی حدیث پڑھی۔ پھر دنیا سے بے رغبت ہو کر مکہ میں گوشہ نشین ہو گئے۔ باہر نہ نکلتے۔ بلکہ طلبہ حدیث ان کو گھر پر جا کر تنگ کرتے ایک مرتبہ طلبہ نے ان کو جا گھیرا تو جواب دیا کہ تم نے مجھے تکلیف دی۔ اس روایت میں اس کے آگے یہ بھی ہے کہ ہم اس طرح طلب حدیث میں اساتذہ کو نہیں ستاتے تھے جیسے تم ستاتے ہو۔ ہم تو علیحدہ ان سے ادب سے بیٹھے تھے جب موقع پاتے حدیث پوچھتے اور مقید کرنے نفع سمجھتے اور لکھ لیتے۔ اور تم لوگ علم حدیث کو نادانی سے پڑھتے ہو کہ سمجھتے نہیں ہو یوں ہی طوطے کی طرح رٹتے ہو۔ تم نے قرآن مجید کو بھی سمجھ کر نہیں پڑھا گویا ضائع کر دیا۔ ورنہ عمر بھر سے تمہارے اور تمہاری اولاد کے پڑھنے کے لئے کافی تھا۔ انہوں نے کہا وہ کیسے۔ کہا جب تک تم قرآن کے اعراب اور اس کے محکم اور متشابہ اور ناسخ اور منسوخ کو نہ معلوم کر لو گے تم علم قرآن سے جاہل ہو۔ جب تم اس سے واقف ہو جاؤ گے تو مجھ سے اور سفیان بن عیینہ کے کلام سے مستغنی ہو جاؤ گے انتہی

آپ نے کتاب اللہ کو چھوڑ رکھنے کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اصل لفظ ضیعتم کتاب اللہ ہے۔ دیکھا اس روایت کے آخری حصہ سے معلوم ہوا کہ وہ حدیث سے بیزار نہ تھے۔ اس کے تو وہ قائل تھے مگر چونکہ وہ دنیا سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ آدمیوں سے گھبرتے تھے خصوصاً بعض طلبہ کی بے تمیزی اور بار بار پوچھنے اور ستانے سے یہ کہا کہ تمہارا بار بار چڑھ کر آنا اور دق کرنا یہ تمہاری ایجاد ہے۔ ہم ایسا نہیں کرتے تھے ہم ادب سے حدیث پڑھتے اور سمجھتے تھے۔ تم بے ادب ہو، بے سمجھی سے پڑھتے ہو اور خواہ مخواہ پریشان کرتے ہو کہیئے اس میں کیا اعتراض ہے۔ قرآن مجید کے محکم، متشابہ، ناسخ و منسوخ کے جاننے کی جو فضیل بن عیاض نے طلبہ کو ترغیب دی تو گویا ان کو حدیث پڑھنے ہی کی تو نصیحت کی۔

مگر ادب سے سمجھ کر نہ کہ بے تمیزی سے اور رٹ لگا کر چنانچہ اسی کتاب میں اس سے پہلے ایک روایت میں فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ اگر حدیث پر ہم کو اجر نہ ملے گا تو ہم بدبخت ہو جائیں گے یہ بھی ان کے حدیث کے قائل اور اسے حجت ماننے کی دلیل ہے

دیکھیئے آپ تو قرآن میں ناسخ و منسوخ کے قائل بھی نہ ہوں گے۔ مگر فضیل بن عیاض اس کے قائل تھے۔ پھر اس میں آپ ان کی تنقید کیوں کرتے۔ سچ ہے سے

ہر مجے ناصح برائے دیگراں

ناصح خود یافتم کم در جہاں!

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھیے ہمارے دعوے کی دلیل اور آپ کی تردید میں ایک اور روایت فضیل بن عیاض سے شرف اصحاب الحدیث میں ہے کہ انہوں نے اصحاب الحدیث کو انبیاء کا وارث بتایا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ امام سفیان ثوری متوفی سنہ ۱۶۱ھ افسوس کے ساتھ کہا کرتے تھے کہ اس علم میں کیا خوبی ہے۔ کہ جس میں ساٹھ سال گذرنے کے بعد اب بھی یہی آرزو ہے کہ برابر سر اب نکل جاتے۔ نہ عذاب پاتے نہ ثواب۔ ایک بار فرمایا کہ حدیث اگر اچھی ہوتی تو وہ دن بدن بڑھتی جاتی۔

لیکن یہ دونوں روایتیں ان کی طرف غلط منسوب کی گئیں ہیں۔ پہلا قول لفظ ثواب تک ہے۔ اس کی سند میں ایک راوی قطبہ بن علاء بن منہال غنوی ہے وہ معتبر نہیں کثیر الخطاء ہے۔ نیز احمد بن زہیر اور احمد بن صالح مقری اور ابن المنادی اور احمد بن محمد بن عبد الخالق سب مجہول نامقبول ہیں۔ اس کے علاوہ جامع بیان العلم اور شرف اصحاب الحدیث میں اور بھی سندیں ہیں لیکن وہ بھی صحیح نہیں۔ ایک میں علی بن قادم شیعہ منکر الحدیث تھے۔ خصوصاً سفیان ثوری سے اس کی روایات مجروح ہیں قالہ ابن عدی۔

دوسری سند میں خضر بن ابان ہاشمی مجروح ہے۔ ثقہ نہیں۔ ان کے علاوہ دوسرے بھی کئی راوی غیر معتبر ہیں۔ چوتھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں بسلسلہ مجاہیل محمد بن حسین بن فضل قطان اور علیج بن احمد بن علی ابار سب نامقبول ہیں۔

دوسرے قول کی سندیں ایک تو علی بن جمیل رقی ہے جو جھوٹی روایتیں نقل کیا کرتا تھا۔ دوسرا اسحاق بن ابراہیم بن نعمان ہے۔ تیسرا ابوبکر محمد بن علی بن مروان ہے یہ سب مجہول ہیں اور غیر معتبر۔ لہٰذا ان دونوں قولوں میں سے کسی کی نسبت بھی ان کی طرف صحیح نہیں۔ اور لبفرض صحت پہلے قول کی یہ توجیہ بیان کی گئی ہے کہ امام سفیان کو خوف تھا کہ مجھ سے عمل بالحدیث اور حق حدیث پوری طرح ادا نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر میں برابر برسر ابر بھی چھوٹ جاؤں اور پکڑ نہ ہو تو غنیمت ہے اور یہ امر حدیث پر کیا موقوف ہے۔ قرآن کی نسبت بھی یہی کہا جاتا ہے سو اس میں کوئی اشکال نہیں اور اس توجیہ کی دلیل یہ ہے کہ خود سفیان ثوری سے شرف الحدیث میں منقول ہے کہ جس کا علم زیادہ ہوتا ہے اس کو تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ انتہی یعنی عمل کرنا اور فرض منصبی ادا کرنا مشکل ہوتا ہے۔

رہا دوسرا قول جو سفیان ثوری کی طرف منسوب ہے وہ بھی صحیح نہیں بلکہ بالکل غلط ہے جو یہ ہے کہ لو کان فی ھذا الحدیث خیرا لنقص کما ینقص الخیر ولکنہ شر ما راہ یزید کما یزید الشر انتھی۔ اس کا راوی علی بن جمیل رقی کذاب ہے۔

www.KitaboSunnat.com

کما تقدم - اس قول کے جھوٹ ہونے کی دلیل ایک تو یہ ہے کہ اس کے راوی عادل اور معتبر نہیں ہیں۔

دوم تواتر سے امت محمدیہ کا اس قول کے خلاف عملدرآمد ہے کہ ساڑھے تیرہ سو سال سے لاکھوں کروڑوں مختلف مذاہب وخیال کے علمائے اسلام و پیروان سنت محمدیہ و فرزندان توحید حدیث نبوی کو روایت کرنے والے اور اس پر عمل کرنے والے اور اس کے جزو دین ہونے کے قائل چلے آتے ہیں اور اس کا خلاف سبیل المومنین اور سرے سے اسلام ہی کے خلاف ہے پھر سفیان ثوری سے کیسے توقع کی جاسکتی ہے کہ انہوں نے حدیث رسول اور اسوہ حسنہ نبوی کو معاذ اللہ خاکش بدہن شر بتایا۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ سود اللہ وجہ واضعہ۔

سوم یہ کہ سفیان ثوری سے کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں تواتر سے صدہا احادیث و آثار باسانید صحیحہ ثابت ہیں جو مختلف اوقات میں آخر عمر تک ان سے ثقات ونقاد حدیث نے روایت کیں۔ وہ سب کی سب اس قول کے بطلان کی بین دلیل ہیں صحیح بخاری جامع ترمذی میں انہیں احادیث کے مطابق سفیان ثوری کے فتوے اور اقوال مکتوب و مسطور ہیں۔

چہارم اگر سفیان ثوری سے یہ قول ثابت ہوتا تو خود اصحاب الحدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ ائمہ اسلام اول تو جیسے حضرت عمرؓ نے صبیغ کے دماغ کو درست کیا تھا۔ سفیان ثوری کے دماغ کو بھی درست کر دیتے۔ زندقہ کا فتویٰ لگاتے اور پاگل خانہ پہنچا دیتے۔ دوسرے اگر حدیث کی عزت نہ تھی تو سفیان رحمہ کس چیز کے امام تھے۔ کون ان کو پوچھتا۔ اور کون ان کو امام کہتا۔ یہ سب حدیث ہی کی برکت تو تھی کہ وہ امام کہلائے۔

پنجم یہ کہ خود سفیان ثوری سے شرف اصحاب الحدیث میں سند منقول ہے کہ لوگو تم حدیث کی زیادتی کی کوشش کرو۔ اس لئے کہ وہ عالم کا ہتھیار ہے۔ نیز ان سے یہ بھی منقول ہے ہر شخص کو لازم ہے کہ اپنی اولاد کو طلب حدیث پر مجبور کرے۔ اس لئے کہ اس سے اس کا سوال ہوگا۔ نیز ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اللہ تعالےٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے علم حدیث سے بڑھ کر افضل کوئی چیز نہیں۔ کسی نے کہا لوگ بلا نیت طلب حدیث کرتے ہیں۔ جواب میں کہا کہ ان کا طلب کرنا ہی نیت ہے۔

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ حدیث پڑھا کر شاگردوں کو کہتے علم کے چشمے جاری ہو گئے۔ لبا اوقات کہتے یہ تمہارے لئے عقلان اور شہر صور کی ولایت سے بھی بہتر ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اصحاب الحدیث کو کہتے ہیں تم کو لظاہر کہتا ہوں میرے پاس نہ آنا مگر حال یہ ہے کہ اگر تم نہ آئے تو میں خود تمہارے پاس آتا اور حدیث

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سناتا۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ وہ کہتے تھے کہ دین تو احادیث و آثار کے ساتھ ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر وہ کسی شیخ کو دیکھتے کہ وہ حدیث کو نہیں لکھتا تو اسے کو سنتے کہتے تجھے اللہ تعالےٰ اسلام سے جزا خیر نہ دے۔

ان سے یہ بھی منقول ہے کہ فرشتے آسمان کے محافظ ہیں اور اصحاب الحدیث زمین (دین) کے محافظ ہیں۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اگر اصحاب الحدیث ابدال و اولیاء اللہ نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہوگا۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ حدیث نبوی کا سننا دینا میں باعث عزت ہے۔ اور آخرت کا راہنما ہے۔ ان سے یہ بھی منقول ہے کہ اصحاب الحدیث کے لئے اور فائدہ کے سوا یہی فائدہ کافی ہے کہ جب تک وہ لکھنے میں رہتا ہے اس پر فرشتے درود بھیجتے رہتے ہیں یہ ان کے سب اقوال شریف اصحاب الحدیث میں مختلف سندوں میں سے مروی ہیں۔ اور یہ ان کے سب اقوال اس امر کی دلیل ہیں۔ کہ وہ علم حدیث کے بڑے دلدادہ تھے اور جو کچھ ان کے خلاف ان کی طرف منسوب ہے وہ بالکل جھوٹ ہے یا اس کی کوئی صحیح توجیہ ہے۔

ششم یہ کہ کلیہ بھی غلط اور بالکل باطل ہے کہ ہر خبر کم ہوتی ہے۔ یہ کلیہ عقل و نقل ہر طرح سے باطل ہے۔ غور سے پڑھیے اللہ تعالےٰ کے سوائے ہر چیز مخلوق اور حادث ہے۔ پہلے اللہ تعالےٰ نے پانی، عرش، کرسی، آسمان، زمین وغیرہ پیدا کئے، پھر اور چیزیں،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملائکہ وغیرہ پھر جن و آدم وغیرہ پھر ان سے اس کی نسل تدریجاً فعل خیر بڑھتا گیا اور بڑھتا ہے۔ ایسے ہی آدم نبی ہوئے پھر بعد کو ان کی اولاد میں سے بعض نبی رسول ہوئے بڑھتے گئے اور کتابیں بھی نازل ہوتی گئیں اور یہ سب خیر ہی تھے۔ کفر مٹتا گیا جو شر تھا حق آتا گیا جو خیر تھا جہل شر ہے۔ علم خیر بتائیے یہ بڑھ رہا ہے یا نہیں اور جہل کم ہو رہا ہے یا نہیں یہ سب امور آپ کے کلیہ کے مبطل ہیں۔ اور سنئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ هو الذی انزل السکینة فی قلوب المؤمنین لیزدادوا ایمانا مع ایمانهم الایة (پ ۲۶ ع ۹) اسی قسم کی اور بھی آیات ہیں جن سے ایمان کا جو بالکل خیر ہے بڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی اللہ کا فضل و کرم رحم و حلم وغیرہ صفات کسی میں بھی کمی ممکن نہیں۔ قال عذابی اصیب به من اشاء و رحمتی وسعت کل شیئ پ ۹ ع ۸) اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی مثال برسات کے پانی اور جھاگ سے بیان فرما کر فرمایا فاما الزبد فیذهب جفاء و اما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض الآیة پارہ ۱۳ ع ۱۰)۔ دیکھیے قرآن مجید سے ثابت ہوا کہ خیر کو بقا ہے باطل کو فناہ قل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا الآیة (پ ۱۵ ع ۸) الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا (پ ۵ ع ۵) هو الذی ارسل رسوله بالهدی و دین الحق لیظهره علی الدین کله ولو کره المشرکون پ ۱۰ ع ۱۰۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے دین حق دین اسلام کے غلبے اور ترقی وزیادتی کا ثبوت قرآن مجید سے واضح ہے۔ جس سے آپ کا پیش کردہ قول باطل ہوگیا۔

ہفتم یہ کہ اگر آپ کے پیش کردہ قول سفیان کو بھی تسلیم کیا جائے تو کلیۃً آپ کا یہ رسالہ طلوع اسلام و دیگر تحریرات یہ کیا ہے خیر ہے یا شر۔ نیز یہ کہ ان سے اسلام میں کچھ ترقی کی امید ہے یا تنزل کی۔ اگر شق ثانی ہے تو آپ کو مبارک ہو اور اگر شق اول ہے تو پھر یہ روز افزوں ترقی میں کیوں ہیں۔ اگر خیر ہو تو ہر روز کمی ہوتی تو آپ کے ہاں زیادتی ہے۔ لہذا آپ ہی کے مسلمہ قول سے آپ کی تمام تحریرات کیا نام نہاد رسالہ طلوع اسلام اور کیا دیگر رسائل وکتب و تحریرات شر ہو کر باطل ہو گئے ؎

الزام ہم کو دیتے تھے قصور ان کا نکل آیا

ایک اور قول بھی سفیان ثوری کی طرف منسوب ہے جس کو شرف اصحاب الحدیث میں نقل کیا ہے وہ بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں پانچ راوی قاضی ابوبکر احمد بن حسن الحرشی اور ابوالعباس محمد بن یعقوب اصم اور عبداللہ بن ھلال بن فرات اور محمد بن نعیم موصل اور معافی بن ثمان مجہول غیر معتبر ہیں۔ گویا سارا سلسلہ ہی قابل نہیں۔ وہ قول یہ ہے کہ انہوں نے اپنے اور اپنے شاگردوں سے سینہ نامہ حدیث کے محو ہونے کی آرزو کی۔ کسی نے سبب پوچھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو بتایا کہ میں نہیں چاہتا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑا کیا جاؤں اور مجھ سے سوال ہو کہ تم نے فلاں فلاں مجلس و درس حدیث میں ارادہ کیا تھا۔ طلب شہرت نمود تھا یا اور بالفرض اگر یہ قول ان کا صحیح بھی ہو تو توجیہ یہ ہے کہ زمانہ طالب العلمی میں احتیاط نہیں کرتے تھے۔ معتبر غیر معتبر ہر قسم کے راویوں سے روایت کرتے تھے۔ نیز تدلیس بھی کرتے تھے۔ یعنے اساتذہ ضعاف کو چھپا دیتے بجائے نام کے کنیت بتاتے و بالعکس اور عن سے روایت کرکے عیب چھپا دیتے اس لئے کہ وہ اب ان کمزوریوں کی وجہ سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کاش میں اس فن میں دخل ہی نہ دیتا۔ کاش میں برابر سر برابر چھوٹ اس نا پکڑ کا ان کو خوف تھا مگر اب پچھتاوت کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔ بس اب سوائے توبہ کے اور کچھ نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ حدیث سے ان کو انکار نہ تھا۔ صرف اپنی کمزوریوں کے خوف سے گھبرا کر وہ بہکی بہکی باتیں کہہ جاتے۔

آپ نے لکھا کہ امام شعبہ نے کہا کہ جب میں کسی محدث کو دیکھتا تھا خوش ہوتا تھا مگر اب کوئی شے میرے نزدیک اس سے زیادہ مکروہ نہیں ہے کہ میں ان میں سے کسی کا چہرہ دیکھوں۔ ایک بار انہوں نے راویان حدیث کی ایک جماعت کو مخاطب کرکے فرمایا

ان ھذا الحدیث یصدکم عن ذکر اللہ وعن الصلوٰۃ فھل انتم منتھون۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ دو قول ہیں اور دونوں باطل ہے۔ پہلا قول جو چھپے دیکھوں آنک ہے۔ اس کی سند میں احمد بن محمد بن احمد مہتم ہے دوسرا احمد بن الفضل منکر الروایت ہے۔ تیسرا محمد بن عبد اللہ الدوری مجہول غیر معتبر لہذا یہ نسبت بھی ان کے طرف صحیح نہیں ہر باطل ہے۔ دوسرے قول کی سند میں عبد الوارث ہیں سفیان مجہول ہے۔ دوسرا راوی احمد بن زہیر ہے جو آخر میں مختل ہوگیا تھا۔ لہذا یہ بھی صحیح نہیں غلط ہے۔ اس قول کی ایک اور سند بھی شرف اصحاب الحدیث میں ہے۔ اس میں احمد بن محمد بن غالب ہے۔ امام ابوداؤد کہتے ہیں میں نے اس کی چار سو روایتوں کی تنقید کی۔ سب کی سب جھوٹی نکلیں اور فرمایا کہ مجھے خوف ہے کہیں یہ بغداد کا دجال نہ ہو۔ یعنی بہت ہی جھوٹا ہے۔ لہذا یہ روایت بھی غلط ہے اور ان سے ان دونوں قولوں کی نسبت اگر صحیح بھی تسلیم کرلی جائے تو اہلحدیث کا ترجمہ محدث کرکے دھوکہ دیا جاتا ہے۔ محدث خاص ہے اہلحدیث عام۔ اور یہاں اہلحدیث مراد ہیں۔ وہ بھی عموماً ان کے شاگرد۔ اور چونکہ وہ پڑھاتے پڑھاتے تھک گئے تھے۔ اور طلبا حدیث ان کو بار بار آکر دق کرتے تھے۔ خصوصاً بعض بدتمیز بھی ہوتے تھے۔ لہذا ان سے وہ گھبراتے تھے۔ وہ صوفی مزاج تھے نوافل میں اکثر مشغول رہتے۔ مسلم بن ابراہیم محدث کہتے ہیں۔ میں جب کبھی امام شعبہ کے پاس گیا۔ ان کو نماز پڑھتے دیکھا (تہذیب التہذیب) اس لئے وہ طلبہ کے دق کرنے سے گھبراتے تھے اور بعض اساتذہ طلبہ کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی ناشائستہ حرکت پر نفرت کرتے اور دھتکار دیتے اور کہتے ہیں میں تمہاری صورت نہیں دیکھنا چاہتا۔ ایسا ہی امام شعبہ نے کہدیا۔ تو اس کا کیا مضائقہ ہے۔

دوسرے قول کی توجیہ یہ ہے کہ بعض بلکہ اکثر طلبہ نماز میں سست ہوتے تھے ان کو یہ نصیحت کرتے کہ حدیث پڑھنے کے انہماک میں سستی نہ کیا کرو۔ کیا تم اس سے باز نہ آؤ گے کیا اس پر کوئی اعتراض ہے

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ امام سفیان بن عیینہ متوفی ۱۹۸ھ کہا کرتے تھے کہ کاش یہ علم حدیث میرے سر پر شیشوں کا ٹوکرا ہوتا اور گر کر چور چور ہو جاتا ہے۔ کہ اس کے خریداروں سے تو نجات مل جاتی۔ ایک بار فرمایا کہ مجھ سے جو دشمنی کرے۔ خدا اسی کو محدث بنا دے۔

ایک دن اصحاب حدیث سے کہا کہ اگر ہم کو اور تم کو حضرت عمر دیکھ پاتے تو درے سے خبر لیتے۔ امام شعبہ کی طرح یہ بھی محدثوں کی صورت سے بیزار تھے۔ طالبان حدیث کے ہجوم سے بھاگ کر اپنے گاؤں میل اخضر میں رہتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ حدیث اگر خیر ہوتی تو روز بروز کم ہوتی نہ بڑھتی نہ جاتی

اس کلام کے تین حصے ہیں۔ پہلا قول محدث بنا دے تک۔ یہ سفیان بن عیینہ کی طرف منسوب نہیں بلکہ معترضین کدام کی طرف منسوب ہے اور صحیح بھی نہیں بلکہ باطل ہے۔ اس لئے اس کی سند

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں خلف بن قاسم مجہول ہیں۔ معتبر نہیں اور علی بن سعید بن بشیر رازی مجروح ہے۔ لہذا یہ نسبت صحیح نہیں۔ نہ یہ قول سفیان بن عینیہ ہے اور نہ ہی معر بن کدام کا بلکہ کسی کذاب مسخرے کا ہے۔

دوسرا قول درے سے خبر لینے تک۔ ابن عینیہ کی طرف منسوب ہے۔ لیکن وہ بھی باطل ہے اس لئے کہ اس کی سند میں مسلمہ بن قاسم اور احمد بن علیبے اور ابراہیم بن سعید تین راوی مجروح ہیں۔ لہذا اس کی نسبت بھی صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔

تیسرا قول بھی سفیان بن عینیہ کی طرف منسوب ہے اور یہ بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ اس کی سند میں عبداللہ بن محمد بن یوسف اور یحییٰ بن مالک مجروح ہیں اور محمد بن سلیمان بن ابی الشریف اور ذکریا قطان مجہول غیر معتبر اور محمد بن موسیٰ کئی ہیں۔ بعض مجروح اور بعض غیر مجروح گویا تمام سلسلہ رواۃ ہی واہی تباہی ہے۔ لہذا یہ نسبت بھی باطل ہے صحیح نہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ کلام اول سے آخر تک سارے کا سارا جھوٹ ہے نہ کلام سفیان بن عینیہ کا ہے نہ معر بن کدام کا۔ اگر بالفرض پہلے قول کو تسلیم بھی کیا جائے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ اصحاب حدیث سے ان کی مراد طلبہ حدیث تھے۔ خود ان سے پڑھنے کی درخواست کرتے۔ مکرر سہ کرر پوچھتے۔ بعض بے تمیزی سے پیش آتے۔ آپ گھبرا کر ان کو یہ جواب دیتے۔ اور بطور مذاق و خوش طبعی کے بھی ایسا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کلام ہوتا ہے۔

اور درے مارنے کے بھی یہ توجیہ کی جا سکتی ہے کہ ہماری اور تمہاری بے احتیاطی اور بے تمیزی پر درے سے خبر لیتے اس لئے کہ سفیان بن عیینہ بھی مدلس تھے۔ یعنی بعض ادنے درجے کے استاذ کے نام کو چھپا دیتے۔ یہ ان کی بے احتیاطی تھی۔ اس لئے ان طلبا کے ساتھ اپنے آپ کو بھی شریک سمجھ لیا سو اس میں کیا اعتراض ہے اس روایت کی تردید وہ روایت بھی کرتی ہے جو شرف اصحاب الحدیث میں سفیان بن عیینہ سے باسند مروی ہے کہ جو حدیث نبوی کا طالب ہو اس کے چہرہ پر تروتازگی اور نورانیت ہوتی ہے۔ اور یہ بھی فرماتے کہ میری درازی عمر کا سبب اصحاب الحدیث کی دعائیں ہیں۔

تیسرا قول اولاً تو باطل ہے امام شعبہ کا ہے ہی نہیں اور نہ شعبہ کو محدثین سے نفرت تھی۔ یہ محض آپ کا خیال ہے جس کی کوئی اصل نہیں

تعجب ہے کہ طلبا حدیث کا ترجمہ آپ محدثین کرتے ہیں نامعلوم دھوکہ دینے کے لئے ایسا کرتے ہیں یا سمجھ ہی الٹی ہے محدث کو عالم کامل کو کہتے ہیں اور طلبہ تو محض جاہل بھی ہوتے ہیں اگر کوئی استاد اپنے بعض طلبہ سے ناخوش ہی ہو تو کیا وہ سب اہل حدیث اور محدثین سے ناخوش ہوگا۔ ہرگز نہیں مگر آپ کو تو بہکانا مقصد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اور کچھ نہیں۔ خیر کے کم ہونے کے متعلق پہلے بہت لکھا جا چکا ہے۔

تعجب ہے کہ آپ نے بکر بن حماد شاعر کا ایک مردود قول تو نقل کر دیا اور اس کی تردید جو کئی شاعروں نے کی تھی اور اسی کتاب میں لکھی ہے۔ جہاں سے آپ نے یہ مردود قول نقل کیا ہے۔ اور اس کی تردید کو نقل نہ کیا۔ کیا یہ سرقہ، حق پوشی اور بے انصافی نہیں کیا آیت والشعراء یتبعھم الغاوٗن آپ کے ذہن سے لکھتے وقت کیا نکل گئی تھی۔

اور ہاں آپ کو جھوٹی باتیں نقل کرتے کرتے ایسا ملکہ ہو گیا ہے کہ آپ کبھی بے پر کی اڑانے لگے کہ شعبہ طالبان حدیث کے ہجوم سے بھاگ کر اپنے گاؤں میل اخضر میں رہتے تھے۔ الخ

اجی حضرت! بتائیے تو سہی۔ وہ گاؤں میل اخضر کون سی سرزمین تھا۔ سنئے میل اخضر کوئی گاؤں نہیں۔ صفا مروہ کے درمیان جو سعی ہے اس کے دونوں طرف دو پتھر ایک اخضر، دوسرا اصفر جو بطور نشان کے نصب کئے گئے تھے۔ تغلیباً دونوں کو میلین اخضرین بھی کہتے ہیں۔ جو علمائے اسلام و طلبہ وغیرہ سے مخفی نہیں بالفرض اگر یہ روایت صحیح ہو تو طلبہ حدیث نے ان کو گھیرا ہو۔ تو میل اخضر سے مراد وہ ہے جو صفا و مروہ مکہ معظمہ میں پتھر کا نشان ہے اس لئے کہ وہ کوفی تھے پھر مکہ معظمہ میں جا رہے تھے وہیں فوت ہوئے۔ دیکھو تہذیب التہذیب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی پیش کردہ روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ قد اٰہ اصحاب الحدیث الی المیل الاخضر فالتفت الیھم فقال ما ادری تطلبوا الخ کہ صفاہ ومروہ کے درمیان میل اخضر کی طرف طلباء نے ان کو مجبور کر کے گھیر لیا تو وہ گھبرا کر خفگی میں اور بدحواسی میں کچھ کا کچھ کہہ گئے ہیں۔ پھر بدحواسی کے کلام کا اعتبار بھی بدحواسی ہے۔

تعجب یہ ہے کہ جہاں سے آپ نے یہ مردود قول نقل کیا ہے وہاں اس کا جواب یا توجیہ بھی لکھی ہے۔ مگر آپ نے اس کو حذف کر دیا۔ اور چھپا دیا۔ اور اپنی بات کو بنانے کے لئے ایک مردود قول نقل کر دیا۔ ایسا ہی آپ کے تمام پیش کردہ اقوال کے جوابات لکھے ہیں اور آپ نے سب کو نظر انداز کر کے مکمل حق پوشی کا ثبوت دیا۔

اس سے آگے آپ نے ان اقوال مردودہ کی بنا پر ان کے قائلین کو اہل بصیرت بتایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ انہوں نے قرآن شریف کی جامعیت کو دیکھ لیا تھا اور سمجھ گئے تھے کہ حدیث کی حیثیت دینی نہیں۔

اس کا جواب باصواب گذر چکا ہے کہ یہ کسی اہل بصیرت کے اقوال ہی نہیں۔ بلکہ کسی دشمن دین کی خرافات ہیں پھر آپ کی تفریعات بنا فاسد علی الفاسد ہے۔

اور جو روایت آپ نے پیش کی وہ سند کے لحاظ سے محدثین کے نزدیک بھی صحیح ہے۔ لہٰذا اس پر کچھ لکھنا فضول ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حسبنا کتاب اللہ صحیح مگر انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم الآیہ پ ۱۴ ع ۱۱ اور رسول اللہ صلعم کی جو شان قرآن مجید نے بتائی ہے یأمرھم بالمعروف وینھاھم عن المنکر ویحل لھم الطیبات ویحرم علیھم الخبائث الآیۃ (پ ۹ ع ۹) اس میں اگر آپ نے کبھی غور نہ کیا ہو تو اب کریں۔

درندوں، کتوں، بلوں، گیدڑوں وغیرہ کی حرمت اور پیشاب پاخانہ وغیرہ کی نجاست کی تصریح بھی آپ کو قرآن مجید سے تلاش کرنی چاہیئے۔ اس لئے کہ حدیث کے تو آپ قائل نہیں۔ نماز میں کسی کا گوز نکل جائے۔ ریاح خارج ہو جائیں۔ پیشاب کا قطرہ آجائے۔ پاخانہ خطا ہو جائے تو وضو کے بطلان یا ثبوت کی تشریح بھی آپ کو قرآن مجید سے بتانی چاہیئے۔ برتن کتا چاٹ جائے کپڑے وغیرہ پر پیشاب کر جائے ان کی پاکی ناپاکی کی تصریح بھی آپ کو قرآن مجید ہی سے بتانی چاہئے۔ وغیرہ وغیرہ صدہا جزئیات ہیں، کہاں تک لکھوں۔

لیکن آپ کے قیاس و اجتہاد کی ضرورت نہیں ہے۔ کہ فلاں الف لام ایسا ہے، ویسا ہے۔ یہ فلاں کی طرح ہے اور یہ فلاں کے مشابہ ہے۔ لہٰذا اس کا بھی یہی جواب ہوگا۔

اگر آپ کے اس قسم کے قیاس کا قرآن مجید محتاج ہوا تو پھر اس کا کمال ہی کیا ہے۔ پھر حدیث رسول ہی کو کیوں نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اسوہ حسنہ بنایا جاوے۔ جس کا خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے
اور صدیق اکبر اور حضرت عمر کی طرف جو قول آپ نے منسوب کیا
ہے اس کا جواب پہلے گذر چکا ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ محدثین کی مختلف روایات کی وجہ سے معتزلہ
وغیرہ نے ان پر سخت حملے کئے

لیکن یہ اختلاف نوان کی سمجھ کا پھیر ہے۔ اس میں احادیث
پر کیا اعتراض ورنہ بتائیے کہ مرزائی، بہائی۔ رافضی، خارجی معتزلہ
وغیرہ یا مثلاً آپ جیسے مدعیاں عمل بالقرآن جو سب قرآن سے
استدلال کرتے ہیں اور حدیث کے منکر ہیں۔ یہ آپس میں کیوں مختلف
ہیں۔ فرقوں میں کیوں بٹ گئے۔ ایک دوسرے کی تکفیر کیوں کی؟
کیا قرآن مجید آپ کو اور ان کو یہی سبق دیتا ہے۔ پھر کیا اس اختلاف
سے قرآن پر حرف آئے گا۔؟ یا یہ قصور کس کا ہے؟ جو جواب آپ
دیں گے وہی ہمارا ابھی ہوگا۔

ابن قتیبہ کی تاویلات جانے دیجئے۔ آپ اپنی خیر منائیے
کیا آپ کے قصر میں زلزلہ آگیا۔ اور قرآن کسی کا محتاج نہیں۔
آپ محدثین کے کلام میں غور کرتے۔ قرآن مجید کے فہم میں بحکم انزلنا
الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم آپ اور ہم
حدیث نبوی کے محتاج ہیں۔ یہی معنی قضارت حدیثا کا ہے۔ کہ
ہمارے اور آپ کے فہم پر فہم رسول قاضی ہے کہئے اس میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کو کیا اعتراض ہے۔

بلکہ اگر آپ یا آپ کے ہم خیال رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہوتے۔ پھر قرآن مجید کی کسی آیت یا آیات کا مطلب آپ کچھ بتاتے اور رسول اللہ صلعم فرماتے کہ یہ مطلب غلط ہے تو بتائیے اس وقت آپ رسول اللہ کے قول کو تسلیم کرتے یا رد کر دیتے۔ بس یہی مطلب ہے حدیث کے قاضی ہونے کا کہ جو کچھ رسول اللہ صلعم نے قرآن مجید کا مطلب سمجھا ہے وہ قطعاً صحیح ہے اور جس کسی نے اس کے خلاف سمجھا ہے وہ بالکل غلط ہے۔

کتابت حدیث

آپ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صاف صاف اعلان فرما دیا تھا کہ مجھ سے سوائے قرآن کے کچھ نہ لکھو اور اگر کسی نے کچھ لکھ لیا ہو تو اسے مٹا دے اور صحیح مسلم کا حوالہ دیا ہے۔ پھر اس کے بعد آپ نے محدثین کی توجیہ کہ اختلاط القرآن سے آپ نے منع کیا تھا کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ رسول اللہ صلعم کا صریح حکم مٹانا ہے۔ حالانکہ آپ نے اس کی کوئی علت بیان نہیں فرمائی۔

لیکن صحیح مسلم کی حدیث جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے اس کے کئی جواب ہیں۔

اول یہ کہ اس کے الفاظ یہ ہیں عن ابی سعید الخدری ان رسول اللہ صلعم قال لا تکتبوا عنی ومن کتب عنی غیر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

القرآن فلیمحہ وحدثوا عنی و لا حرج و من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار انتہی

ابو سعید خدری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھ سے سنکر لکھو نہیں۔ اور جس نے مجھ سے سوائے قرآن کے کچھ لکھا ہو وہ اسے مٹا دے اور مجھ سے حدیثیں نقل کرو۔ اس میں کوئی حرج نہیں اور جس نے قصداً جھوٹی بات میری طرف منسوب کی اس نے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لیا اور یہی حدیث مسند احمد میں بایں الفاظ ہے۔ ابو سعید کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ صلعم سے جو کچھ سنتے لکھ لیتے تو آپ نے فرمایا۔ اکتبوا کتاب اللہ امحضوا کتاب اللہ او اخلصوا کتاب اللہ الخ تم کتاب اللہ کو علیحدہ لکھو اس میں کسی چیز کی آمیزش نہ کرو۔

دیکھئے یہ ایک ہی حدیث ہے۔ صحیح مسلم میں اختصار ہے۔ اور مسند امام احمد میں تفصیل ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حدیث کو قرآن مجید کے ساتھ مخلوط کر کے لکھنے کو منع فرمایا تھا الگ لکھنے کو منع نہیں فرمایا تھا۔ پس فرمایا کہ یہ تاویل نہیں بلکہ نفس حدیث میں اس کی صراحت ہے۔ اس سے آپ کا قول کہ حالانکہ آپ صلعم نے اس کی کوئی علت بیان نہیں فرمائی تھی باطل ہو گیا۔

دوم خود آپ نے لکھا ہے کہ اگر حضور اکرم کا یہ مقصد ہوتا کہ قرآن و حدیث مخلوط نہ ہونے پائیں۔ تو فرما سکتے تھے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دونوں کو الگ الگ لکھو۔

لیجیے ثابت ہو گیا کہ آپ نے فرمادیا کہ الگ الگ لکھو۔

بس آپ کو اب ایمان لانا چاہیے۔ آگے اختیار ہے۔ حجت تو آپ کی باطل ہو گئی اور اس پر جو تفریع ہے وہ بھی باطل ہو گئی۔ نیز آپ کی اس پیش کردہ روایت سے روایت حدیث ثابت ہو گئی اور اصل مقصود تو نفس حدیث سے ہے۔ کتابت سے ہو یا زبانی پھر آپ کا انکار کیا معنی رکھتا ہے۔

سوم یہ کہ رسول اللہ صلعم کے ارشادات کی کتاب ھُ۔ کی سنہ ۱۳۴۳ھ میں دہلی میں طبع ہو چکی ہے۔ اس میں تواتر مشہور وغیرہ حدیثوں سے صدہا مسائل شریعت کے ثابت ہیں۔ چنانچہ ان مسائل کی فہرست یہ ہے۔ کتاب الطہارت کتاب الصلوٰۃ۔ کتاب الحج کتاب الزکوٰۃ۔ کتاب النکاح۔ کتاب البیوع۔ کتاب الحظر والاباحۃ کتاب الاشربۃ۔ کتاب الجہاد والسیر۔ کتاب المسابقۃ۔ مسائل شتی یہ سب حدیثیں رسول اللہ صلعم نے بذات خود لکھوائی تھیں اور یہ ذخیرہ علم کا لکھا ہوا امت کے ہاتھوں میں چھوڑ گئے جو اب تک ہمارے پاس بھی موجود ہے۔ فللہ الحمد۔

چہارم یہ کہ منع کی روایت صرف ابو سعید خدری کی ہے اور اثبات کی حدیثیں حضرت علی، عبداللہ بن عمرو، رافع بن خدیج، ابوہریرہ، ابن عباس، انس وغیرہم جم غفیر صحابہ سے تواتر سے مروی ہے۔ لہذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے مقابلہ میں یہ خبر واحد منسوخ یا مرجوع ہے۔ اور وہ متواتر و مشہور حدیثیں جن میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بذات خود حدیثیں لکھوائیں۔ مولانا محمد ابوالقاسم بنارسی کی کتاب جمع القرآن والاحادیث سے مع حوالہ صفحات ہدیہ ناظرین ہیں۔

مثلاً رسول اللہ صلعم نے اہل یمن یعنی اہل نجران کے لئے ایک کتاب لکھوائی جس میں تمام مسائل، فرائض، سنن، عقول و دیات یعنی خون بہا وغیرہ کے احکام لکھے ہوئے تھے۔ اور عمرو بن حزم صحابی کے ہاتھ کتاب بھیجی۔ پھر وہ خاندان عمرو بن حزم کے ہاں محفوظ رہی چنانچہ امام ابن شہاب زہری تابعی نے ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ کتاب لے کر پڑھی اور نقل کی۔ یہ حدیث تواتر سے سنن نسائی مطبع الفاری کتاب القود والقسامہ والدیات جلد ۲ صفحہ ۲۲۱ مراسیل ابو داؤد صفحہ ۲۸ سنن دار قطنی صفحہ ۲۸۵، صفحہ ۳۳۶، صفحہ ۳۳۷ مسند دارمی صفحہ ۳۰۱ موطا امام مالک صفحہ ۳۳۲ مسند شافعی صفحہ ۱۹۸ کتاب الام للشافعی صفحہ ۲۲ جلد ۶ سنن بیہقی جلد ۴ صفحہ ۸۹ مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۹۵ کنز العمال جلد ۳ صفحہ ۱۸۶ منتقی الاخبار صفحہ ۵۸ منتقی ابن جارود صفحہ ۳۶۱ مشکوٰۃ صفحہ ۷۹۵ بلوغ المرام صفحہ ۱۴۲ جامع بیان العلم وفضلہ لابن عبد البر جلد ۱ صفحہ ۷ فتح الباری مطبع انصاری پ ۲۸ صفحہ ۷۹۵ تفسیر ابن کثیر جلد ۳ صفحہ ۶۴ وغیرہ کتب میں ثابت ہے۔

اس لئے یہ بھی ثابت ہو گیا کہ یہ جو مشہور ہے کہ کتب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کے مدون اولی امام ابن شہاب ہیں۔ یہ صحیح نہیں بلکہ سب سے پہلے کتاب لکھوانے والے خود رسول اللہ صلعم ہیں۔ آپ کے بعد آپ کے اصحاب خصوصاً خلیفہ اول صدیق اکبرؓ اس لئے کہ سنن ابی داؤد و بیہقی و مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے آخر عمر میں عاملوں کے پاس بھیجنے کے لئے ایک کتاب لکھوائی۔ جس میں زکوٰۃ و صدقات کے تمام مسائل لکھے ہوئے تھے۔ ہنوز وہ کتاب ان کے پاس بھجوائے نہ پائے تھے کہ حضور کا انتقال ہوگیا تو آپ کے انتقال کے بعد جب صدیق اکبر خلیفہ ہوئے تو انہوں نے اس کتاب پر عمل کیا۔ یعنی اس کی نقلیں باہر عاملوں و محصلوں کو بھجوائیں۔ پھر ان کے بعد خلیفہ دوم حضرت عمر نے بھی عمل کیا اور وہ اصل کتاب حضرت عمر کے خاندان میں رہی۔

چنانچہ امام ابن شہاب زہری کہتے ہیں کہ وہ کتاب مجھ کو سالم تابعی حضرت عمر کے پوتے نے پڑھائی میں نے اس کو یاد کر لیا اسی کو خلیفہ عمر بن عبد العزیز تابعی نے حضرت عمر کے بیٹوں سے لے کر نقل کرایا۔ سنن ابی داؤد معہ عون المعبود جلد ۲ صہ سنن بیہقی جلد ۴ صہ ۸۸ مستدرک حاکم جلد ۱ صہ ۳۹۲ اور حضرت صدیق اکبر نے جب انس بن مالک صحابی کو بحرین میں بھیجا۔ اس کو ایک طویل حدیث میں زکوٰۃ و صدقات کے مسائل لکھ کر دیئے اور وہ اسی کتاب کا کچھ حصہ تھا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوا کر باہر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عاملوں کے پاس بھیجنے کے لئے دکھا تھا۔ اس حدیث کو امام بخاریؒ نے اپنی صحیح جلد ۱ صفحہ ۱۹۵ میں روایت کیا ہے اور سنن ابی داؤد معہ عون صفحہ ۲۹۶ میں ہے۔ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہر بھی ثبت تھی۔ بیہقی جلد ۴ صفحہ ۸۷ مستدرک حاکم جلد ۱ صفحہ ۳۹۰ سنن دارقطنی صفحہ ۲۰۹ میں بھی یہ ہے اور صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲ ۴ اور صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۰۴ میں ایک بڑی طویل حدیث ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام حدیبیہ میں کفار مکہ کے ساتھ صلحنامہ لکھوا کر ایک تحریر سہیل بن عمرو کو دی تھی اور ایک آپ نے اپنے پاس رکھی۔ یہ صلحنامہ تمام کتب سیر میں منقول ہے۔ ابن سعید مغازی صفحہ ۷۱ ایسے ہی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہود مدینہ کے ساتھ صلح کر کے صلحنامہ لکھوا دیا تھا۔

سیرت ابن ہشام جلد صفحہ ۱۷۵ ایک اور عام صلحنامہ لکھوا کر آپ نے لکھا ہے کہ حضرت ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بن عاص سے حدیثوں کا لکھنا ثابت ہے اور ابو شاہ یمنی کے لئے حضور صلعم نے اپنا وعظ لکھوا دیا تھا۔ مگر یہ چیزیں مستثنیات میں شمار ہونگی عام حکم یہی تھا کہ قرآن کے سوائے کچھ نہ لکھا جائے۔ اور صحابہ کرام نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ آپ کو تسلیم ہے کہ مطلق کتابت حدیث منع نہ تھی خاص وجہ منع کی تھی اور وہ یہ تھی کہ قرآن کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مخلوط ہو کر باعث تحریف کتاب اللہ نہ ہو جائے۔ سو اس میں بھی کسی کو کلام نہیں۔ مگر آپ نے دبی زبان سے کہا ہے کہ یہ چیزیں مستثنیات میں شمار ہوں گی۔

لیکن بھلا بتائیے تو کہ آپ کس کس چیز کو استثنا میں شمار کریں گے۔ کیا آنحضرت کا وعظ مستثنیٰ ہو گا۔ پھر عمرو بن عاص اور ابو ہریرہ کی وہ مستثنیات بتائیے کہ کیا کیا تھیں جو وہ لکھتے تھے آپ کچھ بھی نہیں بتا سکیں گے۔ لیکن وہ سب قسم کی حدیثیں لکھتے تھے چنانچہ ابھی اس سے پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود فرائض، سنن، عقول و دیات معاہدات فرامین دعوت و مراسلات صدقات، عام احکام و خطب وہ دعایا وغیرہ لکھوائے۔ بس صرف قرآن کے ساتھ مخلوط کرنا منع تھا۔ اور سب طرح کی تحریر و تقریر روا تھی جو علی الزعم آپ کے قلم سے بھی ثابت ہو گئیں اور آپ کا سارا ساختہ پرداختہ باطل ہو گیا اور یہ بھی آپ نے غلط لکھا ہے کہ صحابہ کرام نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

لیکن کتب احادیث کے دفاتر جو متواتر و مشہور وغیرہ حدیثوں سے پُر ہیں۔ ان سے روز روشن کی طرح واضح ہے کہ خلفاء راشدین و دیگر صحابہ نے اس کے خلاف عمل کیا۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں انہوں نے خود لکھیں یا لکھوائیں اور روایت کیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے سنن ابی داؤد کے حوالہ سے لکھا ہے کہ زید بن ثابت سے امیر معاویہؓ نے حدیث پوچھی۔ جب زید نے بیان کی امیر نے لکھنے کا حکم دیا۔ زید نے اس کو مٹا دیا کہ رسول اللہ صلعم نے ہم کو حکم دیا ہے کہ آپ کی حدیثیں نہ لکھی جائیں۔

اول تو یہ روایت صحیح بھی نہیں۔ اس میں دو راوی کثیر بن زید اور مطلب بن عبداللہ قابل وثوق نہیں۔ دیکھو کتب اسماء الرجال۔

دوم یہ روایت آپ کی مستثنیات مسلمہ مذکورہ بالا کے بھی خلاف ہے اس لئے کہ اس کے الفاظ یہ ہیں ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم امرنا ان لا نکتب شیئًا من حدیثہ یہ سلب کلی ہے اور ایجاب جزئی اس کی نقیض آپ کو بھی مسلم ہے۔ لہذا یہ روایت صحیح نہیں بلکہ بالکل ہی باطل ہے۔

سوم یہ کہ اس روایت کو بھی حدیث رسول بنایا گیا ہے اور اس کو لکھا بھی گیا ہے اور لکھنے کی نفی بھی سلب کلی کے طور پر کی گئی ہے اور یہ خود بھی ایجاب جزئی ہے۔ لہذا آپ اپنی نقیض مثبت متناقض ہے۔ لہذا خود بھی باطل ہے۔ اور باطل کا نتیجہ بھی باطل ہوتا ہے

چہارم یہ کہ آپ سنن ابی داؤد سے اپنے مطلب کے لئے تو حدیث نقل کردی۔ مگر اسی کتاب کے اسی صفحہ میں اس کے بطلان کی جو دلیل تھی وہ نہ لکھی۔ بہرحال آپ کی روایت کی بطلان کی دلیل سنن ابی داؤد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں یہ ہے کہ زید بن ثابت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھے یہود کی خط و کتابت پر اعتبار نہیں کہ وہ کیا سے کیا لکھ دیں اس پر میں نے چند روز (نصف ماہ میں) یہود کی خط و کتابت سیکھ لی۔ پھر رسول اللہ صلعم یہود کی طرف مجھ ہی سے خط لکھواتے اور میں ہی آپ کو ان کا خط پڑھ کر سناتا فکنت اکتب له اذا کتب الحدیث اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے اور حسن صحیح بتایا ہے صحیح بخاری میں بھی تعلیقاً ہے۔

بتائیے رسول اللہ صلعم اپنے کلام سے جو یہود کو خط لکھواتے تھے وہ حدیثیں تھیں یا کچھ اور تھا۔

پنجم یہ کہ زید بن ثابت نے خود فرائض میں ایک کتاب لکھ رکھی تھی (توجیہ النظر ص۸) کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کتاب میں احادیث رسول نہ ہوں ہرگز نہیں، اس میں کتاب و سنت دونوں تھے مع سے زائد۔ بس آپ کی پیش کردہ روایت باطل ہو گئی۔

آپ نے تذکرۃ الحفاظ کے حوالہ سے ابوبکر صدیقؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے پانچسو حدیثوں کا مجموعہ جلا دیا۔ اس خیال سے کہ شاید کوئی غلط روایات اس میں شامل ہو گئی ہوں۔

لیکن یہ روایت جھوٹی اور باطل ہے۔ اس میں بچند وجوہ کلام ہے۔

اول یہ کہ اس کی سند میں علی بن صالح مجہول ہے۔

02687

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم اس میں مفضل بن غسان بھی مجہول اور نامعقول ہے

سوم اس میں موسیٰ بن عبداللہ متہم بالکذب واہی تباہی ہے۔ لہذا یہ روایت بالکل غلط اور باطل ہے۔

چہارم یہ کہ تذکرہ میں اس حدیث کے آخر میں لکھا ہے فھذا لا یصح یعنے یہ روایت صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ لہذا آپ کا استدلال غلط ہے۔

پنجم یہ کہ امام ابن کثیر نے بھی اس کی تردید کی ہے۔ دیکھو کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال۔

ششم یہ کہ اس کے بطلان کی دلیل صحیح بخاری کی وہ حدیث ہے جس میں یہ بیان ہے کہ انہوں نے حضرت انسؓ کو بحرین بھیجا تو رسول اللہ صلعم کی طویل حدیث صدقات کے بارہ میں لکھدی۔

ہفتم یہ کہ کتاب شرف اصحاب الحدیث میں حضرت صدیق اکبر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جو مجھ سے کوئی حدیث لکھے جب تک وہ حدیث کتاب میں پڑھی جائے گی۔ اس کو ثواب ملتا رہے گا۔ معلوم ہوا کہ نفس حدیث یا کتابت حدیث میں ان کو کلام نہ تھا صرف غلطی کا شبہ تھا اگر یہ نہ ہوتا تو وہ ہرگز نہ جلاتے

اس سے ثابت ہوا کہ کتابت حدیث کے صدیق اکبر قائل اور عامل تھے۔ فللہ الحمد

آپ نے بروایت عروہ بن زبیر حضرت عمر سے نقل کیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ انہوں نے سنن کے لکھنے میں استخارہ کیا تو بالآخر اس ارادہ سے باز رہے اور کہا کہ پہلی قومیں اپنے اپنے پیغمبروں کی حدیثیں لکھ کر ان پر جھک پڑے اور اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا۔

اول تو یہ روایت عروہ بن زبیر سے مروی ہے اور عروہ کو حضرت عمرؓ سے ملاقات نہیں نہ اس نے ان کو پایا۔ جس سال حضرت عمرؓ کا انتقال ہوا اس سال وہ پیدا ہوئے۔ بلکہ دوسرا قول یہ ہے کہ وہ حضرت عمرؓ کی وفات سے چھ سال بعد پیدا ہوئے۔ لہذا یہ روایت منقطع اور غلط ہے۔ نیز اس روایت میں یہ لکھی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سب صحابہ سے حدیثیں لکھنے کا فتویٰ طلب کیا تو سب نے کہا کہ لکھو۔ مگر ان کی رائے نہ ہوئی اس سے ثابت ہوا کہ حضرت عمرؓ کے سوا سب صحابہ حدیثیں لکھنے کے قائل تھے۔ تمام صحابہ کا قول مقدم ہے۔

دوم اس حدیث کے اخیر میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے کہا کہ واللہ میں کتاب اللہ کے ساتھ کسی دوسری چیز کو نہ ملاؤں گا۔ پس سنن کا لکھنا ترک کر دیا یعنی کتاب اللہ کے ساتھ مخلوط ہو کر تحریف کے خوف سے انہوں نے حدیثوں کا لکھنا ترک کر دیا ورنہ مطلق حدیثوں کے لکھنے سے ان کو انکار نہ تھا اس لئے کہ صلح حدیبیہ کے صلحنامہ لکھنے میں وہ شریک تھے۔ ایسے ہی اور فرامین و معاہدات و مراسلات وغیرہ کے لکھے جانے پر ان کو کسی قسم کا کلام نہ تھا۔

سوم یہ کہ جامع بیان العلم و فضلہ و مستدرک حاکم میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دارمی میں حضرت عمر سے مروی ہے قیدوا العلم بالکتاب کہ علم کو یعنی کتاب و سنت کو لکھ کر ضبط کرو۔ یہ روایت آپ کی پیش کردہ روایت کی تکذیب و تردید کرتی ہے۔

چہارم یہ کہ تواتر سے کتب احادیث میں کتابت حدیث خود رسول اللہؐ اور جمہور صحابہ سے ثابت ہے۔ ان کے مقابلہ میں اس بے ثبوت روایت کی کچھ اصل نہیں۔

پنجم بالفرض اگر یہ روایت ثابت بھی ہو تو انہوں نے تحریف کے خیال سے لکھنا ترک کیا۔ مگر روایت حدیث کو منع نہیں کیا بلکہ فرمایا من سمع حدیثا فاداہ کما سمع فقد سلم۔ ابن عبدالبر و ابن عساکر جس نے جو حدیث جیسے سنی ویسے ہی سنادی تو وہ سلامت رہا اور مقصود تو روایت حدیث ہے اور وہ حضرت عمر سے بھی ثابت ہو گیا اور تواتر سے کتب حدیث میں ان سے احادیث مروی ہیں۔ ساٹھ حدیثیں تو صرف صحیح بخاری میں ہیں۔

ششم یہ کہ حضرت عمرؓ نے اور ہیجان بن عتبہ بن فرقد رسول اللہؐ صلعم کی حدیث لکھ کر بھیجی صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۹۱ ان دلائل کے مقابلہ میں یہ روایت باطل ہے۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں۔

آپ نے حضرت عمرؓ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لکھی ہوئی حدیثوں کو جلا دیا۔ اور کہا کہ تم اہل کتاب کی طرح مثنات بنانی چاہتے ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ اس کے بطلان کی کئی وجوہ ہیں:۔

اوّل:۔ یہ منقطع ہے متصل نہیں۔ اس لئے کہ یہ طبقات ابن سعد میں یہ روایت زید بن یحییٰ بن عبید الدمشقی عبد اللہ بن العلا سے ہے۔ وہ قاسم بن محمد بن ابی بکر الصدیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے حدیث کے لکھوانے کی درخواست کی تو انہوں نے کہا کہ حضرت عمر کے زمانہ میں جب کثرت حدیث کی ہوئی تو ان کو جلا دیا۔ الخ

سو قاسم بن محمد مذکور کی وفات میں اختلاف ہے۔ کہ ۱۰۱ھ یا ۱۰۲ھ یا ۱۰۶ھ یا ۱۰۸ھ یا ۱۱۲ھ میں ان کی وفات ہوئی اور ان کی عمر ستر یا بہتر سال کی تھی۔ یہ سب خلاصہ ہے طبقات ابن سعد اور تہذیب التہذیب کا۔ تو اس حساب سے قاسم بن محمد کی پیدائش ۳۱ھ یا ۳۲ھ یا ۳۴ھ یا اس کے بعد ہوئی اور حضرت عمر کی وفات ۲۳ھ میں ہوئی۔ بہرحال وہ حضرت عمر کی وفات کے آٹھ سال بعد پیدا ہوئے۔ انہوں نے حضرت عمر کیا خلفائے راشدین میں سے کسی کو بھی نہیں پایا سب کے بعد پیدا ہوئے۔ پس یہ روایت منقطع ہے۔

دوم:۔ یہ کہ یہ تمام صحابہ کی لکھی ہوئی حدیثوں کو بلا سنے و بلا تنقید و بلا تحقیق جلا دیا۔ اگرچہ ان میں رسول اللہ صلعم کے لکھوائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوئے معاہدات و مراسلات وغیرہ ہوں۔ بالکل عقل و نقل کیخلاف ہے۔ حضرت عمرؓ جیسے دانا سے یہ توقع ہرگز نہیں کی جا سکتی ہے

سوم یہ کہ اگر بالفرض حضرت عمر ایسا کرتے بھی تو تمام صحابہ ان کو ایسا نہ کرنے دیتے۔ صحابہ تو ذرا ذرا بات پر ان پر تنقید کر دیتے تھے (دیکھئے تیمم کے بارہ میں عمار بن یاسر نے آپ کو کیا جواب دیا تمتع حج کے بارہ میں صحابہ نے کیا برتاؤ کیا) سب نے حدیث رسول پر عمل کیا ان کا ساتھ کسی نے نہ دیا۔ ان وجوہ سے معلوم ہوا کہ یہ روایت غلط ہے اور کسی دشمن دینؐ کی فریب کاری ہے۔

ایک اور روایت جامع بیان العلم وفضلہ میں حضرت عمر سے مروی ہے کہ انہوں نے لکھ بھیجا کہ جس کے پاس کچھ لکھا ہوا ہو اس کو مٹا دے۔ انتہی

مگر یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ اس میں بھی بچند وجوہ کلام ہے۔

اول یہ کہ یہ روایت منقطع ہے اس لئے یہ روایت یحیٰی بن جعدہ سے ہے اور جعدہ کا لقاء سماع حضرت عمر سے ثابت نہیں۔ لہذا منقطع ہوئی۔

دوم اس کی سند میں ایک اور راوی علی بن عبدالعزیز مجروح ہے

سوم یہ کہ اس میں ایک اور راوی سعید بن عبدالرحمٰن قرشی مجہول ہے

چہارم وجہ وہی ہے جو پہلی روایت کی تردید نمبر ۲ میں گذری ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پنجم وجہ یہ کہ آپ نے لکھا ہے کہ صدیق اکبر نے یک قلم روایت حدیث کی ممانعت کر دی۔ اور آگے چل کر لکھا ہے کہ صدیق اکبر نے حدیثوں کو جلا دیا۔ جب اتنی سختی ہو چکی تھی تو پھر حضرت عمر نے کیسے حدیثیں لکھوائیں اور لوگوں سے مشورہ کیا اور سب نے لکھنے کا کیسے مشورہ دیا اور کیسے استخارہ کیا۔ حالانکہ حضرت عمرؓ حضرت صدیق اکبر کے قدم بقدم چلتے تھے لہذا یہ روایت اپنے مفہوم میں خود غلط اور باطل ثابت ہوئی فللہ الحمد

ششم وجہ یہ کہ آپ کی روایتوں کے تردید میں سنن ابی داؤد کی وہ حدیث ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت عمر مقتول کی زوجہ کو اس کی دیت سے وارث ہونے کے قائل نہ تھے۔ پھر جب ضحاک بن سفیان نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے لکھ بھیجا تھا کہ اشیم ضبابی کی زوجہ کو اس کی دیت کا وارث بناؤ تو حضرت عمر نے اپنے پہلے قول سے رجوع کر لیا۔ انتہی۔

اس حدیث سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔ ایک تو یہ کہ حضرت عمر نے لکھی ہوئی حدیث کو جلوایا نہیں بلکہ اسے تسلیم کر لیا۔ اس سے ان کی طرف جلوانے کی نسبت بالکل جھوٹی ثابت ہوئی۔ دوم یہ کہ خود رسول اللہ صلعم سے حدیث کا لکھوانا ثابت ہو گیا اور جزو دین ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

ہفتم وجہ آپ کی روایتوں اور دلائل باطلہ کی تردید میں وہ نشانات بھی ہے جو کہ جامع بیان العلم و فضلہ میں حضرت عمر سے مروی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ انہوں نے فرمایا ایک زمانہ میں لوگ قرآن مجید کے شبہات سے استدلال کر کے تم سے جھگڑیں گے تم ان کو رسول اللہ صلعم کی سنتوں اور حدیثوں سے پکڑنا۔ اس لئے کہ اصحاب السنن محدثین کتاب اللہ کو سب سے اچھا سمجھتے ہیں۔

دیکھئے حضرت عمر نے محدثین کو سب سے زیادہ کلام اللہ کے جاننے والے بتایا ہے جو حدیث کی روایت و کتابت دونوں کے قائل و عامل ہیں۔ معلوم ہوا کہ حدیثوں کے جلوانے اور مٹانے کی نسبت ان کی طرف بالکل جھوٹ ہے۔

ھشتم وہ روایت بھی آپ کی روایتوں کی تردید کی دلیل ہے جو کہ امام بخاری کی کتاب ادب المفرد اور مستدرک حاکم میں ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر نے فن تاریخ کو لکھا یا لکھوایا۔ جس میں سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے حالات افعال و اقوال قلمبند کئے۔ بس یہی قلم بند کرنا حضرت عمر سے روایت حدیث و کتابت کا ثبوت ہے اس سے آپ کا دعوئے باطل ہو گیا۔

نھم یہ کہ آپ نے مثناۃ کی تفسیر بھی غلط کی ہے مثناہ سے مراد انبیاء کی روائتیں نہیں بلکہ احبار و رہبان کے اقوال اور کتاب اللہ کی تحریف مراد ہے۔ کیا آپ نے قرآن مجید میں غور نہیں کیا۔ اگر نہ کیا ہو تو اب غور کریں۔ افتطمعون ان یومنوا لکم وقد کان فریق منھم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد ماعقلوہ وھم یعلمون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الی قولہ فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون هذا من عند الله لیشتروا به ثمنا قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (پ ع ۹) اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون الله (پ ۱۰ ع ۱۰)

آپ نے دھوکہ دینے کو انبیاء کی روایتیں بتایا گیا معاذ اللہ انبیاء ان کو گمراہی کی باتیں بتایا کرتے تھے۔ ایسی بدگمانی ان بعض الظن اثم معلوم ہوتا ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ رسولوں اور نبیوں سے عداوت ہے جبھی اللہ تعالیٰ نے آپ کی سمجھ الٹ دی۔ قرآن کو تو آپ لوگوں نے گفتگو کے لئے ڈھال بنا رکھا ہے ورنہ عمل بالکل اس کے برخلاف ہے۔

اس بیان سے واضح ہوا کہ بالفرض آپ کی پیش کردہ روایت ثابت بھی ہو تو اس سے کتاب وسنت کے علاوہ اور کسی قسم کی روایات کو جو ان کو معلوم ہوئیں جلوا دیا ہوگا۔ پھر اس سے حدیث رسول کو کیا واسطہ۔ حدیث رسول و اتباع رسول کا تو اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے پھر اس کو جلانے اور مٹانے ہی کون دیتا۔ وہ تنکے کے بل کی طرح ان کا بل نہ نکال دیتے۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث نبوی کے جلانے کی بات کسی بدمعاش یہودی کی گپ ہے۔

آپ نے حضرت علی سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے لکھی ہوئی حدیثوں کو مٹانے کا حکم دیا اور کہا کہ گذشتہ اقوام اسی وجہ سے تباہ ہوئیں کہ انہوں نے علماء کی روایات کی پیروی کی اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔

اول تو یہ روایت بھی سند کے لحاظ سے صحیح نہیں بقیہ راوی قابل وثوق نہیں۔ دوسرا راوی عبد اللہ بن یسار مجہول ہے وہ بھی معتبر نہیں اور بفرض تسلیم۔ یہ روایت ہم کو مضر نہیں اور آپ کو مفید نہیں اس لئے کہ روایات علماء سے انبیاء کی حدیثیں مراد نہیں بلکہ احبار و رہبان کے اقوال و فتاویٰ مراد ہیں۔ جو کتاب و سنت کے خلاف تھے سو ایسی روایات و فتاویٰ کی پیروی واقعی گمراہی ہے۔ نیز حضرت علی سے تو قرآن کی ترتیب بھی موجودہ ترتیب قرآن کے خلاف منقول ہے جو کہ ترتیب نزول ہے۔ اس میں ناسخ و منسوخ بھی ہے۔ دیکھو کتاب احتجاج طبری صفحہ ۷۶۔ پھر کیا قرآن مجید میں کچھ نقص ہے۔ یہی حال حدیث کا ہے۔ فافہم وتدبر۔

آپ نے حضرت ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے حدیث لکھنے کے بارہ میں فرمایا۔ کیا تم ان کو مصحف بنانا چاہتے ہو لیکن یہ روایت بھی صحیح نہیں بلکہ غلط ہے۔ اس کی سند میں عمر بن محمد مکی اور عبد الوارث بن سفیان اور معتمر بن ابان سب مجہول غیر معتبر ہیں۔ قابل وثوق نہیں اور علی بن عبد العزیز بھی مجروح ہے لہذا باطل ہے۔ نیز اگر یہ صحیح بھی ہو تو پہلے مسند احمد وغیرہ کی روایت گذر چکی ہے۔ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ لکھے کو مٹا دو۔ اور کتاب اللہ کو الگ رکھو۔ اس کو کسی چیز سے خلط ملط نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا ممکن ہے وہ اسی خوف سے نہ لکھتے ہوں کہ قرآن سے نہ مل جائیں اور جب قرآن باقاعدہ مدون ہوگیا تو وہ خدشہ نہ رہا لکھنا جائز ہوگیا نیز مذکورہ بالا اور مقابلہ میں اس قول اصحابی کا اعتبار نہیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ زید بن ثابت نے لوگوں کو حدیثیں لکھتے ہوئے دیکھ کر کہا ممکن ہے کہ روایت جس طرح تم سے بیان کی گئی ہے اس طرح نہ ہو۔

اول تو یہ روایت بھی صحیح نہیں اس لئے کہ اس کی سند میں اسمٰعیل بن ابی خالد شعبی سے بروایت عن روایت کی ہے اور ان کی اکثر روایتیں شعبی سے مرسل یعنی منقطع ہیں متصل نہیں اور تہذیب التہذیب میں لکھا ہے کہ ان کی مرسل روایتیں لاشئی ہیں کچھ بھی نہیں۔

دوم۔ اگر بالفرض صحیح بھی ہو تو اس سے انکار کتابت ثابت نہیں اس کے الفاظ یہ ہیں لعل کل شیئی حدثتکم به لیس کما حدثتکم لکھنے والوں کو کہا کہ میری روایت کو لکھ رہے ہو۔ شاید میری سب روایتیں ایسی نہ ہوں جیسے کہ میں نے تم کو بتائیں ان کو اپنے حفظ پہ اطمینان نہ تھا۔ اس لئے یہ کہہ کر بری الذمہ ہوگئے۔ تاکہ اگر کوئی غلطی ہو تو ان پر کوئی اعتراض نہ کرے لکھنے سے انہوں نے منع نہ کیا۔ اور نہ ہی ان لوگوں نے لکھنا ترک کیا بلکہ لکھتے رہے تو گویا اس سے اثبات کتابت ہوا نہ کہ ترک۔ نیز اس سے پیشتر صدیق اکبر کے تذکرہ میں اس کی تردید کافی ہو چکی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن مسعود کے پاس ایک نوشتہ لایا گیا جس میں حدیثیں تھیں انہوں نے اس کو جلا دیا۔ الیٰ قولہ کہا تم سے پہلے اہل کتاب اسی باعث ہلاک ہو گئے۔ کہ انہوں نے اس قسم کے نوشتوں کے پیچھے اللہ کی کتاب کو چھوڑ دیا۔

میں کہتا ہوں کہ یہ روایت بھی صحیح نہیں باطل ہے اس لئے کہ بن عبدالبر نے ابوبکر بن ابی شیبہ سے بروایت قال کہکے بیان کی ہے اس میں انقطاع ہے اس لئے کہ دونوں کے درمیان سو سال کے قریب فصل ہے بیچ میں کئی واسطے گم رہے چنانچہ آگے جو روایت ابن عمر سے آ رہی ہے۔ اس میں ان دونوں کے درمیان تین واسطے ہیں۔ ان میں دو مجہول نامقبول ہیں

دوم اس میں ابو معاویہ بھی ہے۔ اس نام کے کئی بعض معتبر بعض غیر معتبر۔ نہ معلوم یہ کون شخص ہے۔ پھر روایت بھی بلفظ عن شبہ انقطاع بھی ہے۔

سوم اس میں اعمش مدلس ہے اور یہ روایت بھی بلفظ عن ہے یہ تیسری جرح ہے لہذا صحیح نہیں باطل ہے اور بحکم لا تقف ما لیس لك به علم الایۃ قابل التفات نہیں

چہارم الفاظ روایت کے یہ ہیں اتی عبداللہ بصحیفۃ فیھا حدیث اس سے لازم نہیں کہ وہ حدیث رسول ہی ہو اس لئے کہ لفظ حدیث عام ہو کسی کی بات ہو۔ حتیٰ کہ قرآن مجید کو بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیث کہا گیا ہے فما لھولاء القوم لا یکادون یفقھون حدیثا۔ ومن اصدق من اللہ حدیثا اور فبای حدیث بعدہ یومنون پ ۲۹ ع ۲۲) اگر بالفرض یہ صحیح بھی ہو تو اس حدیث سے احبار و رہبان کے اقوال مراد ہوں گے۔ دلیل یہ کہ انہوں نے اہل کتاب کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور ظاہر ہے کہ اہل کتاب کتاب اللہ اور سنن انبیاء کے چھوڑنے اور احبار و رہبان کے فتووں پر عمل کرنے سے گمراہ ہوئے۔

قال اللہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا من دون اللہ الیٰ قولہ ان کثیراً من الاحبار والرھبان لیأکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ پ ۱۰ ع ۱۱

ما کان لبشر ان یؤتیہ اللہ الکتاب والحکم والنبوۃ ثم یقول للناس کونوا عباداً لی من دون اللہ ولکن کونوا ربانیین (پ ۳ ع ۱۵)

پس ثابت ہوا کہ انبیاء کی باتوں سے یعنی ان کی حدیثوں سے کوئی گمراہ نہیں ہوتا بلکہ ان کی باتوں اور کتاب اللہ کو چھوڑنے سے گمراہ ہوتا ہے۔ انبیاء تو آتے ہی اصلاح کے لئے ہیں۔ کتاب اللہ کی تبلیغ و ترویج کے لئے پھر ان کی باتوں سے کوئی کیسے گمراہ ہو سکتا ہے۔ کلا و حاشا یہ گمراہی اوروں کی اتباع سے ہوتی ہے۔ پس یہی روایت مذکورہ میں مراد ہے چنانچہ ابن مسعود سے ایک روایت بھی اسی مضمون کی ہے اس کی سند بھی صحیح نہیں۔ عبدالرحمٰن بن یحییٰ اور عمر بن محمد جمحی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سو اس میں کوئی اعتراض نہیں آپ کو مفید نہیں اور ہمیں مضر نہیں۔ ہم تو بفضلہ تعالےٰ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلعم دونوں کو دستور العمل بنائے ہوئے ہیں کسی کو پس پشت نہیں ڈالا۔ ہاں البتہ آپ اور آپ کے ہم خیالوں نے سنت رسول کیا بحکم قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ الآیۃ کتاب کو بھی پس پشت ڈالدیا ہے۔ ان پر البتہ یہ روایت حجت ہے ہم پر کسی طرح نہیں فللہ الحمد

پنجم۔ اگر آپ کے نزدیک عبداللہ بن مسعود کا قول فعل حجت ہے تو لیجئے وہ قرآن مجید کی اس ترتیب کے قائل نہ تھے جو اب قرآن مجید کی ہے ان کی ترتیب قرآنی اور ہے۔ پہلے سورۃ فاتحہ پھر سورہ بقر پھر سورہ نسا آل عمران دیکھو صحیح بخاری فتح الباری وغیرہ تالیف القرآن پھر کیا آپ کے نزدیک قرآن مجید کی یہ ترتیب جس پر اب تمام اہل اسلام عمل پیرا ہیں غلط ہے۔

ششم عبداللہ بن مسعود تو سورہ والیل میں بجائے واللیل اذا یغشی والنہار اذا تجلی وماخلق الذکر والانثی کے والنہار اذا تجلی والذکر والانثی پڑھتے تھے وماخلق کے وہ قائل نہ تھے۔ دیکھو صحیح بخاری وفتح وغیرہ کتاب التفسیر تحت تفسیر سورہ مذکورہ کیا اب قرآن مجید کو بھی بدل ڈالئے۔

ہفتم عبداللہ بن مسعود تو قرآن مجید کی دو سورتوں قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کو بھی قرآن مجید سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھیل کر نکال دیتے تھے اور کہتے یہ قرآن نہیں یہ صرف استعاذہ کے لئے ہیں دیکھو فتح الباری تحت تفسیر سورہ فلق امام فخر الدین وغیرہ نے کہا ہے یہ سب مشکل امر ہے آخر تنگ آکر انہوں نے اس روایت کا انکار بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ غلط ہے۔ مگر یہ تو مجبور ہو کر ابن مسعود کو زور سے بچانے کے لئے جواب بنایا گیا ہے۔ آخر مرتا کیا نہ کرتا انہوں نے کوئی باقاعدہ جرح نہیں کی پھر اگر یہ بھی تسلیم کریں تو پہلے ان کے دونوں توجیح ہیں ان کا کیا جواب

شعر

محمد کے باتو گفتم و بدل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

آپ نے لکھا ہے کہ عبداللہ بن عباس بھی کتابت حدیث سے منع فرماتے تھے اور کہتے تھے کہ گزشتہ قوموں کی ہلاکت اسی وجہ سے ہوئی یہی حال حضرت عبداللہ بن عمر کا تھا۔

میں کہتا ہوں اس روایت میں چند وجوہ کلام ہے۔

اول یہ کہ اس روایت کی سند میں ابن ابی دلیم مجہول غیر معتبر دوسرا راوی محمد بن نمیر فاریابی ہے۔ میزان الاعتدال و لسان المیزان میں لکھا ہے کہ وہ جھوٹی روایتیں بنایا کرتا تھا یعنی بڑا ہی جھوٹا تھا۔ لہذا یہ روایت باطل ہے اور اس کی بطلان کی دوسری دلیل صحیح بخاری کی ابن عباس کی وہ حدیث ہے جس میں ہے کہ ابن عباس بڑا افسوس کرتے تھے کہ رسول اللہ صلعم نے جب بوقت وفات فرمایا کہ قلم دوات لاؤ تمہیں لکھ دوں پھر وہ کسی وجہ سے لکھا نہ گیا تو وہ ترک کتابت پر افسوس کرتے تھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور وہ کہتے ہیں کہ آپ کا نہ لکھنا ہی مصیبت ہوئی اگر لکھ جاتے تو بہت اچھا ہوتا۔

سوم اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کان ینھی عن کتابۃ العلم وقال انما ضل من کان قبلکم بالکتاب اس میں حدیث نبوی کا ذکر ہی نہیں۔ علم کے لکھنے اور کتب یا کتاب سے گمراہ ہونے کا ذکر ہے۔ یہ عام ہے حتیٰ کہ قرآن مجید کو بھی شامل ہے۔ لہٰذا باطل ہے تاوقتیکہ متکلم سے اس کی تعیین نہ کی جائے۔

چہارم یہ کہ خود جامع بیان العلم وفضلہ میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے حدیث لکھنے کی اجازت دی اور خود ابن عباسؓ ابو رافع سے حدیثیں سن کر لکھا کرتے تھے۔ ابن سعد صـ۱۲۳ ج ۲ پھر دوسروں کو بھی حدیث لکھدیا کرتے تھے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ انہوں نے ابن ابی ملیکہ کو حدیث لکھ کر بھیجدی صـ۳۰ جلد ۱۔ نیز صحیح مسلم میں ہے کہ انہوں نے نجدہ حروری کو حدیث لکھ کر بھیجی صـ۱۱ جلد ۲۔ چنانچہ ابن عباس کی لکھی ہوئی حدیثوں کی یہ روایتیں آپ کی تردید کے لئے کافی ہیں اور ابن عمر کی روایت کے تین طریقے ہیں تینوں غلط اول میں وہی محمد بن نمیر جھوٹا ہے۔ دوسرا احمد بن وضاح مجروح غیر معتبر ہے لہٰذا یہ بھی باطل ہے اور تیسرے طریق میں دوسرے۔ عبدالرحمٰن بن یحییٰ اور علی بن عبدالعزیز مجروح ہیں۔ اور عمر بن محمد بھی ابو یعقوب مروزی دونوں مجہول نامقبول لہٰذا یہ روایت بھی باطل اور غلط ہے۔ تیسرے طریق میں احمد بن عبداللہ اور عبداللہ بن یونس دونوں مجہول نامقبول ہیں۔ لہٰذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ بھی بحکم لا تقف مالیس لک بہ علم یہ بھی قابل التفات نہیں۔
آپ نے لکھا ہے کہ عہد صحابہ کے بعد آئمہ تابعین بھی مثلاً علقمہ۔ مسروق قاسم۔ شعبی۔ منصور۔ اور اعمش وغیرہ کتابت حدیث کو جائز نہیں سمجھتے تھے۔

لیکن علقمہ اور مسروق والی روایت کی سند میں عبدالوارث بن سفیان اور یوسف اور عدی اور ہشام بن علی سب مجہول ہیں۔ اور محمد بن وضاح مجروح ہے۔ لہذا یہ روایت بھی باطل ہے اور قاسم والی روایت میں احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی اور عبداللہ بن یونس مجہول نامقبول ہیں۔ لہذا یہ روایت بھی باطل ہے۔ نیز اس روایت میں عدم جواز کا ذکر نہیں صرف یہ لکھا ہے کہ لا یکتب الحدیث یعنی وہ لکھتے نہ تھے ان کو اپنے حافظہ پر بھروسہ تھا اور اس میں کوئی اعتراض بھی نہیں۔

اور شعبی کی روایت کی سند کے دو طریق ہیں اول میں عبداللہ بن یحیٰی اور عمر بن محمد جمحی دونوں مجہول اور نامقبول ہیں اور علی بن عبدالعزیز اور محمد بن فضیل مجروح ہیں اور ابو غسان کئی ہیں بعض نامقبول اور لاپتہ ہیں۔
دوسرے طریق میں عبدالوارث بن سفیان مجہول نامقبول اور دوسرا محمد بن فضیل مجروح ہے۔ لہذا یہ دونوں طریق غلط ثابت ہوئے۔ نیز دوسرے طریق میں یہ بھی ہے کہ شعبی نے اپنے نسیان احادیث پر افسوس ظاہر کیا ہے یعنی اگر یہ صحیح ہو تو ان کا اس سے رجوع ثابت ہوا۔ اور منصور اور مغیرہ اور اعمش کی روایت کی سند میں بھی وہی عبدالرحمٰن بن یحیٰی اور عمر بن محمد جمحی مجہول نامقبول اور علی بن عبدالعزیز مجروح اور اسحاق میں اسمٰعیل طالقانی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو جریر سے راوی ہے اس کی خصوصاً جریر کی روایت مجروح ہے۔ (تقریب التہذیب)

اور چونکہ اس روایت میں نیچے کے راوی نامقبول ہیں لہذا یہ روایت بھی صحیح نہیں غلط ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ امام اوزاعی کہا کرتے تھے کہ حدیثوں کا علم جب تک زبانی تھا شریف علم تھا۔ مگر جب سے لکھا جانے لگا اس کا نور جاتا رہا اور نااہلوں کے ہاتھوں میں پڑ گیا۔

لیکن اس کی سند میں بھی محمد بن معاویہ اور جعفر بن محمد فریابی دونوں مجہول نامقبول ہیں اور محمد بن ابراہیم بھی کئی ہیں نامعلوم یہ کون سے ہیں۔ لہذا یہ روایت بھی بحکم لا تقف ما لیس لک بہ من علم قابل وثوق نہیں۔

پھر اگر یہ صحیح بھی ہو تو اس میں کتابت سے انکار نہیں ثابت ہوتا۔ ہاں پہلے لوگوں کی تعریف ہے کہ وہ حافظ تھے۔ پچھلے صرف کاتب ہیں۔ ان کے سینہ کا علم نور تھا۔ اب یہ لوگ یاد نہیں کرتے۔ پھر یہ بھی ان کا خیال ہے ورنہ امام بخاری اور امام ابوزرعہ اور امام احمد وغیرہ کا وجود اس خیال کا مکذب ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ کبار تابعین کے بعد حدیثیں غیر مدون تھیں اور سوائے قرآن مجید کے امت کے ہاتھوں میں کوئی دوسری کتاب نہ تھی۔ بعض چیزیں محض علمی لحاظ سے لکھ لی گئی تھیں۔ مثلاً حضرت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عہد خلافت میں جو صفر ۹۹ھ سے رجب ۱۰۱ھ تک تھا۔ سعید بن ابراہیم سے حدیثیں لکھوائیں اور مدینہ کے قاضی ابوبکر بن حزم کو فرمان بھیجا۔ کہ عمرہ کی روایتیں لکھ لی جائیں۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ ان کی وفات سے ان کا علم ضائع نہ ہو جائے۔ یہ عمرہ حضرت عائشہ ام المومنین کی بھتیجی اور انہیں کی پروردہ تھیں اور ان کی روایات کا علم رکھتی تھیں۔

آپ نے یہ تو تسلیم کر لیا کہ تابعین کبار کے عہد میں بعض چیزیں محض علمی لحاظ سے لکھ لی گئی تھیں وہ چیزیں کیا تھیں: وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثیں تھیں۔ اور یہ تو آپ کا خیال ہے یا بعض کا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ حدیث کی کتابیں اور رسالے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود لکھوائے تھے۔ جیسا کہ پیشتر ثابت ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ اور بعض صحابہ نے بھی حدیث کی کتابیں لکھیں۔ جیسے حضرت علی اور ابن عباس اور عبداللہ بن مسعود پیشتر ثابت ہو چکا ہے اور ابوہریرہ سے بھی ہے۔ دیکھو فتح الباری الصاری پارہ اول صفحہ ۱۰۵ جامع بیان العلم ص۷۱ و ص۷۲ جلد ۱ ترمذی ص۵۶۳ ودارمی ص۶۸ معانی الآثار طحاوی ص۳۸۵ جلد ۲ اور عبداللہ بن عمر بھی تھے آپ خود بھی صفحہ ۶۷ میں ان دونوں کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس سے آپ کا قول باطل ہو گیا کہ تابعین کبار کے عہد تک حدیثیں غیر مدون تھیں اور سوائے قرآن مجید کے امت کے ہاتھوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں کوئی دوسری کتاب نہ تھی۔ مذکورہ بالا کتابیں ضرور تھیں پھر عہد تابعین و تبع تابعین وغیرہ میں وہ سب نوشتے اور زبانی یادداشتیں ضخیم کتابوں کی صورت میں جمع کر لی گئیں۔

آپ نے لکھا ہے کہ حدیث کے مدون اول محدثین کے نزدیک ابن شہاب زہری المتوفی ۱۲۴ھ تسلیم کئے گئے ہیں۔ یہ خلفا بنی امیہ کے درباروں میں بہت معزز تھے۔ اور انہیں کے حکم سے انہوں نے حدیثیں لکھیں۔ وہ خود کہتے ہیں کہ ہم کو حدیثوں کا لکھنا گوارا نہ تھا۔ یہ روایت بھی صحیح نہیں ہے۔ غلط ہے۔ اس میں بچند وجوہ کلام ہے۔

اول یہ کہ اس کے دو طریق ہیں۔ اول میں خلف بن سعید اور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالمومن دو مجہول نامقبول ہیں اور احمد بن خالد اور اسحاق بن ابراہیم کئی ہیں یہ دونوں بھی لاپتہ ہیں۔

دوسرے طریق میں عبدالوارث بن سفیان یا عبدالوارث بن قاسم ہے یہ دونوں بھی مجہول نامقبول ہیں۔ اور سعید بن عبدالرحمٰن الرقاشی اخو ابی حرۃ مختلف فیہ لہذا یہ بھی بحکم لا تقف ما لیس لك به من علم قابل وثوق اور قابل التفات نہیں ہے۔

دوم یہ کہ اس کے بطلان کی دلیل خود جامع بیان العلم وفضلہ میں ہے کہ امام ابن شہاب زہری طالب علمی ہی میں سب حدیثیں لکھتے جاتے تھے۔ جبھی سے ان کے پاس حدیث کا ذخیرہ لکھا ہوا تھا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر جبر و اکراہ چہ معنی دارد۔ وہ روایت یہ ہے کہ صالح بن کیسان کہتے ہیں کہ میں اور ابن شہاب زہری زمانہ طالب علمی میں اس بات پر متفق ہوئے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیثیں لکھیں پھر ہم دونوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی جو جو حدیثیں ملیں لکھ لیں۔ پھر ابن شہاب نے کہا آؤ آثار صحابہ بھی لکھیں اس پر میں نے کہا نہیں یہ سنت نہیں تو ابن شہاب نے کہا نہیں وہ بھی سنت ہیں پھر اس نے آثار بھی لکھے اور میں نے نہ لکھے وہ کامیاب ہوگیا اور میں نے اپنا سرمایہ ضائع کردیا انتہی

اس روایت کو علاوہ ابن عبد البر کے یعقوب بن سفیان نے اپنی کتاب مدخل میں اور حافظ بن عساکر نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

سوم :۔ یہ کہ ایک اور روایت عبد اللہ بن ذکوان سے بھی جامع بیان العلم میں ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حلال و حرام یعنی احکام کی حدیثیں لکھتے تھے اور ابن شہاب تمام حدیثیں لکھتے تھے انتہی۔

ان روایتوں سے آپ کی پیش کردہ روایت کا ابطلان واضح ہے کہ ابن شہاب زمانہ طالب علمی میں شروع ہی سے حدیثوں اور آثار صحابہ کو لکھتے تھے۔ پھر ان کا کتابت کو ناگوار بتانا چہ معنی دارد اور امرار کا ان کو مجبور کرنا کیسے ہوسکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ یہ کسی دشمن دین کی گپ ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چہارم :- یہ کہ اس کے بطلان کی دلیل خود آپ کی تحریر میں ہے۔ وہ یوں کہ آپ نے لکھا ہے کہ ابن شہاب خلفا بنی امیہ کے دربار میں بہت معزز تھے۔ دربار کی عزت اور جبر یہ عجیب منطق ہے

پنجم :- یہ کہ اتنا بڑا کام جو نہایت دماغ سوزی اور عرق ریزی سے برسوں میں کیا جائے اور پھر جس کام میں خشوع و خضوع اور تقوی و طہارت اظہر من الشمس ہو وہ کسی سے جبر و اکراہ سے کرایا جا سکتا ہے اور وہ کر سکتا ہے۔ حاشا و کلا ہرگز نہیں۔ غیر ممکن ہے۔ لہذا یہ روایت عقلاً بھی اور نقلاً بھی باطل ہے۔

ششم :- یہ کہ کتب صحاح صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں کثرت سے بالتواتر یا بالشہرت احادیث مروی ہیں۔ بعض میں وہ خود بھی راوی ہیں جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنفس خود بہت سی احادیث لکھوانے کا ثبوت ہے۔ مثلاً معاہدات و مراسلات جو سلاطین و امراء کو حضور صلعم نے لکھوائے اور کتاب الصدقات والدیات والفرائض والسنن لعمر بن حزم و خطب وغیرہ وغیرہ، پھر آپ کے بعد خلفائے راشدینؓ وغیرہم اس پر عمل پیرا رہے جو امام ابن شہاب زہری سے مخفی نہ تھے۔ اور پیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ سالم بن عبداللہ تابعی حضرت عمرؓ کے پوتے سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کی کتاب لکھوائی اور پھر لے کر پڑھی تو وہ اس سے کیونکر انکار کر سکتے تھے۔ حاشا و کلا۔

ہفتم :- جب کتابت خود قرآن مجید سے ثابت ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فرعون نے حضرت موسیٰ سے سوال کیا فما بال القرون الاولیٰ تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا علمھا عند ربی فی کتاب لا یضل ربی ولا ینسیٰ (پ ۱۶ ع ۱۱) اللہ تعالےٰ جو عالم الغیب ہے جب اس نے لکھ رکھا ہے تو مخلوق تو سہو و نسیان سے خالی نہیں وہ بطریق اولیٰ لکھنے کی محتاج ہے۔ لہذا لکھنا قرآن کے مطابق ہے۔

پھر کیا امام ابن شہاب زہری قرآن مجید سے بے خبر تھے ہرگز نہیں لہذا یہ تمام باتیں ان پر کسی دشمن دین کا بہتان عظیم ہے۔ والذی تولی کبرہ منھم لہ عذاب عظیم۔

ھشتم۔ یہ کہ تمام اعتراضات و اقوال۔ کیا کتابت حدیث کے بارہ میں اور کیا روایت حدیث کے بارہ میں سب کا جواب یہ ہے کہ معترض نے صرف آٹھ دس صحابہ اور سات آٹھ تابعین کا ذکر کیا ہے۔ اول تو میں نے سب کا مفصل جواب لکھ دیا ہے کہ سب کی سب روایتیں باطل ہیں۔ کوئی بھی صحیح نہیں اور بفرض صحت بعض کی توجیہ بھی کردی گئی ہے۔ اگر اس سے بھی قطع نظر کیجائے تو ان سترہ اٹھارہ یا بیس شخصوں کے قول و فعل کی کتاب و سنت اور ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہ اور لاکھوں کروڑوں تابعین وغیرہ علمائے اسلام جو روایت و کتابت حدیث کے قائل و عامل تھے۔ ان کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں

نہم۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے امت مسلمہ کا عمل روایت حدیث کتابت حدیث پر ہے اور یہی سبیل المومنین ہے۔ اور تمام

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اہل اسلام کا عمل اس امر کی روشن دلیل ہے کہ معترض کے جتنے اقوال پیش کردہ ہیں سب باطل ہیں۔

دھم۔ یہ کہ اگر بقول معترض سوائے قرآن مجید کے اور کوئی دینی امر روایت کرنا یا لکھنا منع تھا اور ہے تو پھر ان منکرین حدیث کے رسائل و تحریرات یہ کیا ہیں۔ یہ دین ہیں یا بے دینی۔ اگر بے دینی اور بے ایمانی کی باتیں ہیں تو ان کو مبارک ہوں۔ اور اگر دین ہیں تو پھر ان کا لکھنا اور شائع کرنا بھی گناہ ہے۔ اس کو کیوں لکھتے اور شائع کرتے۔ اگر وہ کہیں کہ ہم تو قرآن کی تفسیر یا مطلب بیان کرتے ہیں۔ تو اول تو یہ غلط ہے۔ وہ ہزار ہا فضول لغویات فریب کاریاں دھوکہ بازیاں شائع کرتے ہیں۔ جس طرح کہ حدیث کے انکار میں بالکل ابلہ فریبی اور فریب کاری سے کام لیا گیا ہے۔

دوم۔ پھر یہی جواب ہماری طرف سے ہوگا۔ کہ روایت وکتابت حدیث رسول بحکم انزلنا علیک الذکر لتبین للناس ما نزل علیہم پ ۱۴ع ۱۱ قرآن مجید کی تفسیر بحکم لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ پ ۲۱ ع ۱۵ اور بحکم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بلغوا عنی اور اکتبوا الابی شاہ (صحیح بخاری) قرآن مجید پر عمل ہے۔ پھر اس پر چوں وچرا قرآن مجید سے انحراف ہے۔ اللہ تعالےٰ ہر گمراہی سے محفوظ رکھے۔

ہاں معترض نے اپنے خیال کی تقویت یا اثبات کے لئے اقوال مذکورہ مختصر جامع بیان العلم وفضلہ سے نقل کردیے مگر نہ ان کی تنقید کی اور نہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہی ان کے جوابات لکھے جو ابن عبدالبر نے دیئے تھے۔ اگر یہ کتمان حق نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ مفصل جواب تو سب کا ہو چکا۔ ابن عبدالبر کا خلاصہ یہ ہے کہ بفرض صحت اقوال مذکورہ بالا احتیاطاً بعض نے بلا تحقیق کثرت روایت سے روکا نہ کہ صحیح روایت سے۔ اور بخوف تحریف کتابت حدیث کو تاکہ قرآن مجید سے مخلوط ہو کر کتب سابقہ کی طرح قرآن مجید میں تحریف واقع نہ ہو۔ نیز چونکہ عرب کے لوگوں کے حافظے بہت قوی تھے اور ان کو اپنے حافظہ پر اطمینان تھا اس لئے وہ لکھنے سے منع کرتے تاکہ علم لوگوں کے سینہ میں محفوظ رہے۔ اور ظاہر ہے کہ جو علم سینہ میں ہو اس کا اثر زیادہ ہوتا ہے۔ یہ بھی ان لوگوں کا اپنا خیال ہے ورنہ لکھنا تو قرآن مجید کے مطابق ہے کہ باوجود صدہا ہزارہا حافظوں کے پھر بھی لکھا گیا اور اس سے پہلے لوح محفوظ کا نوشتہ ثابت ہے۔ معلوم ہوا کہ علم شریعت کا لکھنا سنت اللہ، سنت رسول ہے جس پر حرف گیری حماقت ہے۔

آپ نے لکھا ہے کہ امام زہری کے بعد ابن جریج وغیرہ نے حدیث لکھی۔ لیکن ان کتابوں میں سے جہاں تک علم ہے سوائے موطأ مالک اور کوئی کتاب امت کے ہاتھوں میں نہیں اس کے بھی مختلف نسخوں میں صرف تین سو سے پانچ سو تک حدیثیں ہیں (زانی قول) اس میں سے بھی ہر سال کچھ کچھ حدیثیں ساقط کر دیتے تھے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو آپ کا یہ قول غلط ہے کہ ان کتابوں میں سے سوائے مؤطا امام مالک اور کوئی کتاب امت کے ہاتھوں میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ اگر آپ کے علم میں نہ ہو تو دنیا سے ان کی نفی کیسے ہو گئی۔ کیا آپ کے ذہن میں ان کے علاوہ تمام کتب دنیا کا علم ہے۔ اچھا آپ ذرا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لکھے ہوئے سو بچاس نہیں دو چار قرآن مجید کے نسخے دکھا سکتے ہیں نہیں ہرگز نہیں ——

پھر جیسے قرآن مجید کے ان نوشتوں کی حالت ہے ایسا ہی حدیث کا حال ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کی لکھی ہوئی کتابوں کی نقلیں کتب حدیث میں ہیں اور ان میں سے بعض کتب بعض کتب خانوں میں اب بھی بعینہٖ موجود ہیں اور وہ سب یا اکثر کتب حدیث میں مندرج ہیں جو اہل علم سے مخفی نہیں۔ نامعلوم آپ نے کیا سمجھ رکھا ہے کہ دن کو رات بتائے دیتے ہیں۔

اور یہ بھی آپ نے بالکل غلط کہا ہے کہ مؤطا کی حدیثیں تین سو سے پانچ سو تک ہیں اور یہ کہ ہر سال کچھ حدیثیں ساقط کر دیتے تھے۔ آپ توجیہ النظر الی وصول الاثر دیکھ چکے۔ اس میں آپ کے اس قول کی تکذیب وتردید موجود ہے کہ یہ غلط ہے۔ اس لئے کہ امام مالک کے شاگردوں میں سے ابو مصعب زہری نے سب کے بعد آپ سے مؤطا نقل کیا۔ اس میں بلا تکرار پانچسو انسٹھ حدیثیں ہیں۔ رہا شاگردوں کے نسخوں میں کمی بیشی کا اختلاف تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس زمانہ میں لوگ ساری عمر حدیثوں کے حاصل کرنے میں صرف کر دیتے تھے اور لکھتے رہتے تھے اور مدن بھی کرتے رہتے۔ اور ساتھ ساتھ پڑھاتے بھی رہتے۔ پس جس نے پہلے پڑھا اس کی کتاب میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ضرور کمی ہوگی۔ پچھلے کے نسخے میں زیادتی. جیسے کوئی نابینا یا بینا حافظ ناظرے سے قرآن مجید پڑھتا بھی رہے اور پڑھتا بھی رہے تو اس کا پہلا نسخہ گردہ جو ختم قرآن مجید سے پہلے چلا گیا ہے اس کے علم میں ضرور کمی ہوگی۔ کسی کے دس پارے کسی کے بیس کسی کے پچیس کسی کے اس سے بھی زیادہ اور جو سب سے آخر ختم تک قرآن مجید پڑھتا رہا اس کا علم کامل اور سب سے زائد ہوگا۔ بتایئے اس صورت میں جس جس نے قرآن مجید ختم نہیں کیا ان کے علم میں تو بے شک کمی ہے۔ مگر کیا ان کے پڑھے ہوئے قرآن مجید کے چند پاروں میں بھی کچھ نقص ہے۔ ہرگز نہیں۔ لیکن ممکن ہے کہ آپ ایسا عقلمند ان چند پڑھے ہوئے پاروں پر بھی اعتراض کردے۔ بس یہی حال امام مالک کے مؤطا کا ہے۔ اس میں نہ کوئی نقص ہے نہ اعتراض۔ مگر منکرین حدیث کے سینوں میں وسواس الخناس نہ معلوم کیا کیا پھونکتا رہتا ہے۔

آپ نے صفحہ ۷۰ میں لکھا ہے کہ حدیثوں کی اگر دینی حیثیت ہوتی تو خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اس شدت کیساتھ اس کی کتابت کو نہ روکتے۔ الخ

میں کہتا ہوں آپ کا یہ قول آپ کی ہی تحریر سے باطل ہے اس لیئے کہ آپ نے صفحہ ۵۰ میں لکھا ہے کہ روایت حدیث کا آغاز رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں ہی ہو چکا تھا۔ الخ

اور پھر آپ نے صفحہ ۵۵ میں لکھا ہے کہ دین کی بنا قرآن کریم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور آنحضرت کے اسوہ حسنہ پر تھی۔ جیسا کہ آپ کو کرتے دیکھتے یا حکم پاتے اس کے مطابق عمل کرتے۔ اور پھر آپ نے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے کچھ حدیثیں لکھوائیں اور کچھ صحابہ نے از خود لکھیں الخ

پھر آپ نے صفحہ ۶۹ میں لکھا ہے کہ جس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ حدیثوں کی تدوین سنہ ۹۹ھ سے شروع ہو گئی۔ دوسری صدی میں کثرت ہو گئی۔ تیسری میں تکمیل ہو گئی۔

بتلایئے جب رسول اللہ صلعم نے حدیث کی روایت و کتابت کی بنیاد رکھی صحابہ نے اس پر عمل کیا۔ تابعین نے بھی ان کی پیروی کی اور تدوین کی بنیاد رکھی اور تبع تابعین وغیرہ نے اس کو پایہ تکمیل تک پہنچا دیا۔ تو کیا یہ ساری کارروائی محض ایک کھیل تھا یا دنیوی شغل تھا۔ معاذ اللہ ہرگز نہیں۔ یہ سب کام دینی تھا۔ کتابت کے روکنے کا جواب با صواب پیشتر گذر چکا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

خلاصہ یہ کہ روکنے کا دعوے غلط ہے۔ سچ پوچھو تو رسول اللہ صلعم نے حدیثیں لکھوا کر اور بلغوا عنی (صحیح بخاری) فرما کر حدیث کی روایت و کتابت کا حکم دے دیا۔ اور صحابہ نے اس پر عمل کیا۔

پھر بعد ان کے تابعین وغیرہ سلف و خلف تمام امت نے عمل کیا۔ جس کا خلاف گمراہی ہے۔ فللہ الحمد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وضعِ حدیث

آپ نے صفحہ ۱۷ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی میں ان کے اوپر جھوٹ بولا گیا الخ

میں کہتا ہوں پھر اس سے آپ کی غرض کیا ہے۔ کیا یہ غرض ہے کہ چونکہ آپ پر جھوٹ بولا گیا ہے۔ لہذا حدیث کا کیا اعتبار۔ اگر یہی آپ کی غرض ہے اور ہے تو پھر قرآن مجید کو بھی جھوٹا کہا گیا ہے اس کا کیا جواب ہوگا۔ اگر آپ کو یاد نہ ہو تو ان ھذا الا اختلاق (پ ۲۳ ع ۱۰) میں غور کیجئے اور خود رسول اللہ صلعم کو کہا گیا ہے ھذا ساحرہ کذاب پ ۲۳ ع ۱۰) یہ جادوگر بڑا ہی جھوٹا ہے۔ صرف کسی کے کہنے سے تو کچھ نہیں ہوتا۔ سچ سچ ہے، جھوٹ جھوٹ۔ ورنہ پھر آپ کے پاس معیار کیا ہے۔

آپ نے توجیہ النظر میں بھی نظر سے کام نہیں لیا اور منافقین کے ذکر میں بھی دھوکا دیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ اس وقت منافق بھی تھے۔ لہذا جب تک صحابی کا نام نہ لیا جائے شبہ رہتا ہے کہ وہ کون شخص تھا لہذا مرسل روایت حجت نہیں۔ جب تک کہ تصریح نہ ہو آپ نے الٹا سمجھ لیا۔ آپ کو من اھل المدینۃ مردوا علی النفاق تو یاد رہا۔ مگر کبھی آپ نے یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم الآیۃ پ ۱۰ ع ۱۵ میں بھی غور کیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور خود اسی آیۃ مردوا علی النفاق والی کے بعد ہے۔ واٰخرون اعترفوا
بذنوبہم الیٰ قولہ خذ من اموالہم صدقۃ (پ ۱۰ ع ۲)۔
کیا وہ اس توبہ میں نفاق نہیں کر سکتے تھے مگر پھر بھی عمل ظاہر پر رکھا
گیا اور بعد کو اللہ تعالیٰ نے معلوم بھی کرا دیا اور لوگ بھی جان گئے
خصوصاً جنگ احد، تبوک وغیرہ کے واقعات سے ان کا پردہ فاش ہو گیا
اسی لئے نام کی تصریح کی ضرورت پڑی جس کو آپ نے الٹا سمجھ لیا
ورنہ بتائیے قرآن مجید کے لکھنے اور پڑھنے پڑھانے اور تبلیغ میں منافق
غیر منافق میں کیا امتیاز تھا۔ اس میں بھی تو وہ شریک تھے فافہم وتدبر
آپ نے صلا میں لکھا ہے کہ ابن عباس نے کہا جب سے
لوگوں نے ہر قسم کی رطب ویابس روایتیں کرنی شروع کر دیں
اس وقت سے ہم نے حدیث کو ترک کر دیا۔
میں کہتا ہوں کہ یہاں بھی آپ نے خیانت سے کام لیا ہے
کہ قطع برید کر کے غلط مطلب بنا لیا ہے۔ اس لئے کہ صحیح مسلم میں
ابن عباس کا قول یہ ہے کہ کنا اذا سمعنا رجلا یقول قال رسول
اللہ صلعم ابتدرتہ ابصارنا واصغینا الیہ باذاننا فلما رکب الناس
الصعب والذلول لم ناخذ من الناس الا ما نعرف انتہی
صلا جلد ا۔ ابن عباس نے کہا کبھی ہماری یہ حالت تھی کہ جب کسی
شخص نے رسول اللہ صلعم سے حدیث روایت کی۔ فوراً اس کی طرف
آنکھیں اٹھنے لگیں اور ہم نے کان دھر کر اسے سنا اور قبول کیا۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جب سے لوگ ہر طرح کی روایت کرنے لگے تو ہم نے سوائے ان لوگوں کے کہ جن کو ہم پہچانتے تھے غیر معروف لوگوں سے روایت ترک کر دی ہے اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اس میں کوئی کلام نہیں۔ آپ نے حق پوشی کر کے باطل کو کھڑا کر دیا۔ جاء الحق وزھق الباطل اس روایت سے صحابہ سے رعایت حدیث کا ثبوت اور تنقید و تحقیق پائی گئی۔ آپ کا ساختہ پرداختہ باطل ہو گیا۔

آپ نے صد۷ میں لکھا ہے کہ خلفاء بنی امیہ نے جھوٹی حدیثیں وضع کرائیں اور عہد عباسی میں حضرت عباس اور اس کی اولاد کے بارہ میں حدیث وضع کرا کے پھیلائی گئی۔ کہ جو عباس اور اس کی اولاد سے محبت نہ رکھے اس کے دل میں ایمان نہیں۔

میں کہتا ہوں کہ یہ قول آپ کا آپ کے اس قول کے متناقض ہے جو صد۷ میں آپ لکھ چکے ہیں۔ خلفاء بنی امیہ کے زمانہ میں دینی قیادت علماء کے ہاتھ میں آ گئی تھی (اور اس وقت) شاگردان صحابہ میں بہت کچھ صداقت موجود تھی اور وہ روایتوں کے بیان نیز ان کے قبول کرنے میں احتیاط سے کام لیتے تھے۔ انتہی

بتلایئے جب دین کے وہ لوگ قائد تھے اور ان میں صداقت بہت کچھ موجود تھی اور وہ محتاط بھی تھے تو پھر وہ کیسے جھوٹ بولتے تھے اور جھوٹ تسلیم کرتے تھے۔ لہٰذا یہ متناقض ہے اور باطل بھی نیز اگر کوئی ایسا واقعہ ہوا بھی ہو تو نقاد حدیث نے قوانین جرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و تعدیل اور اپنے خدا داد تجربے اور فراست اور اصول شریعت سے ان کو الگ کر کے بتا دیا اور حضرت عباس کے بارہ میں جو حدیث ہے وہ تو قرآن مجید کے مطابق ہے آپ نے غور نہیں کیا قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ پ ۲۵ ع ۳ اصل بات یہ ہے کہ بعض لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے چچا عباس کی تحقیر کر کے ان کو ناراض کیا تو انہوں نے رسول اللہ صلعم سے اس کی شکایت کی۔

چونکہ چچا بجائے باپ کے ہے لہذا چچا کی ناراضگی سے حضور صلعم ناراض اور ان کی خوشنودی سے آپ بھی خوش۔ پس حضور صلعم کو بھی اس سے بہت رنج ہوا۔ تکلیف ہوئی اور ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ناراضگی باعث دخول جہنم ہے۔ اور آپ کی خوشنودی باعث دخول جنت لہذا یہ حدیث بالکل صحیح قرآن مجید کے مطابق ہے۔ اس میں جھوٹ بنانے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہاں اس روایت میں اولاد کا ذکر نہیں۔ یہ آپ کی ایزاد اور بہتان ہے اور اس کی تحقیق پہلے بھی خلفاء بنی امیہ اور عباسیہ کے بیان میں بھی ہو چکی ہے۔ ملاحظہ ہو۔

اور میں کہتا ہوں کہ اس بیان سے آپ کی کیا غرض ہے کہ فلاں فلاں زمانے میں حدیثیں وضع ہوئیں۔ اچھا اگر وضع ہوئیں تو کیا اس سے رسول اللہ صلعم کی لکھوائی ہوئی حدیث کی کتابیں اور صحابہ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی جن کا ذکر پیشتر ہو چکا ہے وہ اور تمام کتب حدیث بے اعتبار ہو جائیںگی جن کی نہایت تنقید سے جرح و تعدیل کے قوانین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی بنا پر تدوین و تبویب ہوئی اور جن کو تمام امت مسلمہ نے علی اختلاف المذاہب تسلیم کیا ہے اور وہ سبیل المومنین اور عین اسلام ہیں۔ کلا وحاشا اور اگر کسی کے کسی روایت یا حکایات کے بنانے سے مطلق حدیث میں کچھ نقص لازم آتا ہے یا بے اعتباری ہوتی ہے۔ تو پھر آپ اس کا کیا جواب دیں گے جبکہ مسیلمہ کذاب وغیرہ نے جھوٹی سورتیں بنائیں پھر کیا اس بدمعاش کی اس حرکت سے قرآن میں کچھ کلام ہے۔ ذرا آپ ہی جواب دیجئے جھوٹی سورت کا نمونہ ملاحظہ ہو۔ الفیل ما الفیل وما ادراک ما الفیل لہ ذنب وخرطوم طویل انتہی۔

ایک بدعتی کے زبان سے سنا کہتا تھا۔ قرآن مجید میں ہے۔ الا ان اولیاء اللہ لا یموتون ایک کہہ رہا تھا قرآن میں ہے الفقر فخری پھر کیا ان باتوں سے قرآن میں کچھ نقص ہے ہرگز نہیں۔ بس جو جواب آپ قرآن شریف سے دیں گے اسی قسم سے حدیث کا ہوگا۔

اور جو آپ نے قصے جہلا واعظین اور ان کے معتقدوں کے لکھے ہیں۔ ان سے بھی آپ کی وہی غرض ہوگی کہ جب علما اور صلحا کی عوام کالانعام نے نہ سنی اور اپنی جہالت سے باز نہ آئے تو حق و باطل کا امتیاز نہ رہا۔ اگر آپ کی یہی غرض ہے تو یہ تو ہر زمانہ میں رہا ہے۔ اور اب بھی ہے کہ وہ حدیث کیا اپنی خرافات ثابت کرنے کو قرآن مجید سے بھی استدلال کرتے ہیں۔ ایک آیت کی مثال ابھی بیان ہو چکی۔ یہ جعلی آیت پڑھی۔ ذرا سندھ میں جا کر ملاحظہ فرمائیے کہ حج بھی وہیں ہو رہا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ ہندوستان اور پنجاب میں جا کر ملاحظہ کیجئے۔ اہل بدعت رسول اللہ صلعم کو بلکہ بعض پیروں کو بھی عالم الغیب مشکلکشا وغیرہ بتاتے ہیں۔ کوئی ان کو کچھ نہیں کہہ سکتا۔ ذرا آپ بریلی تشریف لے جائیے اور علاوہ ازیں مرزائیوں اور دیگر بھائیوں کی بھی سنئے۔ وہ بھی آپ کی طرح حدیث میں چہ میگوئیاں کرتے ہیں اور بھائی تو قرآن مجید کو منسوخ بتاتے ہیں۔ ان کی کتاب اقدس وغیرہ ملاحظہ ہو۔

کیا ان پر عوام نے غلبہ کرکے ان کو اس حرکت سے روک دیا ہے۔ بلکہ بعض جگہ تو وہ خود غالب آ رہے ہیں۔ ذرا قادیان میں جا کر اپنے مذہب کی مرزائیوں کو تبلیغ تو کریں۔ پھر جب آپ یا اور کوئی بھی نہیں کر سکتا تو کیا حق و باطل میں امتیاز نہیں رہا ہے۔ امتیاز ہے بس اس طرح حدیث صحیح اور غیر صحیح میں امتیاز ہے۔ ورنہ فرق آپ کے ذمہ ہے۔ جن روایات و کتب کا آپ نے ذکر کیا ہے محدثین نے ان سب کو قوانین جرح و تعدیل کی کسوٹی سے الگ کر دیا ہے۔ دودھ کو الگ اور پانی کو الگ کر دیا ہے۔ جس کا ذکر شروع میں ہو چکا ہے۔ ملاحظہ ہو ؎

بہت اہل فتنہ نے گو خاک چھانی
ہوا دودھ کا دودھ' پانی کا پانی

اور صفحہ ۳ میں داؤد طائی کی نسبت آپ نے لکھا ہے کہ انہوں نے اس لئے روایت ترک کر دی کہ لوگ ان کی غلطیاں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں تھے۔

یہ بھی آپ کے خلاف ہے اس لئے کہ آپ نے صـ۱۳۶ میں ان سے نقل کیا تھا کہ ان میں خلاف حق نہ تھی بلکہ لوگ ان کی غلطیاں نکال لیتے تھے۔ یہ وجہ تھی سواس سے محدثین کی تنقید و تحقیق ثابت ہوئی۔ جو حدیث کے ثبوت کی دلیل ہے نہ عدم کی

اعمش کے بارہ میں صـ۱۳۷ میں جو آپ نے لکھا ہے کہ لوگو تم نے حدیث کو رد کر کے میرے حلق میں ان کو عود سے بھی زیادہ تلخ بنا دیا ہے۔ تم جس طرف رخ کرتے ہو اس سے جھوٹ بلوا کر چھوڑتے ہو۔

اس میں یہ کلام ہے کہ اصل عبارت جامع بیان العلم میں یہ ہے حفص بن غیاث کہتے ہیں سمعت الاعمش یقول یعنی اصحاب الحدیث لقد ردتموہ حتی صار فی حلقی امر من العلقم ماعطفتم علی احد الا حملتموہ علی الکذب انتہی

سو اول تو اس میں حدیثوں کے رد کرنے کا ذکر نہیں نہ معلوم کیا چیز تھی جس کے بارہ میں ان کا یہ کلام ہے۔ اور اگر بالفرض حدیث بھی ہو تو اس سے ان کی وہ روایت مراد ہوگی جو منقطع تھی۔ اس لئے کہ اعمش مدلس تھے۔ اصحاب الحدیث نے ان کی وہ روایت جس میں تدلیس ہوگی رد کر دی ہوگی جو ان کو ناگوار گذری اور کذب پر عمل کرنا یہ کہ جب مجھے شیخ کا نام یاد نہیں تو کیسے نام بتاؤں کیا جھوٹ بولوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس سے بھی ان لوگوں کی روایت میں تنقید و تحقیق ثابت ہوتی ہے جو آپ کے مسلک کے خلاف ہے اور علقم کا ترجمہ آپ نے عود کیا ہے یہ بھی غلط ہے۔ علقم کا معنی حنظل اندرائن کا پھل ہے۔

میں کہتا ہوں کہ پہلے بھی تحقیق ہو چکی اب پھر سنئے مثلاً امام مالک صاحب کتاب موطا جب نافع یا سالم سے روایت کریں وہ عبداللہ بن عمر صحابی سے وہ رسول اللہ صلعم سے ایسے ہی امام بخاری اپنے استاد امام احمد بن حنبل سے وہ شافعی سے وہ امام مالک سے وہ نافع سے وہ ابن عمر سے وہ رسول اللہ صلعم سے ایسے ہی امام مسلم اپنے استاد امام احمد بن حنبل سے کہ جن کی دیانت صداقت عدالت اہل اسلام میں تواتر سے ثابت ہے۔ علی ہذا القیاس اور اصحاب صحاح ستہ وغیرہ پھر جبکہ اسی قسم کی متعدد و مختلف سندیں ہوں۔ جن کی بحکم قرآن تنقید و تحقیق جرح و تعدیل کے قوانین باقاعدہ کی گئی ہو کہ تجربہ و مشاہدہ سے ایک ایک راوی کی سوانح عمری معلوم کرنے کے بعد حدیث کی روایت کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ میں ثابت ہو کہ تمام اہل اسلام نے اس کو قبول کیا ہو۔

بتائیے پھر اس کی صحت میں کوئی صاحب عقل سلیم سے کلام کر سکتا ہے ہرگز نہیں۔ تعجب ہے کہ بعض جہلاء یا بددینوں کے کچھ جھوٹی روایتیں بنا لینے اور دوسرے بے وقوفوں کے ان کو تسلیم کرنے سے سب کی سب حدیثیں خصوصاً جو اوپر کی تحقیق سے ثابت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہیں وہ کیسے بے اعتبار ہو سکتی ہیں۔ کلا وحاشا ہرگز نہیں۔ یہ محض منکرین حدیث کا دہوکہ اور ابلہ فریبی ہے کہ باطل کی وجہ سے حق کو رد کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر ان کی یہ توجیہی تسلیم کی جائے تو لازم آتا ہے کہ قرآن مجید کے جو اقوال راویان باطلہ ہیں۔ ان کی وجہ سے معاذ اللہ قرآن مجید میں بھی کلام ہو اور یہ بالکل بے ایمانی ہے۔ اللہ تعالٰے ایسے مذہب سے محفوظ رکھے جو سراسر بے ایمانی ہو۔ دیکھا حدیث نبوی کے انکار کرنے کا نتیجہ کہ ان کو بھی قرآن مجید کے بھی چھوڑنے کی چالیں سوجھتی ہیں۔

آپ کا یہ بھی دہوکا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی مدنی زندگی دس سالہ ہے۔ اور اتنی حدیثیں ایسے دس سالہ زندگی مدنی تھی اور تیئیس سالہ کی۔ یہ سب بعد بعثت کی ہے۔ ورنہ کتب حدیث میں تو آپ کی تیئیس سالہ زندگی کے علاوہ وہ قبل از بعثت کے حالات واقوال بھی درج ہیں۔ گویا پچاس سال سے بھی زیادہ کے حالات ہیں۔ پھر جو شخص کہ دنیا کا معلم اور ہادی بنا کر بھیجا گیا ہو جو دن رات تبلیغ میں اکثر اوقات بسر کرتا ہو جس کا ہر ایک قول و فعل و تقریر اور سر چشمہ ہدایت ہو اور لوگ ان کی سیرت کی ہر ایک ادا پر فریفتہ اور اس کے محافظ ہوں۔ پھر دس کی احادیث کا شمار تو کسی شخص سے ہو ہی نہیں سکتا۔

اور سچ کو جھوٹ سے جیسے قرآن مجید نے الگ کر دیا۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایسے حاملان شریعت نے حق کو باطل سے الگ کرکے بتا دیا۔ جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔ اور امام احمد بن حنبل کے قول کتب تفسیر اور ملاحم مغازی کی نفی میں بھی آپ نے دھوکا دیا ہے اور حق پوشی کی ہے۔ اس لئے کہ اس کتاب میں جواب بھی لکھا تھا کہ امام صاحب کی مراد چند مخصوص کتب مثلاً تفسیر کلبی وغیرہ ہیں۔ آپ نے اس کو کیوں نہ ذکر کیا۔ نیز اس قول کی سند بھی امام احمد سے ثابت نہیں اور یہ واقعہ کے لحاظ سے بھی صحیح نہیں۔ اس لئے کہ امام احمد نے خود اپنی مایہ ناز کتاب مسند میں کثرت سے تفسیر اور مغازی اور ملاحم میں حدیثیں روایت کی ہیں۔ اور آپ کے شاگرد رشید امام بخاری نے خود امام صاحب اور دیگر آئمہ جرح و تعدیل سے تینوں شعبوں میں روایت کی ہے جس کو امت مسلمہ نے تسلیم کیا ہے اور امام احمد صاحب کے استاد امام شافعی نے بھی تینوں شعبوں میں کچھ کچھ ذکر کیا ہے اور آپ نے ملاحم کا ترجمہ (پیش گویاں) بھی غلط کیا ہے۔ اس کا ترجمہ بڑے بڑے لڑائیوں کے مقامات ہیں۔ جو فتن و فساد میں ہوں گے۔ اور ابوزرعہ کی تفسیر حدیثوں میں بھی آپ نے مغالطہ دیا ہے کہ پہلے بے اصل روایتوں کا ذکر کرکے پھر ان کا ذکر کیا ہے۔ تاکہ لوگ سمجھیں کہ یہ سب روایتیں بھی بے اصل ہیں۔ حالانکہ یہ بات نہیں یعنی جو امر کہ امام ابوزرعہ کی مدح تھا اس کو آپ نے مذمت میں دکھایا ہے مگر یہ کی چالبازی سے حق پوشی اسی کا نام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ نے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ کئی ایک اصحابی بنا لیے گئے

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ کا مغالطہ ہے کہ اصحابی بنائے نہیں گئے۔ ہاں کئی ایک جھوٹوں نے صحابیت کا دعوے کیا شاید بعض جہلا نے کسی کو تسلیم بھی کیا ہو۔ مگر اہل حق نے ان سب کی اور ان کے روایت کی تردید کی کسی نے ان کی بات کو نہ مانا۔ وہ رسوا اور بدنام ہوئے۔ ان کے باطل دعووں سے حدیث نبوی میں کسی قسم کا کوئی نقص نہیں آتا جیسے کہ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے جھوٹی سورتیں بنانے سے کوئی نقص لازم نہیں آتا۔

آپ نے صفحہ ۶۷ میں لکھا ہے کہ جبر بن حرب کے بارہ میں حافظ ابن حجر لکھتے ہیں۔ کہ ان کے متعلق مشہور تھا کہ غزوہ خندق میں شریک تھے۔

میں کہتا ہوں کہ مشہور کا حوالہ آپ نے بالکل غلط دیا ہے۔ حافظ صاحب نے اس کی تردید کی ہے۔ اور اس کو باطل بتایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ تذکرہ

ایسے ہی آپ کے آگے کے سب حوالے کہ مشہور تھا یا کہا جاتا تھا سب غلط ہیں وہاں سب کی تردید لکھی ہے۔ کسی اکے دکے جھوٹے بدمعاش کی بات کو آپ مشہور بتا دیتے ہیں۔ یہ کیا ظلم ہے۔

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیدا

آپ اسی صفحہ میں لکھتے ہیں کہ ان زندہ صحابیوں کو کھڑا کر کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کی زبانوں سے طرح طرح کی روایتیں پھیلائی جاتی تھیں الخ
میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط ہے۔ کسی محدث نے ان کی روایتوں
کو تسلیم نہیں کیا ہاں ان کی تردید ضرور کی ہے اسی لئے آپ نے بھی
موضوعات ہی سے نقل کیا ہے۔ ورنہ محدثین کی کتب مسلمہ سے ان
ژٹلیات کو کیا واسطہ۔ بندۂ خدا جہاں سے آپ نے یہ روایتیں نقل
کی ہیں وہاں تو ان سب کی تردید ان کی بدنامی اور بدمعاشی کا ذکر ہے
اور آپ دھوکہ دینے کو ان کی روایتوں کا حوالہ دیتے ہیں۔ کسی بے پیر زاد
صوفی قبروں کے مجاور یا جاہل کندہ ناتراش کے لیے ژٹلیات کے
تسلیم کرنے یا بیاضں میں لکھ لینے سے کیا ہوتا ہے۔ یہ تو بہتیرے خرافات
اپنے بیاضوں اور بہیوں میں لکھے رہتے ہیں۔ کسی محقق محدث متقی سے
ایسی خرافات ثابت نہیں۔ ہاں ایسوں کی تردید ضرور ہے۔ لکھا ہے
کہ علماء نے خرافات کی تردید کرنے والوں کے ساتھ مجادلہ کیا یہ غلط
ہے۔ آپ نے صاحب قاموس کے کلام میں غور نہیں کیا۔ ان کا آپ
مطلب نہیں سمجھے اور نہ ہی وہ بگڑ بیٹھے تھے۔ ہاں آپ ضرور بگڑ بیٹھے
ہیں کہ بلا سمجھے ان کو بدنام کرنے بیٹھ گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ امام
ذہبی نے جو رتن ہندی کذاب مدعی صحابیت کا انکار کیا ہے تو اس سے
ان کی اور اس کی صحابیت کا انکار تھا۔ یہ مطلب نہ تھا کہ اس نام
کا کوئی مدعی صحابیت جھوٹا بدمعاش ہوا ہی نہیں۔ چنانچہ اس کی
تشریح تذکرہ میں ہے۔ اور یہی مراد صاحب قاموس کی ہے۔ قاموس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں ہے کہ قیل انہ لیس بصحابی وانما ھو کذاب ظھر بالھند بعد الستمائۃ وادعی الصحبۃ وصدق الخ

کہتے ہیں کہ رتن ہندی قطعاً صحابی نہ تھا۔ وہ جھوٹا بدمعاش ہند میں چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا۔ صحابی ہونے کا دعوے کیا بعض جہلا اس کے معتقد بھی ہو گئے۔ پس صاحب قاموس کا اعتراض یہ تھا کہ رتن کے وجود کا انکار صحیح نہیں۔ اس نام کا شخص تو ہوا۔ گو وہ جھوٹا تھا۔ لہذا دونوں میں نزاع لفظی ہے۔ دونوں کے نزدیک رتن ہندی جھوٹا تھا۔ اور اس سے اس کی باتوں کو نقل کرنے والے بھی جھوٹے۔

آپ نے لکھا ہے کہ علامہ صفدی نے ابن حجر کا سختی کے ساتھ مقابلہ کیا۔

میں کہتا ہوں کہ صفدی کو علامہ کس نے بتایا ہے۔ ایک ادنیٰ پیر پرست ملا کو علامہ بنا دیا ہے۔ پھر کہاں ابن حجر کا مقابلہ کیا یہی کہا کہ آپ نے بیاض یا تذکرہ یا پوتھی میں یہ کہدیا کہ رتن کا انکار صحیح نہیں دلیل یہ کہ امکان عقلی ہے بس ترکی تمام شد۔ آپ نے بات کا بتنگڑ بنا دیا ہے۔ وزیرے چنیں شہریارے چناں

خلاصہ یہ کہ محققین محدثین یا اور علماء و فقہا مجتہدین میں سے کسی نے ایسی خرافات کو تسلیم نہیں کیا یہ صرف جہلا واعظین اور ان کے معتقدین کے قصے ہیں اور بس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تنقید حدیث

آپ نے صـ میں لکھا ہے کہ جامعین حدیث نے جس وقت حدیثوں کو مدون کیا۔ اس وقت جو کچھ ذخیرہ روایات کا ان تک پہنچا تھا کتابوں میں لکھ دیا۔ صرف خال خال روایتوں کو جن کا موضوع یا مکذوب ہونا بالکل ہی عیاں تھا چھوڑ دیا۔

اس کے بعد سے تنقید کا سلسلہ شروع ہوا اور صحیح و غلط کی چھان بین ہونے لگی۔

میں کہتا ہوں کہ صـ وصـ میں آپ لکھ چکے کہ سلسلہ روایت رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی میں شروع ہو چکا تھا اور صـ میں لکھا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حدیثیں لکھوائیں اور صحابہ از خود لکھیں اور صـ ۶۹ و ۷۰ میں لکھا ہے کہ تابعین و تبع تابعین وغیرہ نے حدیثوں کی تدوین و تبویب و تنقید کی اور صـ میں لکھ چکے کہ شاگردان صحابہ (تابعین) میں بہت کچھ صداقت موجود تھی اور وہ روایتوں کے بیان و میزان کے قبول کرنے میں بھی احتیاط سے کام لیتے تھے۔ اور اب یہاں بھی لکھا ہے کہ صحیح و غلط کی چھان بین ہونے لگی۔ تو اب آپ کی تحریر سے حدیث نبوی کی صحت ثابت ہوگئی۔ اور ہم نے جو بیشتر اولہ قطعیہ اثبات حدیث میں لکھے ہیں وہ علاوہ ہیں۔ اور شروع میں اس کا جزو دین ہونا بھی ثابت ہو چکا ہے تو اب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کا ہر دو امر سے انکار باطل ہو گیا۔ فللہ الحمد

آپ نے ابھی ص ۷۷ میں وضع حدیث کے آٹھ اصول لکھے ہیں۔ حالانکہ محدثین نے گیارہ بارہ سے بھی زائد بتائے ہیں۔ فطرۃ کی آپ نے تشریح نہیں کی اس کے معنی خلقت پیدائش و دین کے ہیں۔ یہاں آپ کی کیا مراد ہے۔ تدریب الراوی میں تفصیل کے بعد ایک جامع قول نقل کیا ہے موضوع وہ ہے کہ معقول یا منقول یا اصول کے مخالف ہو۔ خلاف تاریخ سے تاریخ متواتر یا مشہور قریب تواتر مراد ہے۔ نہ کہ احاد جو قوانین جرح و تعدیل سے ثابت نہیں اور قرائن سے مراد تو یہ ہیں جو مفید علم نظری کے ہوں نہ مطلق قرائن۔ اور ان اصول سے تھوڑی نہیں بہت سی روایات پکڑی گئیں، اور پکڑی جا سکتی ہیں جن کے رگ و ریشے میں رسول اللہ صلعم کی سیرت سرایت کر چکی ہے ان کو اللہ تعالیٰ نے حق و باطل کی تمیز عطا فرمائی جو لوگ اس نور ہدایت سے بالکل بے بہرہ ہیں وہ کیا جانیں۔

آپ نے ص۹۰ میں صحیح بخاری کی حدیثوں کا ذکر کیا ہے جو عقل و قرآن کے خلاف ہیں۔ مثال میں حضرت سلیمان کا اپنی نوے بیبیوں کے پاس ایک رات میں گشت لگانے کا ذکر کیا ہے۔ کہ وہ سب مجاہد فرزند جنگی اور حضرت موسیٰ نے ملک الموت کو تھپڑ مارا

میں کہتا ہوں کہ ان قولوں کے بارہ میں آپ نے کون سی قرآن کی آیت پیش کی ہے۔ جس کے یہ خلاف ہیں۔ اگر یہ نہیں کر سکتے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھے تو عقلی استحالہ ہی پیش کیا ہوتا۔ جب یہ دونوں کام آپ نے نہیں کئے اور نہ ہی کر سکتے ہیں تو یہ آپ کا اعتراض بھی خلاف قرآن و خلاف عقل ہے۔ خلاف قرآن یوں ہے کہ جب بسند صحیح رسول اللہ صلعم سے ایک امر ثابت ہو تو بحکم ما اتاکم الرسول فخذوہ الآیۃ تسلیم واجب اور انکار باطل ہے اور خلاف عقل ہے کہ یہ ہر دو امر عقلاً ممکن ہیں۔ اور حدیث سے ثابت ہیں پھر انکار و اعتراض قطعاً خلاف عقل ہے۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے آدمیوں کی صورت میں آئے۔ اور وہ دونوں حضرات ان کو نہ پہچان سکے (سورہ ہود) ایسے ہی حضرت موسےٰ علیہ السلام کے پاس فرشتہ آدمی کی شکل میں گھر میں گھس آیا وہ پہچانے نہیں اجنبی کی بات کا یقین بھی نہ ہوا۔ غصیل تو تھے ہی جیسے قبطی کو ایک گھونسہ مارا تھا ایسے ہی اس آدمی صورت فرشتہ کو بھی مخالف سمجھ کر تھپڑ مار دیا تو کیا تعجب ہے۔ جنگ بدر و احد میں فرشتوں کا آدمیوں کی صورت میں آکر لڑنا۔ کافروں کا مقابلہ کرنا اس میں آپ کو تعجب نہ ہوا یا وہاں بھی کچھ دال میں کالا ہے۔

آپ نے صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف قرآن و عقل کی تیسری مثال حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تین جھوٹ بولنا ذکر کیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ آپ کو لازم تھا کہ پہلے صدق کذب یا صادق و صدیق اور کاذب کی جامع مانع تعریف کرتے۔ پھر قرآن مجید سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یا عقل سے حدیث پر نقص کرتے۔ یہ آپ سے نہ ہوسکا۔ آپ نے بریکٹ میں لکھا ہے جن کو قرآن میں صدیق نبی کہا گیا ہے۔ گویا دلیل یہ ہے ابراہیم کو چونکہ صدیق کہا گیا لہذا کذب ناممکن۔ بہت خوب اگر یہی دلیل ہے تو یہ تو سب مومنوں کو کہا گیا ہے۔ غور سے پڑھیے۔

والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول

اولئک ھم الصدیقون ۲۷ ع ۱۷ پر ایمان لائے وہی صدیق ہیں

پھر تو کوئی مومن مسلم جھوٹ بول ہی نہیں سکتا۔ پھر یہ تو آپ پر حجت قائم ہوگئی کہ حدیثوں کے راوی چونکہ مومن مسلم تھے لہذا وہ جو کچھ روایت کر گئے بالکل صحیح ہے غلط ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر جو اعتراض آپ نے حدیث پر کیا ہے بعینہٖ یہی بلکہ مع شی زائد قرآن مجید پر بھی وارد ہے۔ حدیث میں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے بتوں کو توڑنے کے واسطے علیحدہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ پھر ان کو توڑ کر بڑے بت کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ یہ دونوں قرآن مجید میں بھی ہیں۔ غور سے پڑھیئے۔

فنظر نظرۃ فی النجوم فقال انی سقیم ہ فتولوا عنہ مدبرین الیٰ قولہ فراغ علیھم ضربا بالیمین قال بل فعلہ کبیرھم الایۃ ھذ پ ۱۷ ع ۵

جب ان کو میلہ میں جانے کے لئے کہا گیا تو ستاروں میں نظر کرکے کہا میں بیمار ہوں۔ جب بت توڑ ڈالے لوگوں نے پوچھا کس نے تو کہا کہ بڑے بت نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا امر حدیث میں یہ ہے کہ ایک ظالم بادشاہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی زوجہ سارہ کی عصمت بچانے کے لئے کہا میری بہن ہے۔ کذب دو قسم ہے۔ ایک حقیقی یا اصلی۔ دوسرا صوری یا نقلی۔ اول ممنوع ہے۔ دوم اگرچہ اچھا نہیں مگر بوقت ضرورت مباح ہے اس کا نام توریہ ہے یعنے حیلہ سے اپنے راز کو چھپانا۔

حضرت ابراہیم نے ظالم سے اپنی زوجہ کی عصمت بچانے کے لئے اپنی بہن بتایا۔ ایک تو وہ کہ ان کی چچیری بہن بھی تھیں اور زوجہ بھی دوسرے یہ کہ بحکم انما المومنون اخوۃ پ ۲۶ ع ۱۳۔ کہ مومن آپس میں ایک دوسرے کے دینی بھائی بہن ہیں اس وجہ سے یہ کذب اصلی نہیں صرف صورت کذب کی ہے جیسے کہ واجنبنی و بنی ان نعبد الاصنام پ ۱۳ ع ۱۷ میں بت گمراہ کرنے والے ہیں۔ ایسے ہی بڑا بت حضرت ابراہیم کو غصہ دلا کر توڑنے کا باعث ہوا۔ تو نسبت صحیح مگر صورت صحیح نہیں۔ لہٰذا صورت کذب کی اور حقیقت صدق کی۔ ایسے ہی انی سقیم کے معنیٰ آئندہ بیمار ہونے والا ہوں حقیقت میں صدق مگر فی الحال صورت کذب کی ہے۔ کہئے اس میں کیا اعتراض ہے۔

اب ذرا قرآن مجید پر سے آپ اعتراض کو اٹھائیے کہ ابراہیم علیہ السلام نے سورج، چاند، تاروں کو اپنا رب بنایا تھا جو حقیقت میں کذب ہے اس کی کوئی تاویل بھی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فلما جن علیہ اللیل رای کوکبا قال ھذا ربی فلما
افل قال لا احب الآفلین فلما رای القمر بازغا قال
ھذا ربی فلما افل قال لئن لم یھدنی ربی لا
کونن من الضالین فلما رای الشمس بازغۃ قال
ھذا ربی ھذا اکبر ا لا یۃ پ ۷ ع ۱۴۔

ترجمہ:۔ پھر جب ابراہیم پر رات چھاگئی تو تارے کو دیکھ کر کہا یہ میرا رب ہے پھر جب وہ غائب ہوگیا تو کہا میں غائب ہونے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ پھر جب چاند کو روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ پھر جب وہ غائب ہوگیا تو کہا اگر میرا رب مجھ کو ہدایت نہ کرے گا تو میں البتہ گمراہوں میں سے ہو جاؤں پھر سورج روشن دیکھا تو کہا یہ میرا رب ہے۔ یہ تو سب سے بڑا ہے۔

بتائیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تارے سورج چاند کو خدا کہا۔ یہاں پر بتلایئے یہ قول ان کا سچ ہے یا جھوٹ آپ کو بڑی مشکل پیش آئی کہ اگر آپ اس کو سچ کہیں گے تو لوگ آپ کو جھوٹا کہیں گے۔ اور جھوٹ کہیں گے تو آپ جھوٹ کے قائل ہوں گے اور لطف یہ کہ یہ جھوٹ بھی حقیقی ہے۔ اور یہ امر دیگر ہے کہ انہوں نے پھر اس کی تردید کردی گفتگو تو اس امر میں ہے کہ ان کی زبان سے کلمات خلاف واقع نکلے اور یہی تعریف کذب کی ہے مگر تاہم ان پر اس کا مواخذہ نہیں لیجئے آپ نے تین کا الزام دیا تھا ہم نے تو ان کا جواب بھی دیدیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اگر آپ کو یہ ناپسند ہو تو آپ کے ذمہ اب ان مذکورہ بالا دو کے تین اور ہیں ان کا جواب جو بھی دیجئے گا اسی قسم کا ہمارا بھی ہوگا۔

آپ کے صفحہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ اسی میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو ساٹھ گز کا پیدا کیا جس پر بہترین شارح حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ قدیم اقوام کے آثار کے جہاں تک پتہ لگ گیا ہے۔ انسان کا قد۔ اتنا بڑا ثابت نہیں ہوتا اس لئے اب تک اس کی کوئی توجیہ میری سمجھ میں نہیں آئی۔ الخ

میں کہتا ہوں حافظ صاحب آپ کو کیا ہو گیا کہ آپ باوجود پڑھے لکھے ہونے کے ایسے دہوکے دیتے ہیں یا دہوکہ کھاتے ہیں۔ بندہ خدا شارح حافظ ابن حجر نے کہاں قد آدم پر اشکال کا ذکر کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔

اول تو آپ نے ستون ذراعا کا ساٹھ گز ترجمہ ہی غلط کیا ہے۔ اس کا ترجمہ ساٹھ ہاتھ یا تیس گز ہے نہ کہ ساٹھ گز۔

دوم حدیث کے آخیر میں جو لفظ لم یزل الخلق ینقص حتی الاٰن وارد ہے۔ اس پر حافظ ابن حجر نے آدم علیہ السلام کے بعد لوگوں کے قدوں میں نقص یا کمی کے واقع ہونے کے بارہ میں لکھا ہے کہ دیار ثمود کے آثار قدیمہ میں سے جو لوگوں کے قد معلوم ہوئے ہیں باوجودیکہ وہ بہ نسبت اس امت کے آدم علیہ السلام کے قریب زمانہ میں تھے مگر اس نسبت سے اتنے لمبے ان کے قد نہیں معلوم ہوئے اس کی توجیہ ان کو نہ معلوم ہوئی تو آدم علیہ السلام کے قد پر ان کا اشکال نہیں بلکہ کمی کی نسبت پر ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اب لیجئے اس کا جواب ایک نہیں کئی ایک ہیں۔ اول یہ کہ اس کمی یا نقص قد بعد آدم میں یہ ضرور نہ تھا کہ ترتیب وار کسی خاص مقدار میں ہوا کرتی ہے۔ بلکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ ساٹھ ہاتھ کا قد صرف آدم علیہ السلام ہی کا تھا ان کی اولاد میں یا حوا علیہا السلام میں یہ طوالت نہ تھی۔ کمی وہیں سے شروع ہوگئی اور معقول طریق پر ہوئی۔ بعد ازاں قوم ثمود میں اولاد آدم سے کچھ اور کمی ہوئی۔ اس کے بعد بہت ہی قلیل مقدار میں ہوتی رہی لہذا کوئی اشکال نہیں۔

دوم جواب یہ ہے کہ دیار ثمود کے مساکن و مکانات سے قدوں کا اندازہ بھی یقینی نہیں ظنی امر ہے۔

تیسرا جواب یہ کہ ہر زمانہ میں قوموں یا افراد میں قد وغیرہ میں تفاوت بھی ہونا ممکن ہے کہ جو آثار حافظ صاحب کو معلوم ہوئے ہوں وہ کمی کے نمایاں فرق والے ہوں۔ جو اس امت سے بہت متفاوت نہ ہوں اب کوئی اعتراض باقی نہ رہا اور اگر آپ یا اور کوئی ساٹھ ہاتھ کے قد پر تعجب کریں تو اول تو آپ پر لازم ہے کہ قرآن مجید سے اس کی تردید کریں اگر یہ نہیں کر سکتے تو پھر عقلی استحالہ ہی پیش کریں۔ اگر یہ بھی نہیں کر سکتے تو پھر وہم پرستی میں رسول اللہ صلعم کی مخالفت اور اللہ تعالےٰ کی نافرمانی سے ڈریں

آپ نے صـ۷۰ میں لکھا ہے کہ یہ اصول جو غلط روایتوں کو پہچاننے کے لئے مقرر کئے گئے ہیں تقریباً بے کار ثابت ہوئے میں کہتا ہوں بے کاروں کو بے کاری ہی سوجھتی ہے ورنہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امت مسلمہ نے ان سے اپنا کام لیا جس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے

آپ نے صـ۱۰۸ـ میں لکھا ہے کہ نقادان حدیث کے پاس کذابین کے پہچاننے کا ذریعہ بھی روایات ہی تھیں یعنے ہر ایک راوی کے صدق و کذب کی بنیاد انہوں نے ان روایات پر رکھی جو اس کے متعلق لوگوں سے پہنچی تھیں۔

میں کہتا ہوں اس کی تحقیق پہلے شروع میں کافی ہو چکی ہے مگر نہ معلوم کہ آپ لوگوں کو کیوں دہوکہ دیتے ہیں یا اصول حدیث ہی پڑھ کر بھول گئے ہیں۔ کتب اسماء الرجال کو بالکل فراموش کر دیا ہے۔ حدیث میں بجائے غور کے تحریف کرنی شروع کر دی ہے۔ علماء اسلام و محدثین کرام پر بہتان تراشنے کے ٹھیکیدار بن گئے ہیں اور یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا پس پشت ڈالدیا ہے۔

بندۂ خدا محدثین نے رجال کی تحقیق کی ان کی جانچ پڑتال میں ان کے معاملات عبادات اور عقائد میں غور کیا پھر روایات میں ثقات و نقاد کی روایات کا پتہ لگایا۔ پھر ثقات کی روایات سے ان کا اتفاق یا اختلاف معلوم کیا ان کا حسب و نسب دیکھا چال و چلن نشست و برخاست سفر برائے تحصیل علم ان کے اساتذہ و رفقاء سے ان کی کیفیت انکی عدالت ان کا حفظ وضبط صدر و ضبط کتاب دریافت کیا پھر کتاب کا مقابلہ کتاب سے کر کے دیکھا پھر طرح طرح سے مثلاً تلقین وغیرہ سے ان کا امتحان لیا تاریخ سے ان کا لگاؤ دیکھا کہ کہاں تک ہے وغیرہ وغیرہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر ایک ایک حدیث کے ایک ایک طبقے میں نگاہ کی۔ یعنے ایک حدیث کے راوی ایک استاذ سے روایت کرنے والے دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ دس دس بلکہ اس سے بھی زائد ہوئے ہیں۔ پھر آگے ہر ایک کے شاگردوں میں اسی طرح اور اوپر کے اساتذہ میں بھی یہی طریق ہے اور وہ سب باوجود مختلف دیار وطبائع کے نفس روایت میں متفق ہوتے۔ یہ تھا نقادان حدیث کا معیار شناخت بتائیے اس میں کسی صاحب عقل سلیم کو چوں چرا کی گنجائش ہے ہرگز نہیں۔ یہ قطعاً معیار صداقت ہے۔ بس آپ کا اعتراض باطل ہو گیا۔

آپ نے صد ۷۹ میں لکھا ہے کہ عہد صحابہ نیز تابعین میں ضعفاء کذابین کم تھے اس وجہ سے ان کی بابت کلام بھی کم کیا گیا ہے۔ صرف امام شعبی ابن سیرین اور سعید بن مسیب سے بعض کے متعلق جرح مذکور ہے۔ کہ سب سے پہلے قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جرح و تعدیل کی بنیاد رکھی ہے مثال تعدیل والذین اٰمنوا باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون پ ۲۷ ع ۱۷۔ جرح کی مثال یا ایھا الذین اٰمنوا اذا جاءکم فاسق بنباء فتبینوا اور اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا اذا جاءک المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون پ ۲۷ ع ۱۳ اور سورہ توبہ وغیرہ۔ پھر اس کے بعد رسول اللہ صلعم نے اس پر عمل کیا ایک شخص جو کہ آپ کے پاس آیا تھا فرمایا یہ برا آدمی ہے صحیح بخاری

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کتاب الاستیذان اور ابو ہریرہ نے جس شخص کو صدقہ کا مال لیتے پکڑا اور وعدہ کیا کہ اب نہیں آؤں گا۔ اس پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا وہ جھوٹا ہے وہ پھر آئے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ وہ پھر آیا صحیح بخاری۔ ونیز فرمایا المومنون شہداء اللہ فی الارض صحیح بخاری۔ اور توجیہ النظر کا آپ نے حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ توجیہ میں صحابہ میں سے جرح کرنے والوں میں ابن عباس وعبادہ بن صامت وانس کو بھی شمار کیا اور صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت عمر ابن سلول وغیرہ پر جرح ثابت ہے۔ ایسے ہی سکنیٰ اور نفقہ کے متعلق صحابہ پر جرح کہ .... حفظت ام نسیت

آپ نے صہ ۹، میں یہ بھی لکھا ہے کہ پہلے فن جرح وتعدیل زبانی تھا پھر تیسری صدی میں تدوین کتب شروع ہوئی .... ہزاروں کتابیں لکھی گئیں۔ مگر چونکہ صدق وکذب باطنی صفات میں سے ہیں۔ جن کے اوپر یقینی شہادت ہو ہی نہیں سکتی۔ اس وجہ سے روایت کے متعلق بے حد اختلاف ہوئے۔ ہزاروں ہیں جن کو ایک سچا کہتا ہے تو دوسرا جھوٹا۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو ہزاروں کتابوں کا قول غلط ہے ہاں کثرت بے شک ہے۔

دوم صدق وکذب کو باطنی صفات بتانا بھی غلط ہے۔ حکایت کا محکی عنہ کے مطابق ہونا صدق ہے اور عدم مطابقت کذب۔ مثلاً

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

زید نے کہا آج بازار میں فلاں شخص نے فلاں کو قتل کر دیا یہ حکایت ہے
اب دیکھا جائے گا اگر واقعہ میں ایسا ہے کہ شخص مذکور مقتول پایا گیا ہے
تو یہ صدق اور زید سچا اور اگر وہ شخص زندہ ہے تو یہ جھوٹ
اور زید جھوٹا ہے۔

بتائیے یہ امور باطنی ہیں یا ظاہری۔ سو یہی حال روایت حدیث
کا ہے کہ ان کے اقوال کو پہلے واقعہ کی مطابقت و عدم مطابقت سے جانچ
کر صدق یا کذب کا حکم لگایا جاتا ہے۔

افسوس آپ باوجود حافظ ہونے کے وقت پر قرآن مجید کو بھی
بھول جاتے ہیں یا تجاہل عارفانہ کر کے دہوکہ دیتے ہیں ورنہ صدق اور
کذب کی تعریف جو میں نے کی ہے علاوہ منطق وغیرہ علوم کے قرآن مجید
سے بھی واضح ہے۔ سورہ توبہ میں منافقین کے ذکر میں ہے

یحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم یھلکون
انفسھم واللہ یعلم انھم لکاذبون عفا اللہ عنک لم
اذنت لھم حتیٰ یتبین لک الذین صدقوا و تعلم
الکاذبین پ۱۰ ع ۱۲۔

ترجمہ:۔ اب تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے
کہ اگر ہم طاقت رکھتے تو تمہارے ساتھ جہاد کو نکلتے اپنے نفسوں
کو ہلاک کرتے ہیں۔ اللہ جانتا ہے وہ جھوٹے ہیں۔ اللہ تم کو بخشے
تم نے ان کو جانے کی اجازت کیوں دی نہ دیتے تاوقتیکہ آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

لئے سچے ظاہر ہو جاتے اور جھوٹوں کو بھی آپ معلوم کر لیتے۔
دیکھا آپ کے قول کی تکذیب ہو گئی۔ اگر صدق و کذب صفات باطنی تھے اور یہ ان پر شہادت یقینی ہو ہی نہیں سکتی تو پھر اللہ تعالیٰ نے کیسے فرمایا کہ آپ کو سچے جھوٹے ظاہر ہو جاتے معلوم ہوا کہ سچ اور جھوٹ ظاہری امور ہیں نہ باطنی اور یہ کہ کسی بیان کا واقعہ کے مطابق ہونا صدق ہے اور مطابق نہ ہونا کذب ہے۔ نیز یہ کہ منافقوں کا آئندہ جہاد میں نکلنا صدق اور نہ نکلنا کذب۔

اور سنئے سورہ یوسف میں حضرت یوسف اور عزیز مصر کی زوجہ کے بارہ میں ہے۔ جبکہ اس نے دروازہ بند کر کے ان سے درخواست کی اور حضرت یوسف نے انکار کیا اور باہر کو بھاگے تو اس نے پیچھے سے آن کا کرتہ پکڑ لیا۔ کرتہ پھٹ گیا۔ دروازہ پر تھے کہ عزیز مصر آگیا۔ اس پر اس کی زوجہ نے اپنی برأت چاہی اور حضرت یوسف نے اپنی۔ پھر شاہد نے گواہی دی کہ دیکھو اگر یوسف کا کرتہ

ان کان قمیصہ قد من قبل فصدقت وھو من الکاذبین
وان کان قمیصہ قد من دبر فکذبت وھو من الصادقین

پ ۱۲ ع ۱۲)

ترجمہ :۔ آگے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت سچی ہے۔ اور وہ جھوٹا ہے۔ اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف سچا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیکھئے صدق وکذب ظاہری امور میں بھی ہیں اور واقعہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر مدار ہے۔ ہاں آپ کا یہ قول کہ روایت کے متعلق بے حد اختلاف ہیں۔ ہزاروں ہیں جن کو ایک اگر سچا کہتا ہے تو دوسرا جھوٹا۔ میں کہتا ہوں آپ کا یہ قول بھی غلط اور باطل ہے کیا آپ نے توجیہ النظر ص ۱۱۶ میں نہیں دیکھا کہ استقراء سے ثابت ہوا ہے۔ کہ طبقہ واحدہ کے دو ناقد کبھی کسی ضعیف کی توثیق اور ثقہ کی تضعیف پر متفق نہیں ہوئے انتہی نہیں معلوم کہ آپ تجاہل عارفانہ کرکے دھوکہ دیتے ہیں یا سمجھ ہی الٹ گئی ہے۔

سنئے نقاد حدیث کے طبقات ہیں۔ متشدد و متوسط و متساہل پھر اس جرح و تعدیل کے بھی متعدد امور مختلف ہیں کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک راوی کو ایک ناقد نے باعتبار صدق و دیانت ثقہ بتایا ہے اور دوسرے کسی نے اس کو بوجہ عدم ضبط یا غفلت تحمل یا اداء میں یا بوجہ سیٔ الحفظ و اوہام وغیرہ کے ضعیف بتایا ہے اور اس میں کوئی جرح نہیں کہ ایک حیثیت سے وہ ثقہ ہے دوسری سے ضعیف اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ ایک اگر سچا بتاتا ہے تو دوسرا جھوٹا۔ اور پھر ہزاروں کا حوالہ دیا ہے۔ یہ بالکل غلط ہے ایسا ہرگز کبھی نہیں ہوا تناقض میں مثبت وحدۃ کی شرط ہے جو یہاں نہیں پائی جاتی پھر جرح اگر ناقد سے مفسر ہوگی تو معتبر ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے اس قول کو اگر تسلیم کیا جائے تو پھر تو تمام دینی دنیوی احکام کے فیصلے باطل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جائیں گے اس لئے کہ سچے جھوٹے کا جب کوئی امتیاز ہی نہیں تو قرآن کی تبلیغ کرنے والے کا کیا اعتبار کہ سچ کہہ رہا ہے یا جھوٹ۔ اگر گواہوں کی گواہی لغو ہوگی تو جتنے احکام شہادت طلب ہیں سب باطل بیع شرار نکاح طلاق، رویت ہلال، روزے ، حج الغرض دین دنیا کی کوئی بات بھی قابل وثوق نہ رہے گی حتیٰ کہ اگر آپ یا اور کوئی اسلام کا دعوےٰ کرے تو اس کا بھی کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ دیکھا آپ نے حدیث کو چھوڑا نتیجہ یہ ہوا کہ قرآن بھی چھوٹ گیا۔

آپ نے ص ۷۹ میں لکھا ہے کہ ظاہری زہد و عبادت کے متعلق محدثین کا تلخ تجربہ ہے۔ پھر یہ بھی لکھا ہے کہ بلا ارادہ بھی زبان سے جھوٹ نکلتا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو آپ نے خود ہی جواب دے دیا کہ بلا ارادہ فعل ہے جس میں مواخذہ نہیں۔ دوم یہ کہ اگر کسی کے جھوٹ بولنے سے حدیث میں کچھ نقص ہے تو قرآن مجید کی سورتیں اور آیتیں بھی لوگوں نے بنائی ہیں۔ چنانچہ پہلے اس کا ذکر ہو چکا ہے پھر اس کا کیا جواب ہوگا۔

تعجب ہے کہ جھوٹ کی وجہ سے آپ سچے کو چھوڑتے ہیں تو پھر یہ تمام غیر مسلم عیسائی، آریہ جو قرآن کی مخالفت کرتے ہیں۔ کتب شیعہ کے حوالے گذر چکے ہیں وہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں تحریف سے کمی بیشی ہے دو ثلث کے قریب اس میں سے کم ہو گیا ہے۔ پھر کیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے کہنے سے آپ قرآن مجید میں شک کریں غلط بتائیں گے۔ آپ کے دلائل اور طرزِ تحریر تو یہی بتاتی ہے کہ قرآن مجید بھی معاذاللہ طاکش بدہن ایسا ہی ہوا شرم! شرم!! شرم!!!

آپ نے اسی صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے کہ توثیق کی بنیاد محض مقبولیت اور شہرت پر رکھی گئی۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل غلط اور باطل ہے۔ ابھی آپ اسی صفحے میں اوپر لکھ چکے ہیں کہ محدثین نے باوجود ظاہری زہد و عبادت کے ایک گھجور پر بھی ایسوں کی شہادت قبول نہیں کی تو پھر وہ حدیث کیسے ان سے لیتے الا شہرت پر بنیاد کہاں رہی۔ یہ ان پر آپ کا بہتان ہے توثیق کی بنیاد ان کے صدق ضبط عدالت پہ ہے جو بارہا معاملات وعبادات کے تجربے مشاہدے سے ثابت ہو چنانچہ پہلے اس کی تحقیق ہو چکی ہے۔

آپ نے اسی صفحہ ۷۹ میں لکھا ہے کہ حماد بن ابی سلیمان نے عراقیوں کو کہا کہ تمہارے بچے اور بچوں کے بچے بھی علماء حجاز سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

میں کہتا ہوں اول تو روایت باطل ہے اس کے تین طریق ہیں دو میں احمد بن فضل بن العباس دینوری الخفاف مجروح متہم بالکذب اس کی روایت قابل نقل نہیں ہے دیکھو لسان المیزان تیسری طریق میں عبدالوارث بن سفیان ہے جو مجہول قابل وثوق نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم یہ کہ حجاز میں اس وقت صدہا ایسے علماء تھے جو دنیا اسلام میں مسلم تھے ان کے بارہ میں حماد ایسا کہہ نہیں سکتے تھے ساری دنیا دین علماء حجاز ہی کی شاگرد ہے۔ لہذا یہ قول اندرونی حیثیت سے بھی باطل ہے۔

سوم یہ کہ اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کریں تو اس میں کسی عالم پر جرح نہیں صرف اپنے علماء کی ان پر فضیلت بتائی گئی ہے۔ ممکن ہے کہ کسی خاص مسئلہ میں انہوں نے طاؤس بن مجاہد سے دوسری شہادت اندرونی اس کے کذب کی یہ ہے کہ مسروق سے روایت کرنے کا کذب جب ہوتا کہ وہ حدثنا کے لفظ سے روایت کرتے۔ اور اسے سنا نہ ہوتا ورنہ روایت عام ہے بالواسطہ یا بلاواسطہ سے دریافت کیا۔ تو جواب نہ ملا اس پر انہوں نے آکر ڈینگ ماری اور کچھ بھی نہیں۔ آپ تو جرح نقل کرنے بیٹھے تھے۔ وہ باطل ہو گئی۔

چہارم یہ کہ جامع بیان العلم میں اس روایت کے بعد خود بڑے زور سے اس کی تغلیط و تردید کی گئی ہے۔ آپ نے حق پوشی کیوں کی اس کو کیوں نہ ظاہر کیا۔

آپ نے صـ ۸۰ میں لکھا ہے کہ شعبی نے کہا ابراہیم نخعی رات کو ہم سے حدیث پوچھتا ہے اور صبح کو فتوے دیتا ہے جب ابراہیم نے یہ بات سنی تو کہا کہ شعبی کذاب ہے وہ مسروق سے زیادہ روایت کرتا ہے حالانکہ ایک لفظ بھی ان سے نہیں سنا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں یہ روایت بھی بالکل جھوٹی ہے اس کی سند میں ایک تو وہی احمد بن فضیل مذکور متہم بالکذب ہے دوسرا قاسم بن محمد بن ابی شیبہ مجروح متروک ہے اس روایت کے جھوٹا ہونے کی اندرونی شہادت یہ ہے کہ جب شعبی سے ابراہیم نے منکر روایت کی یا فتویٰ دیا تو کوئی شعبی کے برا ماننے کی بات نہیں یہ ان کے شاگرد کا کمال ہے اور نہ ہی ابراہیم کے برا ماننے کی بات ہے کہ آخر استاد سے پڑھ کر ہی تو پڑھاتے یا فتویٰ دیا کرتے ہیں۔ لہذا یہ قصہ بالکل جھوٹ ہے اس لئے کہ اس کے آگے کتاب میں لکھا ہے کہ ابومعاویہ کی کتاب میں روایت تھی اور لوگوں نے ان سے روایت کی درخواست کی تو انہوں نے اس کو بیان نہ کیا کیونکہ جھوٹ تھی۔ ایک اور روایت اس سے مختصر ہے جس میں کذب کا ذکر نہیں مگر وہ بھی صحیح نہیں غلط ہے۔ اس میں حسن بن علی خولانی مجہول قابل وثوق نہیں۔

آپ نے اسی صفحہ ۸ میں لکھا ہے کہ امام مغازی محمد بن اسحاق کے پاس امام مالک کا ذکر ہوا تو کہا کہ ان کی روایت میرے پیش کرو میں ان کا بیطار ہوں۔ جب امام مالک نے یہ بات سنی تو فرمایا کہ ابن اسحاق دجال ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو اس روایت کی شروع سے سند مذکور نہیں صرف اتنا لکھا ہے وبینهما من دحرہ عن عبد اللہ بن ادریس عن محمد بن اسحاق الخ سو تا وقتیکہ سند مذکور ہو کر صحت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو کر صحت نہ ہو قابل وثوق نہیں۔

دوم یہ کہ صرف اتنی بات پر کہ میں ان کی روایتوں کا بیٹا رہوں دجال کہنے امام مالک جیسے عقیل سے نہایت بعید ہے۔ لہذا یہ روایت صحیح نہیں۔ ہاں کتاب میں مصنف نے ایک وجہ بتائی ہے کہ محمد بن اسحاق نے امام مالک کا نسب غلط بتایا تھا ان کو مولی بنی تمیم قریش کہا اگر یہ وجہ ثابت ہو جائے تو پھر امام مالک ایک وجہ سے معذور ہیں کہ انہوں نے امام کا نسب غلط بتایا کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں بنی تیم قریش کے حلیف تھے نہ غلام سو ممکن ہے کہ کسی نے محمد بن اسحاق کو جب کسی نے غلط بتا دیا ہو انہوں نے ذکر کر دیا اور امام صاحب نے خلاف واقعہ سمجھ کر دجال یعنے کذاب کہدیا تو کوئی اعتراض نہیں اس لئے کہ کذاب عدم مطابقت واقع اس پر صادق ہے اور ابن اسحاق بھی معذور کہ بتانے والے کا قصور ہے۔

دوسری وجہ یہ بھی کتاب میں لکھی ہے کہ امام مالک نے ان کو دجال یا کذاب جو کہا تو یہ ہشام بن عروہ سے نقل کیا اور عروہ سے جو وجہ پوچھی گئی تو کہا کہ ابن اسحاق نے میری زوجہ فاطمہ بنت منذر سے روایت کی ہے حالانکہ وہ پردہ میں تھی۔ سو اگر یہی وجہ ہے تو یہ کذب کی صحیح دلیل نہیں اس لئے کہ فاطمہ بنت منذر ہشام کی زوجہ ان سے تیسرے سال بڑے تھے۔ تقریباً بیس پچیس سال کے بعد انکی صلاح ہوئی تو گویا تو ان کی روایت قبل وداع کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کسی ازواج مطہرات پس پردہ حدیث کی روایت کیا کرتی تھیں۔ ایسے ہی ہشام کی زوجہ کی ہوگی اور ہشام ہر وقت تو بیوی کے پاس رہتے ہی تھے کہ ان کو معلوم ہوتا خصوصاً اس زمانہ میں عورتیں نماز کو جاتی تھیں۔ لہذا یہ وجہ بھی دجال ہونے کی صحیح نہیں اور امام مالک اس میں بھی من وجہ معذور ہیں ہاں بے احتیاطی ضرور ہے۔ نیز کبھی آدمی کسی کو غصہ کی حالت میں جھوٹا وغیرہ کہہ دیتا ہے۔ مگر حقیقت میں وہ اس کی مراد نہیں ہوتی۔ معترض صاحب خود بھی بارہا اس میں مبتلا ہوئے ہونگے اور امام مالک نے اس قول سے رجوع بھی لکھا ہے۔ تہذیب التہذیب

خلاصہ یہ کہ اول تو امام مالک سے محمد بن اسحاق کی تکذیب ثابت نہیں اور اگر بالفرض ثابت بھی ہو تو چونکہ وہ تکذیب بلا تحقیق تھی بعد تحقیق اس سے رجوع کر لیا گیا۔

آپ نے صـ ۸۰ میں لکھا ہے کہ ایک بار امام مالک سے کسی نے علماء عراق کے متعلق دریافت فرمایا کہ ان کو بمنزلہ اہل کتاب کے سمجھو نہ ان کی تصدیق کرو نہ تکذیب۔

میں کہتا ہوں یہ روایت بھی صحیح نہیں باطل ہے اس کی سند میں بھی احمد بن فضیل مذکور الصدر متہم بالکذب ہے۔ لہذا یہ روایت بالکل جھوٹ ہے۔ کبھلا امام مالک کیسے حکم کلی اہل عراق پر لگا سکتے تھے۔ حالانکہ ایک جماعت صحابہ کی عراقی حاصل کر کوفی تھے مثلاً طارق بن شہاب بجلی اور قیس بن نعمان سکونی اور قیس ابو غنم اسدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور لیسیر بن عمرو کندی دیقال شیبانی اور یحیٰ بن خلاد بن رافع کندی اور خالد بن صلت وغیرہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہ بھی کوفہ ہی میں جا بسے تھے ۔ اور تابعین کا ایک جم غفیر جو مسلم آئمہ دین تھے کوفی تھے اور بعض امام مالک کے شاگرد بھی تھے ۔ نیز اس روایت کے باطل ہونے کی دلیل جو جامع بیان العلم ص ۱۵۸ ج ۲ میں ہے کہ امام مالک نے فرمایا علم کی شان تو اہل مدینہ میں ہے یا اہل کوفہ میں ۔ اور اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کیا جائے تو اس سے کوئی خاص قوم مثلاً خارجی وغیرہ مراد ہوں گے جو حدیث نبوی کے پہلے منکر تھے تو گویا امام صاحب کے اس قول سے معترض کے اسلاف مراد ہوں گے نہ کوئی اور

آپ نے اسی ص ۸۰ میں یہ بھی لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ امام اعمش کی بیمار پرسی کو گئے تھے اٹھتے وقت کہا تھا اگر میرا آنا آپ کے اوپر گراں نہ گزرتا تو میں اس سے زیادہ عیادت کے لئے حاضر ہوتا انہوں نے کہا کہ تمہارا گھر میں رہنا بھی میرے اوپر گراں ہے ۔ چہ جائیکہ یہاں آنا باہر نکل کر امام ابوحنیفہؒ نے کہا کہ اعمش کی نہ کبھی نماز ہوئی نہ روزہ

میں کہتا ہوں یہ روایت بھی صحیح نہیں غلط ہے اس میں ایک تو سلمہ بن قاسم ثقہ نہیں اور دوم محمد بن احمد بن فیروز مجہول قابل وثوق نہیں ۔ سوم اس میں احمد بن عبد اور احمد بن عیینہ بھی ہیں اور اس نام کے کئی ہیں ۔ نہیں معلوم یہ کون ہیں دیکھیے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں ثقہ یا غیر ثقہ لہذا یہ روایت بحکم لا تقف مالیس لک بہ علم ہرگز قابل وثوق وقابل التفات نہیں اور اگر بالفرض اسے تسلیم بھی کیا جائے تو اس میں امام اعمش یا امام ابوحنیفہ رہ کی جرح نہیں اس لئے کہ امام اعمش نے جو امام ابوحنیفہ کو کہا کہ آپ گھر پر ہوں جب بھی کبھاری ہیں تو اس سے ان کی عظمت شان اور کبھاری بھرکم ظاہر ہوتا ہے اس لئے کہ وہ بڑے فقیہ اور مناظر تھے لوگ ان کا سکہ مان چکے تھے مطلب یہ کہ آپ جہاں کہیں بھی ہوں وزن دار اور باعزوشان ہیں اور امام ابوحنیفہؒ نے جو امام اعمش میں کہا لم یصم قط ولم یغتسل من جنابۃ تو اس کا ترجمہ یہ ہے کہ انہوں نے نہ کبھی روزہ رکھا نہ غسل جنابت کیا۔ آپ نے ترجمہ میں بھی مغالطہ دیا ہے سو اس میں امام اعمش کی توثیق میں کلام نہیں ہاں ان کے دو مسئلوں میں کلام ہے اور بجا ہے ان دو مسئلوں کا ذکر آگے خود کتاب میں تھا آپ نے اس کو بیان نہیں کیا تاکہ آپ کا غلط مطلب ثابت ہو وہ دو مسئلے یہ تھے کہ امام اعمش غلط فہمی سے ایک تو منسوخ حدیث کی وجہ سے بلا انزال غسل جنابت کو واجب نہ جانتے۔ دوم حذیفہ اور ابی بن کعب کی ضعیف مرجوح منسوخ روایت کی وجہ سے صبح صادق میں سحری کا کھانا کھاتے ہوں گے۔ اعتراض بجا مگر لفظ قط صحیح نہیں۔ ہاں وہ اس کے قائل ہوں گے۔ کبھی عمل بھی کر لیتے ہوں گے۔

آپ نے صـ ۸۰ میں یہ بھی لکھا ہے کہ روایت کی توثیق صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان کے صدق کی بنا پر نہیں کی گئی۔ بلکہ استادی شاگردی اور باہم خیالات کے عواطف و میلانات بھی اس میں شریک ہیں۔ جہاں کسی امر میں اختلاف ہوتا ہے وہاں بڑے بڑے ثقہ پر بھی جرح ہوتی ہے۔

میں کہتا ہوں یہ بالکل غلط ہے اور باطل ہے۔ استادی شاگردی کیا محدثین کرام حق بیان کرنے میں سگے باپ اور بھائی کی بھی رعایت نہیں کرتے تھے بالکل حق بیان کرتے تھے۔ دیکھئے علی بن عبداللہ مدینی امام بخاری کے استاذ تھے میرا باپ عبداللہ بن جعفر مدینی حدیث میں قابل وثوق نہیں (میزان الاعتدال) ایسے ہی زید بن ابی انیسہ نے اپنے بھائی یحیٰ بن ابی انیسہ کے بارہ میں کہا لوگو میرے بھائی یحیٰ سے روایت نہ کرنا وہ قابل وثوق نہیں (مقدمہ صحیح مسلم) امام شعبی نے پہلے حارث اعور سے حدیث روایت کی پھر جب اس کا حال ظاہر ہوا تو اس کو چھوڑ دیا اور اس میں جرح کی (مقدمہ صحیح مسلم) ایسے خلیفہ بن موسےٰ نے پہلے غالب بن عبید سے روایت کی بعد کو اس کا حال معلوم ہوا تو روایت ترک کر دی ایسے ہی ابو موسیٰ نے پہلے عمرو بن عبید سے روایت کی پھر چھوڑ دیا۔ شعبہ نے پہلے حسن بن عمارہ سے روایت کی پھر بعد تحقیق اس کی روایت ترک کر کے اس میں جرح کی۔ ایسے ہی یزید بن ہارون نے زیادہ بن میمون سے روایت کی۔ پھر بعد تحقیق روایت ترک کر کے اس میں جرح کی ایسے ہی ابوداؤد طیالسی نے عباد بن منصور کے ساتھ کیا (مقدمہ صحیح مسلم)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الغرض اسی قسم کی صدہا مثالیں ہیں۔ شاگرد نے استاد پر
جرح کی کہاں تک لکھوں سچ پوچھئے تو جرح و قدح استاد شاگرد
میں ہی اکثر ہوتی ہے کہ اس صورت میں تجربہ کافی ہوتا ہے اور جہاں
کہیں محدثین کی آپس میں کسی پر جرح و قدح ہے تو وہ اسی صورت
میں ہے کہ جیسے باپ بیٹے کو حالت غصہ میں کہتا ہے جا تو میرا بیٹا
ہی نہیں پھر تھوڑی دیر بعد گلے لگا لیتا ہے۔ یا بھائی بھائی کو برا
بھلا کہتا ہے تھوڑی دیر بعد پھر مل جاتا ہے یا جارح کی جرح بادلیل
ہوگی گو وہ دلیل پھر ٹوٹ جائے کہ وہ غلط فہمی سے تھی مگر ہوگی دلیل
سے نہ دنیوی وجہ سے معترض حدیث کی عداوت میں قرآن کو بھی بھول
جاتا ہے یا تجاہل عارفانہ کرکے دھوکہ دیتا ہے۔

بتائیے جب محدثین وغیرہ علماء اسلام کی توثیق جھوٹی اور
بے اعتبار ہوئی تو پھر قرآن مجید کی آیات ذیل پر کیسے عمل ہوگا۔
واستشھدوا شھیدین من رجالکم فان لم یکونا رجلین
فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشھداء (پ ۳ ع ۷)
اور جزاء مثل میں فرمایا یحکم بہ ذوا عدل منکم الآیات
پ ۷ ع ۱۴۔ یا ایھا الذین آمنوا شھادۃ بینکم اذا
حضر احدکم الموت حین الوصیۃ اثنان ذوا عدل
منکم پ ۷ ع ۵۔ اور سورہ طلاق میں ہے واشھدوا ذوی
عدل منکم الآیۃ ۲۸ جب معدلین کی تعدیل ہی بیکار ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو پھر عادل کہاں سے آئیں۔ لہذا آپ کے نزدیک قرآن پر عمل ہی معاذ اللہ بے کار ٹھہرے گا۔ دیکھا حدیث کی عداوت کا نتیجہ کہ قرآن مجید ہی کھو بیٹھے۔ اس معترض نے محدثین پر یہ الزام قائم کیا ہے کہ وہ دنیا داری ہیں آپس کی رقابت یا استادی شاگردی کی طرفداری میں جھوٹ کو سچ اور سچ کو جھوٹ لکھدیتے تھے یعنے صادق کو کاذب اور کاذب کو صادق لکھدیتے یا کہدیتے تھے گویا باوجود شریعت کے عالم ہونے کے حق پوشی کرتے تھے اور جھوٹی حدیثوں کو رواج دے کر شریعت کو الٹ پلٹ کرتے رہتے تھے۔ اور پھر اس فعل کو ثواب اور باعث نجات بتاتے تھے (نہیں صاحب! وہ یک چشم نہ تھے)

تبائیے اس سے بڑھکر بے ایمانی اور کیا ہو سکتی ہے۔ گویا معترض نے بڑی دلیری سے تمام محدثین اور علمار کرام اور ان کے ہم خیال سب کو ایکدم بے ایمان بنا کر یوں کہئے سبیل المومنین کو چھوڑ کر ومن یشاقق الرسول من بعد ماتبین لہ الھدیٰ و یتبع غیر سبیل المومنین نولہ ماتولیٰ و نصلہ جہنم وساءت مصیرا الآیات پ ۵ ع ۱۳۔ کی راہ اختیار کی الی اللہ المشتکی اور یہ پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ جرح و تعدیل میں کسی کی توثیق و تضعیف میں محدثین کرام نے بحکم قرآن مجید تجربہ و تحقیق سے رواۃ کے حالات معاملات و عبادات ان کی نشست و برخاست ان کی عدالت و صدق کو پرکھا جو واقع کی مطابقت سے ہوتا ہے گویا مختصر سوانحعمری معلوم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنے کے علاوہ ثقات سے روایات میں اتفاق نیز متکلم یا شارع کی شان و عادت وغیرہ کی جانچ پڑتال کرنے کے بعد حکم لگاتے تھے یہ نہیں کہ جس سے تعلق ہے اس کو ثقہ بتا دیا جس سے بے تعلقی ہے مجروح بتا دیا۔ کلا وحاشا یہ تو بے ایمانوں کا کام ہے۔ اور محدثین کرام تو دین کے پیشوا متقی و پرہیزگار تھے۔

آپ نے صہ ۸۰ میں لکھا ہے کہ حارث ہمدانی مسلمہ طور پر ثقہ ہے جن کا کبھی جھوٹ ثابت بھی نہیں ہوا مگر چونکہ حضرت علیؓ کی کی محبت کا اظہار کرتے تھے اس وجہ سے شعبی نے ان کو کذاب کہہ دیا۔

میں کہتا ہوں یہ بھی آپ نے جھوٹ و غلط کہا ہے کہ حارث اعور مسلمہ ثقہ تھے۔ صرف یحییٰ ابن معین سے ایک روایت میں اس کی توثیق ہے اس میں بھی عثمان دارمی نے تردید کر دی ہے۔ اور دوسری روایت خود یحییٰ بن معین ہی سے جرح کی ثابت ہے اور نسائی سے قدرے قوت منقول ہے۔ ورنہ جمہور علماء نقاد نے اس کی تضعیف و تکذیب کی ہے۔ مثلاً شعبیؒ۔ مغیرہؒ۔ ابن مدینیؒ۔ جریریؒ۔ عبدالحمیدؒ۔ دارقطنیؒ۔ ابن عدیؒ۔ ابن حبانؒ۔ محمد بن سیرینؒ وغیرہ سب نے اس کو مجروح بتایا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ جن کا کبھی جھوٹ ثابت نہیں ہوا۔ یہ آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ میں پہلے لکھ چکا ہوں کہ صدق کذب واقع کے مطابقت اور عدم مطابقت سے ہوتا ہے جس نے حکم لگایا ہے وہ عارف ہے دوسرا جاہل۔ لہٰذا علم حجت ہوتا ہے نہ جہل۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سنئے حارث کا قول ہے کہ میں نے دو سال میں قرآن پڑھا اور تین سال میں وحی یا بالعکس دیکھو مقدمہ صحیح مسلم) ومیزان الاعتدال) تو گویا حارث کے نزدیک معاذ اللہ قرآن مجید وحی سے نہیں اس کے نزدیک وحی وہ خرافات روافض ہیں جن میں حضرت علی کے دوبارہ دنیا میں آنے کا بھی ذکر ہے اور یہ کہ وہ آسمان پر بادلوں میں ہیں اور جبرئیل علیہ السلام بھول گئے آئے تو تھے حضرت علی کے پاس چلے گئے محمد صلعم کے پاس اور آئمہ اہل بیت عالم الغیب ہیں وغیرہ وغیرہ۔

بتلایئے یہ آپ کے نزدیک کذب ہے یا صدق مجھے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی دال میں بھی کچھ کالا کالا ہے جبھی تو اس کو صادق بتلاتے ہیں۔ کیا آپ کا قرآن مجید پر یہی ایمان ہے۔ کہ وہ وحی کے ذریعہ یعنے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ رسول اللہ صلعم پر نازل نہیں ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

آپ نے صہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سے لوگوں نے امام ابو حنیفہ رح کے متعلق بعض اختلافات کی بنا پر کلام کیا۔

میں کہتا ہوں اختلاف مسائل کیوجہ سے کلام امر دیگر ہے پھر یہ بھی صحت نسبت پر موقوف ہے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کسی کی طرف ایک امر منسوب ہے مگر وہ نسبت غلط ہوتی ہے اور ثقہ اور عدم ثقہ کی بات دوسری ہے آپ نے کچھ کلام کی تفصیل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نہیں کی کہ کیا کلام ہے لہذا اس کو جرح سے کوئی تعلق نہیں لغو ہے۔

آپ نے صـ ۸۱ میں لکھا ہے کہ ابن ابی ذئب اور عبد العزیز بن سلمہ وغیرہ نے چند مخصوص مسائل کی وجہ سے امام مالک پر جرح کی۔

میں کہتا ہوں یہ بھی آپ کا مغالطہ اور دھوکہ ہے۔ اول تو آپ کی نقل بے سند اور بے ثبوت ہے ابن عبد البر نے بلا سند نقل کیا ہے لہذا تاوقتیکہ سند نہ ہو باطل ہے۔ دوم یہ کہ تہذیب التہذیب وغیرہ کتب رجال میں لکھا ہے کہ ستر علماء نے امام مالک کے زمانہ میں ان کی توثیق کی اور ان کو مسند افتا پر بٹھایا اور ان کی کتاب موطا کو اسلامی دنیا نے صحیح تسلیم کیا۔ پھر ان کے مقابلہ میں کسی ایرے غیرے کی کیا حقیقت ہے سوم یہ کہ امام مالک کے ثقہ ہونے پر کسی کو کلام نہیں۔ ہاں بعض علماء نے ان کے بعض مسائل پر کلام کیا ہے۔ مثلاً یہی ابن ابی ذئب کا اعتراض کتاب میں حدیث البیعان بالخیار ما لم یتفرقا کے معنی پر ہے۔ امام مالک سے بھی ایک روایت اہل کوفہ کی طرح تفرق بالاقوال کی ہے۔ اس پر ابن ابی ذئب کا اعتراض ہے۔ ایسے ہی اور بعض کا اعتراض ہے کہ امام صاحب نے سعد بن ابراہیم کی روایت ترک کر دی۔ اور داؤد بن حصین و ثور بن زید سے روایت کی وجہ یہ ہے کہ وہ تحقیق سے جس کو قابل سمجھے اس روایت کی جس میں کچھ کلام ہوا اس سے نہ کی یہ کوئی اعتراض نہیں اور نہ ہی ان پر کوئی جرح۔

چہارم یہ کہ خود کتاب اس کا جواب تھا اس کو آپ نے کیوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھپادیا دہ یہ کہ امام مالک میں کلام کرنا ایسا ہے جیسے کوئی پہاڑ کو ٹکر مارے تو اپنا ہی سر پھوڑے گا پہاڑ کا کیا بگڑے گا۔ مطلب یہ کہ امام مالک میں کلام کرنے والا جھوٹا ہے اور جھوٹے کا حمایتی بھی جھوٹا ہے۔

آپ نے صہ ۸۱ میں لکھا ہے کہ خود یحییٰ بن معین نے امام شافعی کو غیر ثقہ قرار دیا۔

میں کہتا ہوں یہ تو آپ نے بالکل ایسا لکھا ہے جیسے کسی نے قرآن مجید سے نماز سے ممانعت ثابت کرنے کے لئے لا تقربوا الصلوٰۃ سے استدلال کیا تھا۔ اور انتم سکاریٰ کو چھپا دیا تھا۔ ایسے ہی آپ نے کہا کہ کتاب میں اس سے آگے لکھا ہوا ہے کہ یہ ابن وضاح کی غلطی ہے۔ ابن معین نے امام محمد بن ادریس شافعی کو غیر ثقہ نہیں کہا تھا۔ بلکہ ایک اور شخص ابراہیم بن محمد نامی شافعی تھا جو امام نہیں تھا اس کو کہا تھا پھر غلط اور جھوٹی بات کو آپ نے جان بوجھ کر کیوں پیش کیا اور دھوکا دیا۔

آپ نے اسی صفحہ میں لکھا ہے کہ اسی طرح سے سیکڑوں آئمہ ہیں جو محض اختلاف کے باعث مجروح کئے گئے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ قول بھی آپ کا بالکل باطل ہے۔ ذرا ثابت تو کیجئے کہ آپ ملاحظہ کر چکے کہ جتنے دلائل و اقوال آپ نے اب تک نقل کئے بحمدہ تعالیٰ وہ سب غلط اور جھوٹ نکلے۔ اب آگے چونکہ آپ کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پاس کچھ نتھا نہیں خالی ڈینگ ماردی کہ اس طرح سینکڑوں ہیں۔
آپ نے صفحہ ۸۱ میں ابو العتاہیہ شاعر کا شعر نقل کر کے ترجمہ بھی غلط لکھا ہے کہ اور شاعر نے بھی جھوٹ کہا ہے۔ اکثر علما اچھے کو بُرا اور بُرے کو اچھا بتاتے ہیں۔ کیا آپ کو قرآن مجید کی آیت انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء پ ۲۲ ع ۱۵۔ کہ اللہ کے بندوں میں سے علماء ہی اللہ سے ڈرتے ہیں اور والشعراء یتبعھم الغاوٗن شاعروں کے تابع اور ان کی بات ماننے والے گمراہ ہوتے ہیں۔ میں آپ کو بتاؤں جن کا آپ ذکر کرتے ہیں وہ عالم شریعت اسلام نہیں ہوئے۔ درحقیقت جاہل ہوتے ہیں کہ جیسے آجکل بھی ہیں کہ کتاب و سنت سے بالکل کورے قرآن کا مطلب تو کیا صحیح قرأۃ بھی مشکل کر سکتے ہیں۔ مگر ہیں مولانا۔ پھر ان کے افعال سے کیا غرض اور اسلام یا حدیث میں کیا نقص ہے اور اگر کسی کی جرح و قدح و اعتراض سے حق امر میں کچھ نقص ہوتا ہے تو سنیئے۔ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی توحید اور ہستی میں کلام کیا گیا ہے اور قرآن مجید کو جھوٹ اور شعر بتایا گیا ہے آپ کو یاد نہ ہو تو میں بتاتا ہوں۔ پڑھیئے ماھی الا حیوتنا الدنیا نموت و نحی و ما یھلکنا الا الدھر پ ۲۵ ع ۱۸۔ اور یہود و نصاریٰ اور مشرکین کا خدا تعالیٰ کے لئے فرزند بنانا کیا اس کی شان میں کلام نہیں اور کفار نے قرآن میں تو توحید کا ذکر سنکر کہا۔ ان ھذا الا اختلاق پ ۲۳ ع ۹۔ یہ بالکل جھوٹ ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نیز کہا۔ ان ھذا الا سحر یوثر ان ھذا الا قول البشر
پ ۲۹ ع ۱۵۔ یہ قرآن جادو کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ کلام بشر
کے سوا کچھ بھی نہیں اور رسول اللہ صلعم کو ساحر کذاب پ ۲۳ ع ۹
نہیں کہا گیا۔ اور کیا صحابہ کبار ابوبکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی
وغیرہ کو روافض نے بے ایمان نہیں بتایا اور حضرت علی کو خارجیوں
نے کافر نہیں کہا سب کچھ ہوا پھر کیا ان بکواسوں سے کچھ حق میں شک
ہوگا۔ ہرگز نہیں۔ بس ایسے ہی علماء اسلام کی جرح کو قیاس کر لیجئے
ورنہ جو جواب آپ قرآن مجید اللہ و رسول یا صحابہ کی طرف سے
دیدیں گے اسی قسم سے محدثین کیطرف سے سمجھ لیجئے۔

آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ الغرض جرح و تعدیل کا فن سر تا
سر قیاسی ہے اور اس قیاس میں بھی جذبات و عواطف کے علاوہ
تسامح سے کام لیا گیا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو یہ فن سر تا سر قیاسی نہیں۔ اس
کا ثبوت قرآن مجید سے ہے غور سے پڑھیئے۔ والذین امنوا
باللہ ورسولہ اولئک ھم الصدیقون پ ۲۷ ع ۱۷۔
یہ اللہ تعالے نے ایمانداروں کی تعدیل فرمائی اور اذا جاءک
المنافقون قالوا نشھد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک
لرسولہ واللہ یشھد ان المنافقین لکاذبون پ ۲۸ ع ۱۳
یہ اللہ تعالے نے منافقوں پر جرح فرمائی اور سورہ توبہ ملاحظہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو۔ اور فرمایا یا ایھا الذین آمنوا ان جاء کم فاسق بنباء فتبینوا پ ۲۶ ع ۱۳۔ نیز فرمایا واذا قلتم فاعدلوا ولو کان ذا قربیٰ پ ۸ ع ۵ نیز فرمایا یا ایھا الذین آمنوا کونوا قوامین للہ شھداء بالقسط ولا یجرمنکم شنان قوم علیٰ ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ پ ۶ ع ۵ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وقولوا قولا سدیدا پ ۲۲ ع ۵ اور سورہ نور کے شروع میں فرمایا کہ جھوٹی تہمت لگانیوالوں کی شہادت قبول نہ کرو۔

دوم پیشتر ثابت کیا جاچکا ہے کہ محدثین کرام نے جرح و تعدیل میں ہرگز تسامح نہیں کیا۔ اور نہ ہی جذبات نفسانیہ اور نہ ہی عواطف کا خیال کیا۔ باپ اور سگے بھائی کی بھی رعایت نہ کی۔ اوراق الٹ کر ملاحظہ فرمایئے۔

اور آپ نے لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل بن مہدی اور بن مبارک تینوں کا بیان ہے کہ ہم حلال حرام کی روایتوں کی جانچ میں سختی کرتے ہیں اور فضائل وغیرہ کی روایتوں میں نرمی پھر آپ نے نقاد میں نرم و گرم بتا کر کہا اس لئے رواۃ کی توثیق یا تضعیف تخمین پر مبنی ہے اور صرف حدیثیں ظنی نہیں بلکہ ان کے جانچنے کا معیار بھی ظنی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ معلوم نہیں کہ تجاہل عارفانہ کرکے دھوکہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دیتے ہیں یا حدیث رسول کی مخالفت میں آپ کی سمجھ ہی الٹ گئی ہے یا بقول شخصے کے

خشتِ اول چوں نہد معمار کج
تا ثریا مے رود دیوار کج

شروع ہی سے آپ غلط سمجھتے رہے کہ حدیث اور اصطلاحات حدیث و محدثین کے کلام میں جہاں کچھ کہتے لکھتے ہیں بالکل غلط اور باطل ہے۔ حلال و حرام کی روایتوں میں سختی کا یہ مطلب ہے کہ ان میں اعلیٰ درجہ کی صحیح یقینی روایتوں کے سوا عمل سے منع کرتے ہیں اور ان فضائل کی تفصیل میں کہ جن کے اصول اعلیٰ صحیح سے ثابت ہیں ادنیٰ کم درجہ کی روایتوں سے بھی وعظ و نصیحت کرنے سے منع نہیں کرتے۔ مثلاً حلال حرام کی روایتوں میں علاوہ عدالت و صداقت کے روایت حدیث میں ضبط حدیث و اتقان روایت میں کمال لازم اور سوء حفظ و اوہام وغیرہ کی نفی ضروری ہے اور فضائل مذکورہ کی تفصیل میں عدالت صداقت تو ضروری ہے مگر حفظ و اتقان روایت میں بہ نسبت سابق کمی بھی ہو سکتی ہے۔ اور یہ بھی متفقہ مسئلہ نہیں صحیح یہی ہے ہر امر میں قول سدید لازم ہے اور جرح و تعدیل میں تشدد و عدم تشدد یہ ہے کہ بعض نقاد تاوقتیکہ راوی میں تمام امور عدالت مثلاً صداقت ضبط و اتقان وغیرہ باحسن وجوہ نہ پائے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جائیں اور سوء حفظی اور اوہام وغیرہ سے برأت نہ ثابت ہو اس کی روایت کی تصحیح نہ کرتے اور بعض صرف عدالت وصدق ودیانت وغیرہ کے لحاظ سے بھی اس کی روایت کو صحیح تسلیم کرتے۔ اگرچہ انہیں نذرسے حفظ میں کمی بھی ہوئی مگر ہوتا صادق متدین خصوصاً جبکہ اور طرق سے بھی اس کی صحت کی تائید ہوتی سو اس میں مضائقہ نہیں اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ روایت کی توثیق تمام تر تخمین پر مبنی ہے الخ بچند وجوہ غلط ہے۔

اول ابھی اوپر گذر چکا ہے کہ فن جرح وتعدیل قرآن شریف سے ثابت ہے اور قرآن مجید کے حکم مطابق جرح وتعدیل کی گئی تو پھر اس کو ظنی بتا کر تو کون گمراہ کرنا سراسر ایمان کے خلاف ہے۔

دوم یہ کیا لازم ہے کہ جو امر قیاس سے ہو وہ قطعاً غلط ہوتا ہے۔ آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کیا قرآن مجید میں فاعتبروا یا اولی الابصار پ ۲۸ ع ۳۔ نہیں آیا؟

سوم۔ یہ کہ آپ جو یہ گفتگو کر رہے ہیں کیا یہ قطعی اور یقینی ہے۔ یہ بھی تو ظنی قیاسی وتخمینی ہے۔ پھر آپ کا ظن تو صحیح ہوا اور دوسرے کا غلط تلک اذا قسمۃ ضیزیٰ پ ۲۷ ع ۴۔ یہ تقسیم تو بہت بری ہے۔

چہارم۔ اگر حدیث کو آپ نے ظنی بتا کر چھوڑ دیا ہے تو پھر آپ کے پاس قرآن مجید کا صحیح مطلب سمجھنے کا معیار کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہ جو مطلب آپ سمجھیں وہ صحیح ہو اور دوسروں کا غلط۔ یہ ترجیح بلا مرجح کیسی اور ہر فریق کا مطلب تو صحیح ہو ہی نہیں سکتا کہ اجتماع نقیضین باطل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کا یہ قول بلکہ اقوال مذکورہ سب کے سب باطل ہیں۔

آپ نے صہ ۸۲ میں نقل کیا ہے کہ حدیثوں کی صحت تمام تر وہ ہے جو محدثین کو اسناد پر نظر ڈالنے سے سمجھ میں آئی ہے۔ ورنہ یقین کی کوئی صورت نہیں کیونکہ عقل جائز رکھتی ہے کہ جس کو انہوں نے صحیح کیا ہے وہ نفس الامر میں موضوع ہو اور جس کو موضوع کہا ہے وہ صحیح ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کی غرض کیا ہے۔ کیا یہ غرض ہے کہ جس حدیث پر احتمال ہو وہ حدیث قابل عمل نہیں۔ اور یہی آپ کی غرض ہے تو اول تو اس پر یہ نقص وارد ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں جو سورہ آل عمران میں معاملات میں دو گواہوں پر مدار رکھا ہے اور زنا کے بارہ میں سورہ نور میں چار گواہوں پر۔ تو دو یا چار شخصوں کی شہادت کو صحیح کہنا اور جاننا بھی تو حسن ظن پر مبنی ہے اور اس کے صدق پر نظر ڈالنے سے سمجھ میں آتا ہے ورنہ عقل جائز رکھتی ہے کہ نفس الامر میں جس کو انہوں نے سچ بتایا ہے وہ جھوٹ ہو اور جن لوگوں کی شہادت بوجہ ظاہری امر کے جھوٹی سمجھی گئی ہے وہ سچ ہو تو اب آپ ہی بتلایئے کہ قرآن پر عمل کیسے ہو۔ بس جو جواب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ قرآن کی طرف سے دیں گے اسی قسم سے حدیث کا ہوگا۔

دوم یہ کلیہ بھی غلط ہے کہ ہر اسناد کا حکم مذکورہ بالا ہے ورنہ حدیثوں کی سندیں تو متواتر بھی ہیں جن میں یہ احتمال ہو ہی نہیں سکتا اس لئے کہ وہ مثل قرآن قطعی یقینی ہیں۔ ایسے ہی مشہور و احاد جو محتف بالقرائن ہوں تو ان میں بھی احتمال باطل ہے۔ مثلاً فرض کر لیجئے کہ آپ زمانہ نبوی میں ہوئے۔ اور صدیق اکبر اور حضرت عمر یا خلفاء اربعہ کہتے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے تو بتلائیے یہ آپ کا جھوٹا احتمال پیدا ہو سکتا تھا۔ کلا وحاشا ہرگز نہیں۔

حافظ صاحب اگر آپ کے والد ماجد اور دادا صاحب جن کی عدالت و صدق بارہا کے تجربہ و مشاہدہ سے ثابت ہو چکی ہے کہیں کہ آج ہم فلاں امر دیکھ کر آئے ہیں تو کیا اس میں آپ یہ احتمال پیدا کریں گے کہ ظاہر میں تو سچ ہے مگر نفس الامر میں جھوٹ بھی ہے۔ ان قرائن قویہ کے ہوتے ہوئے کوئی سلیم الطبع اس جھوٹے احتمال کا قائل نہ ہوگا۔

سوم یہ قاعدہ ہی غلط ہے۔ اس لئے کہ صدق و کذب کا مدار تو حکایت اور محکی عنہ کی مطابقت و عدم مطابقت پر ہے جس کی پیشتر بھی تحقیق ہو چکی ہے۔ پھر جب مخبر کی خبر و شاہد کی شہادت کا مدار قرآن مجید میں صادق کے بیان پر رکھا گیا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ہم کو بحکم قرآن اس پر ایمان لانا اور یقین کرنا فرض اور اس میں شک کرنا سرتاسر بے ایمانی ہے۔ اس لئے کہ یہ قرآن مجید کے حکم میں شک ہے اور یہ شک بے شک بے ایمانی ہے۔ ؎

درِ فیضِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے قعرِ گمراہی میں جائے جس کا جی چاہے

چہارم۔ اگر اس باطل احتمال کو عام رکھا جائے تو یہ بے ایمانی کا احتمال لوگوں کو معاذ اللہ رسول اللہ صلعم اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی طرف متوجہ کر کے ان کو بے ایمان بنا دیگا۔ ابھی سلسلہ ختم نہیں مگر اب میں اس کو بند کرتا ہوں کیا لکھوں۔ ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے رازِ سربستہ نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

آپ نے ص ۸۲ میں لکھا ہے کہ اس لئے کسی حدیث کی نسبت یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ قول رسول صلعم ہے۔ بلکہ صرف یہ کہ وہ ایک قول ہے جو رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب ہے۔ خواہ اس کی نسبت صحیح ہو یا غلط۔ امام مالک یہ آیت پڑھا کرتے تھے۔ ان نظن الا ظنا وما نحن بمستیقنین ہم تو صرف گمان کرتے ہیں۔ ہم کو یقین حاصل نہیں ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اول تو آپ کی یہ تفریع بنا ر فاسد علی الفاسد ہے۔ آپ کے استدلال کو باطل کیا جا چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم۔ آپ نے روایت حدیث کے بعد امام مالک کا ذکر کر کے جو آیت نقل کی ہے اس میں تحریف اور خیانت کر کے دھوکا دیا ہے۔ کیا آپ نے یہ سمجھ لیا کہ اصل کتاب کو کوئی دیکھیگا نہیں؟ آپ نے یہ دھوکا دیا ہے کہ امام مالک کو حدیث رسول اللہ صلعم کا یقین نہ تھا۔ صرف گمان تھا نعوذ باللہ اور یہ بالکل باطل اور جھوٹ ہے۔ امام مالک نے حدیث رسول اللہ صلعم کے بارہ میں ہرگز یہ نہیں کہا وہ اپنے اجتہادی مسائل میں کہ جن میں کتاب و سنت کی تصریح نہ ہوتی اور وہ قیاس و اجتہاد سے قرآن و حدیث سے استنباط کرتے۔ تو آیت پڑھتے کہ یہ میرا قیاس ہے یقین نہیں۔ پھر کہاں قیاس اور کہاں حدیث رسول اللہ صلعم زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اس کو آپ کے باطل مسلک سے کیا تعلق۔

آپ نے صد ۸۲ میں یہ بھی لکھا ہے کہ پھر ایک بڑا سوال یہ ہے کہ رجال اسناد کے ثقہ ثابت کرنے سے کب لازم آتا ہے کہ متن حدیث بھی صحیح ہو اس لئے کہ وضاعین اپنی موضوعہ روایات کے ساتھ معتبر سند لگا دیتے تھے۔ تاکہ کوئی ان کو غلط نہ کر سکے۔ ان کے پاس ستترہ یحیی بن معین ہوئے تھے اور ستترہ احمد بن حنبل۔ لہذا پہلا اصول تو یہ ہونا چاہیئے تھا کہ جو روایت جس سند کے ساتھ مروی ہے اس کی صورت کا ثبوت بہم پہنچایا جائے۔ اور دوسرا یہ کہ جس کے متعلق یہ معلوم ہو جائے کہ وہ ایک قول دوسرے کی طرف منسوب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرنا ہے اس کی کوئی روایت نہ تسلیم کی جائے۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے خلاف اس تدلیس کے عیب میں بڑے بڑے آئمہ مبتلا ہیں مثلاً امام حسن بصری مکحول شامی سفیان ثوری سفیان بن عینیہ ابراہیم نخعی مالک بن انس اور دارقطنی وغیرہ اس لئے روایات کی تنقید کا یہ طریقہ بھی بے کار ثابت ہوا۔

میں کہتا ہوں آپ کی اس تحریر کی تردید کا اکثر حصہ تو مکرر سہ کرر ہو چکا ہے۔ جو ابھی قریب ہی گذر چکا ہے۔ کچھ تھوڑا اسا سن لیجئے۔ آپ کا یہ قول کہ ثقہ ثابت کرنے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ متن حدیث بھی صحیح ہو۔ بندۂ خدا اگر مخبر صادق ہونے سے اس کی خبر کا صدق لازم نہیں تو بتائیے پھر خود رسول اللہ صلعم اگر آپ سے فرماتے تو آپ کے پاس حضور کے صدق کا کیا معیار ہوتا کیا آپ اس وقت یہ کہدیتے کہ آپ تو سچے اگر آپ کی بات کو میں یقیناً سچا نہیں کہہ سکتا۔ شرم شرم شرم۔ بندۂ خدا اس دن سے ڈر جس کے متعلق فرمایا گیا ہے۔

ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یالیتنی اتخذت مع الرسول سبیلا پ ۱۹ ع ۱۔

ترجمہ:۔ اور جس دن رسول کی بابت نہ ماننے والا ظالم رسول کا نافرمان اپنے ہاتھوں کو کاٹتا ہوا۔ کہیگا کاش میں رسول کی بات مان کر آپ کے ساتھ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ کی راہ چلتا۔
الغرض آپ کا قول بالکل باطل ہے جس کی تردید بارہا ہو چکی ہے رہا سنترہ یحیٰ اور احمد بن حنبل کی حکایت تو یہ خود لکھ چکے کہ جھوٹ ہے پھر جھوٹ کو دلیل میں پیش کرنا بھی جھوٹ ہے۔ پھر جہلا میں جھوٹ بولکر بات بتانے سے لازم نہیں آتا کہ علمار محدثین نے ایسے جھوٹوں کی روایت تسلیم بھی کی ہو۔ ہم لکھ چکے ہیں کہ نقاد حدیث نے ایسوں کے جھوٹ کو الگ کردیا ہے جیسے مکھی کو دودھ سے الگ کیا جاتا ہے۔ پھر اس کا ذکر ہی کیا۔ نیز یہ تو صرف اخبار احاد میں آپ کا کلام ہے اور اخبار متواتر جو مثل قرآن کے قطعی ہیں یا اخبار مشہور کہ وہ بھی قریب متواتر یقینی ہیں۔ ان میں تو یہ کلام ہو ہی نہیں سکتا۔ پھر آپ کا اعتراض تو عام حدیثوں پر ہے اور دلیل میں بعض کو پیش کر کے دھوکہ دیتے ہیں۔ کیا آپ کو خدا کا خوف نہیں۔

اور ہاں آپ نے دو اصول بتلائے ہیں۔ پہلا یہ کہ جو روایت سند کے ساتھ مروی ہے اس کی صحت کا ثبوت بہم پہونچایا جائے۔

تو لیجئے بحمدہ تعالےٰ ثبوت بہم پہنچایا گیا ہے۔ کہ متواتر ومشاہد روایات کے علاوہ اخبار احاد میں بھی بعد تحقیق صدق ودیانت وغیرہ امور ضروریہ روایت کے بسبب قرائن تو یہ ثبوت

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

صحت ہے بس قصہ ختم۔

دوسرا آپ کا اصول یہ ہے کہ مدلس کی کوئی روایت قبول کیجائے۔ سو بحمدہ تعالےٰ محدثین نے ایسا ہی کیا ہے کہ مدلس کی تدلیس والی روایت میں تاوقتیکہ سماع کی تصریح نہ ہو قابل عمل نہیں۔ پھر یہ بھی ہے کہ بعض کی تدلیس کبھی غیر ثقہ سے نہیں ہوئی تھی صرف ثقات ہی سے ہوئی تھی۔ جیسے یہی آپ کے پیش کردہ حضرات میں سے سفیان بن عیینہ ہیں۔ دیکھو تدریب الراوی ص۹ اور یہ غلط ہے کہ اس کی ہر ایک روایت خواہ اس میں تدلیس ہو یا نہ ہو رد کردیجائے اس لئے کہ وہ جھوٹا نہیں جو مطلق اس کی روایت مردود ہو۔ صرف وہاں شبہ غلطی کا ہوتا ہے جب وہ شبہ نکل گیا پھر روایت صحیح ہے اور کسی امر کے عدم اظہار سے کسی شخص کا کذب لازم نہیں آتا جیسا کہ بعض مقام میں یہی عیب ہوتا ہے مگر کذب نہیں ہوتا۔ اور یہ طریقہ مذکورہ بے کار نہیں ثابت ہوا۔ بلکہ کارآمد ثابت ہوا جس سے دین کی اشاعت ہوئی ہے فللہ الحمد

آپ نے ص۸۲ میں یہ بھی لکھا ہے کہ تقویٰ اور عقل کے خلاف ہے کہ قرآن جیسی کتاب کے ہوتے ہوئے مرے مردوں کو اکھیڑ کر صدق و کذب کا پتہ لگا کر دین کی تلاش کرنا وہ بھی محض لوگوں کے بیان پر اسی لئے سب سے پہلے جب یحییٰ بن معین نے جرح قدح کی تو علماء امت پر بہت شاق گذرا۔ حتیٰ کہ بکر بن حماد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاعر نے شعروں میں اعتراض کیا یحییٰ کی جرح اگر سچی ہے تو غیبت ہے اور اگر جھوٹی ہے تو سزا ملے گی۔ یہ آپ کی تحریر کا خلاصہ ہے۔

میں کہتا ہوں یہ تو آپ نے کوئی نئی بات نہیں کہی شروع سے یہی رٹ ہے اور اس کی کافی تردید و جواب بھی ہو چکا ہے پھر سنئیے قرآن بے شک کامل ہے مگر اس کے صحیح مطلب سمجھنے میں لوگ بحکم انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم پ ۱۴ ع ۱۲۔ رسول اللہ صلعم کے اسوہ حسنہ آپ کی شرح و تفسیر کے محتاج ہیں اور آپ کے اسوہ حسنہ و شرح و تفسیر قرآن کا حصول اس زمانہ یا زمانہ مابعد وفات حضور صلعم میں سوائے حدیث و کتب حدیث کے ممکن ہی نہیں۔ اگر آپ کے اسوہ حسنہ اور تفسیر و حدیث کو چھوڑ دیا جائے گا تو قرآن فی نفسہٖ گو کامل ہے کسی کا محتاج نہیں مگر امت سب کی سب اس کے صحیح فہم میں آپ کی حدیث کی محتاج ہے اور حدیث کا ثبوت روایت حدیث کے ذریعہ ہے پس۔ بحکم ان جاءکم فاسق بنباء فتبینوا تنقید لازم ہے اور بیشتر گذر چکا ہے کہ فن جرح و تعدیل قرآن سے ثابت ہے۔ اور رسول اللہ صلعم سے بھی ثابت ہے۔ پھر کوئی مرا ہو یا جیتا قرآن پر عمل لازم ہے۔ اور قرآن مجید کے مقابلہ میں موذی شاعر کا قول جھوٹا اور مردود ہے۔

آپ اسی کمبخت مرے ہوئے موذی کو اکھیڑ لاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آپ قرآن جیسی کامل کتاب کو چھوڑ کر جس میں لکھا ہے۔ والشعرآءُ یتبعھم الغاوٗن پ ۱۹ ع ۱۵۔ کہ شاعروں کے تابع گمراہ لوگ ہوتے ہیں۔ ایسے کمبختوں کے اکھیڑنے کی تلاش میں کیوں رہتے ہیں آپ کو تو ہر امر میں قرآن مجید سے استدلال کرنا چاہیئے۔ نہ کہ ایرے غیرے نتھو خیرے کے کلام سے جو کمبخت کہ کتاب و سنت کے بھی خلاف بکواس کرے۔

افسوس آپ نے حاشیہ میں ایک محدث کا خواب نقل کیا ہے کہ اللہ تعالٰے نے یحیٰی بن معین کو بسبب تنقید رجال و خدمت حدیث نبوی بخش دیا اور حورین ذین اس سے کبھی آپ کو عبرت نہ ہوئی۔ سچ ہے واللہ یھدی من یشاء

صہ ۸۳ میں آپ نے لکھا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ روات کی تاریخ میں علمار ربانی کی تاریخ کے سوا دماغی تفریح ہے جو روایت پرستی کے سبب ملی ہے۔

میں کہتا ہوں کچھ حصہ تو آپ نے مان لیا جس کا تعلق علماء ربانی سے ہے۔ دوسروں کے تذکروں میں بھی بڑا فائدہ ہے دیکھئے آپ نے انہیں بروں کے تذکروں سے استدلال کیا اور ہمیں نے انہیں سے آپ کی تردید کر کے جواب لکھدیا بتائیے فائدہ ہے یا نہیں۔ باقی رہی آپ کی روایت پرستی تو اس کا جواب یہ ہے کہ روایت پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہے کہ خدا کے حکم سے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلعم کو ماننا اور ان کی اطاعت کی تلاش میں روایت کی تحقیق کی۔ پھر یہ روایت پرستی نہ ہوئی خدا پرستی ہوئی۔ وہ آپ کی سمجھ کا پھیر تھا۔

اصول حدیث

آپ صد ۸۳ و صد ۸۴ میں لکھا ہے کہ حدیث کا مدار دو اصول پر ہے پہلا یہ کہ روایت بالمعنے ہے اس لئے کہ روایت بلفظ کیسے ہو سکتی تھی جبکہ صحابہ نہ لکھتے تھے نہ یاد کرتے تھے نہ سناتے تھے۔ پھر رسول بعد ذکر کرنے لہذا وہ بالمعنے روایت ہوئی اور اس کی منزلت میں فرق آگیا۔ لہذا صحیح طور پر نہیں کہا جا سکتا کہ روایت کے الفاظ آپ کے بیان کے مطابق ہیں۔ پھر ایسی صورت میں الفاظ حدیث سے کسی مقصد پر استدلال نہایت بے بنیاد ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں کہ اصلی لفظ کیا تھا۔ میں کہتا ہوں اس کی تحقیق شروع کتاب میں بسط سے ہو چکی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بذات خود صدہا حدیثیں لکھوائیں جن کا ایک کامل دفتر ہے۔ اور صحابہ نے بھی ہزارہا حدیثیں آپ کے حکم سے بھی لکھیں اور آپ کی اجازت سے لکھیں۔ اور ایسے ہی تابعین و تبع تابعین نے کثرت سے لکھیں۔ اس کے آگے اور بھی کثرت ہوئی۔ لہذا یہ قول آپ کا تو باطل ہو گیا کہ صحابہ نہ لکھتے تھے۔ اور یہ بھی آپ کا قول غلط ہے کہ صحابہ حدیثوں کو یاد نہ کرتے تھے وہ تو حضور صلعم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صلعم کے ہر قول و فعل اور مراد کو ذہن نشین کر لیتے تھے۔ وہ عاشق رسول تھے وہ آپ کے جانثار تھے۔ بھلا وہ آپ کی باتوں کو بھولتے تھے۔ ہرگز نہیں۔ اور یوں تو قرآن مجید میں بھی سہو و نسیان لوگوں کو ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اکثر تلاوت بھی کرتے ہیں ایسے ہی اگر کسی کو حدیث یا حدیثوں میں بھول چوک ہو گئی۔ تو اس سے یہ لازم نہیں کہ سبھی بھولتے تھے جیسے قرآن کے حافظ ویسے ہی حدیث کے حافظ اور نماز میں کبھی سہو ہو جاتا ہے تو کیا اس سے قرآن یا نماز میں کچھ فرق آ سکتا ہے ہرگز نہیں بس یہی حال حضور کی حدیثوں کا تھا اور یہ بھی لسبط سے گذر چکا ہے کہ نقل بالمعنے خود قرآن مجید میں بھی ہے۔ اور اکثر امور دین و دنیا کے نقل بالمعنے پر ہیں۔ اور جمہور امت مسلمہ کا اسی پر عمل ہے۔ اور عالم باللغتہ و غرض متکلم سے نقل بالمعنے میں اصل مقصد متکلم میں کوئی فرق نہیں آتا۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں پایا گیا ہے رہا بعض کا روایت بالمعنے سے انکار تو وہ کتاب و سنت سے باطل ہے۔ پھر جو امر قرآن سے ثابت ہوا اس کو تقوی کے خلاف کہنا بھی باطل ہے اور عمران بن حصین کی روایت اول توجیہ میں بلا سند ہے قابل وثوق نہیں۔ تا وقتیکہ صحت نہ ہو دوم یہ کیا ضرور ہے کہ عمران کو اپنے حافظہ میں شبہ تھا تو دوسرے کو بھی شبہ ہوتا۔ سوم یہ بھی باطل ہے کہ ایک شخص کے قول کا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار کرے اور جماعت کثیرہ کا اعتبار نہ کرے۔

چہارم یہ قول عمران کا قرآن مجید کے بھی خلاف ہے کہ اس بنا پر تو شاہد کی شہادت کا بھی اعتبار نہ رہیگا۔ حالانکہ قرآن مجید اس کو معتبر بتاتا ہے جیسے ہے اذا جاء نهر الله بطل نهر معقل جب یہ باطل ہو گیا تو آپ کی تفریع بھی باطل اور آپ نے جو سفیان ثوری اور قاضی بدر الدین وغیرہ ہم مردوں کو اکھیڑا ہے۔ تو سفیان نے تو صرف اپنا حال بتایا کہ میں نقل بالمعنے کرتا ہوں سو اس میں مضائقہ نہیں۔ ہم پہلے ہی قرآن مجید سے اس کو ثابت کر چکے اور قاضی بدر الدین کے کلام سے روایت حدیث بلفظ کا انکار مطلق بھی باطل ہے۔ اس لئے کہ شروع کتاب میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بذات خود صدہا حدیثیں لکھوا کر ضبط کرائیں۔ جو ایک خاصہ دفتر ہو گیا وہ دہلی میں طبع بھی ہو چکا ہے اور ہزارہا حدیثیں صحابہ نے بحکم رسول صلعم و اجازت رسول اللہ صلعم لکھیں اور منضبط رہیں اور اب تک ہیں مستقل بھی ہیں اور کتب حدیث درسیہ وغیر درسیہ میں محفوظ ہیں۔ ان میں سے بعض متواتر بھی ہیں اور بلفظ الرسول بعینہ مروی و مکتوب و محفوظ ہیں آپ کو یا اور کسی کو جس سے آپ نقل کرتے ہیں جواب نہ آیا یا ان کو معلوم نہ ہوا۔ تو اس سے نفس الامر میں نفی عدم نہیں۔ من جہل شیئاً عاداہ۔ اور یہ امر اتفاقی نہیں اکثری اور قصدی تھا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور یہ خیال بھی غلط ہے کہ سب حدیثیں نقل بالمعنے ہیں۔ اور یہ کہ ان میں عجمیوں کے الفاظ چونکہ شامل ہیں۔ لہذا ان سے استدلال کیسے ہو اس لئے کہ جب صدہا بلکہ ہزارہا حدیثیں بلفظ الرسول صلعم ضبط ہو چکیں۔ حضور صلعم نے بذات خود ضبط کرائیں صحابہ نے کیں پھر تابعین نے تو کامل طور پر کتب حدیث میں مدون کر لیں۔ آگے چلکر اور بھی زیادہ تنقید و تحقیق و تبویب ہوئی تبع تابعین میں سلسلہ روایت عموماً کتب حدیث سے ہونے لگا۔ پھر اگر کہیں کسی روایت میں شبہ بھی ہو تو اس سے تمام دفاتر کیسے بے اعتبار کئے جا سکتے ہیں یہ بالکل غلط اور باطل قول ہے ہاں میں مانتا ہوں کہ نقل بالمعنے بھی ہے۔ مگر نقل باللفظ بھی ہے۔ گو نسبت میں فرق ہو۔ خلاصہ یہ کہ حدیث متواتر کیا تواتر لفظی اور کیا معنوی دونوں قسم کثرت سے موجود ہیں۔ شیخ ابن صلاح کے انکار کی محدثین نے تردید کر دی ہے۔ اور نقل بالمعنے میں بھی لفظ حدیث سے استدلال صحیح ہے۔ اس لئے کہ اوپر گذر چکا ہے کہ یہ روایت بالمعنے صحابہ سے ہوا جو لغت عربی کے ماہر اور قرائن و عادات نبویہ و شان متکلم کے عارف تھے اور اگر کہیں تابعین سے ہوئی ہے تو وہ بھی ان کے شاگرد اور عالم تھے۔ نیز یہ کہ ان کی لغت زبان نزول وحی کی تھی جو نحاۃ وغیرہ نے استدلال کیا ہے اس میں یہ امتیاز نہیں کہ کس زمانہ کی لغت یا شعر ہے پھر ان میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی فصیح غیر فصیح ہر طرح کی لغات ہیں اور صحابہ تابعین عالم زمان نزول وحی کے تھے اور قواعد صرفیہ نحویہ کے لحاظ سے تو قرآن مجید میں بھی شاذ کا وجود ہے۔

تعجب ہے کہ ہزارہا محدثین جو کتاب وسنت اور قواعد عربیہ کے ماہر تھے ان کی روایت تو سند نہ ہو اور جو ایسے غیرے نتھو خیرے ہوں ان کے کلام سے سند ہو اقتراح اور توجیہ دونوں میری نظر میں ہیں۔ مگر حق حق ہے باطل باطل۔

ص ۵۵ میں دوسرا اصول جزو واحد کی مقبولیت کا ہے آپ کی تحریر کا خلاصہ یہ ہے کہ جب دنیوی امور میں دو گواہ ضروری ہیں تو پھر دین میں کیوں نہ ہوں گے اور اخبار متواترہ اول تو لفظاً ہیں نہیں بالمعنے ہیں وہ بھی نادر کالمعدوم باقی سب اخبار احاد جو مفید یقین نہیں۔

میں کہتا ہوں اس کی تحقیق بھی ہو چکی ہے۔ آپ مکرر سہ کرر ایک ایک بات کو دہراتے ہیں۔ پھر سنئے متواتر حدیثیں باللفظ اور بالمعنی دونوں قسم سے ہیں اور بہت ہیں۔ دیکھو شرح نخبۃ الفکر وحجۃ اللہ البالغہ اور امام سیوطی نے تو متواتر حدیثوں کی ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے الازھار المتناثرۃ فی الاخبار المتواترۃ پھر اس کی تلخیص بھی کی ہے اس کا نام قطف الازھار ہے ازہار المتناثرۃ میں باب باب کر کے سب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

حدیثوں کو ان کی تمام سندوں سے لکھا ہے۔ مثلاً حدیث حوض کو پچاس سے زائد صحابیوں نے روایہ کیا ہے اور حدیث المسح علی الخفین کو ستر صحابیوں سے اور حدیث رفع یدین فی الصلوٰۃ پچاس صحابیوں سے اور نضر اللہ امرأ سمع مقالتی کو تیس صحابیوں سے اور حدیث نزل القرآن علی سبعۃ احرف کو ستائیس صحابیوں سے اور حدیث من بنی للہ مسجداً بنی اللہ لہ بیتاً فی الجنۃ کو بیس صحابیوں سے ایسے ہی اور بھی بہت سی حدیثوں کو روایت کیا ہے اور یہ سب تواتر لفظی سے مروی ہیں۔ دیکھو تدریب الراوی شرح تقریب النواوی اور توجیہ النظر الی اصول الاثر میں کہا ہے کہ تواتر لفظی ہو یا معنوی سنت میں ایسی کثرت سے ہے کہ جس کا شمار مشکل ہے۔ مگر آئمہ حدیث نے اس کی طرف توجیہ نہیں کی کہ ان کے مباحث میں سے یہ نہ تھی۔ آپ نے صہ ۸ میں توجیہ سے حوالے سے دھوکہ دیا ہے کہ تواتر باللفظ نہیں۔ یہ تو ایک قول ہے ورنہ توجیہ النظر صہ ۹ لہ تواتر لفظی ثابت کیا ہے۔ آپ نے حق پوشی دہوکہ دہی کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔ ع

یہ ظلم آرائیاں کب تک یہ شر انگیزیاں کب تک

پھر جب متواتر حدیثیں جو مثل قرآن قطعی ہیں کہ ان کا شمار مشکل ہے تو مشہور تو اس سے بھی زائد اور پھر عزیز حدیثیں کہ جن کے راوی ہر طبقہ میں دو سے کم نہیں یہ اس سے زائد ہونگی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر بعض حدیثوں کے متن کی دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ اس سے بھی زائد دس دس بیس بیس حتیٰ کہ پچاس پچاس ساٹھ ساٹھ سندیں بھی ہوتی ہیں۔ دیکھو تدریب الراوی صہ ۱۷۹ رہی وہ حدیثیں جن کے راوی فقط ایک ایک ہیں۔ سو اول تو بیشتر ثابت ہو چکا ہے کہ بحکم قرآن مجید ان جاءکم فاسق بنبإ فتبینوا پ ۲۶ ع ۱۳۔ باعتبار مفہوم واحد ثقہ کی بات کا بھی اعتبار ہے ورنہ تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر پ ۴ ع ۲۔ وغیرہ آیات ایک شخص کی تبلیغ قرآن وعظ و نصیحت کا بھی اعتبار نہیں ہونا چاہیے حالانکہ یہ امر باطل ہے۔ پس واحد ثقہ کی جز و روایت و تبلیغ معتبر ہے۔ نیز اگرچہ کسی ایک سند میں راوی اکیلا ہے۔ مگر اکثر ایسا ہوتا ہے کہ وہی حدیث اور سند سے بھی مروی ہے۔ یا دوسری حدیث اس کی شاہد و مؤید ہے یا قرآن یا اصول صحیحہ اس کے مؤید ہیں اور ایسی بہت ہی کم روایتیں ہونگی جو ان سب وجوہ سے خالی ہوں۔ مگر اگر ایسی ہوں تو صرف ایسی روایتوں میں گفتگو ہی ہے۔ اس کے علاوہ وہ تمام قسم کی حدیثیں تو بلا دغدغہ قابل عمل و حجت ہوں گی۔ معترض تو کوے کا پہاڑ بنا رہا ہے جو بالکل باطل ہے اور حضرت صدیق اکبر اور عمر کے طلب شاہد کا جواب یہ ہے کہ وہ ثبوت احتیاط کی دلیل ہے وجوب کی نہیں اور اس لئے کہ خود انہوں نے حدیث الائمۃ من قریش اور جہاں نبی کا انتقال

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہوتا ہے وہیں مدفون ہوتا ہے خبر واحد پر عمل کیا۔ اور سب صحابہ نے تسلیم کیا۔

دوم حضرت صدیق اکبر نے بعد وفات نبوی قتال مرتدین کا قصد کیا تو حضرت عمر نے اعتراض کیا کلمہ گو سے آپ کیسے قتال کریں گے۔ اس پر شاہد طلب نہیں اعتراض کا جواب دیا (بخاری مسلم) اور حضرت عمرؓ نے صرف عبدالرحمٰن بن عوف کی حدیث سنکر مجوس ہجر سے جزیہ لیا اور شاہد نہ طلب کیا (بخاری) اور عبداللہ بن عمرؓ سے جو آپ نے روایت بالمعنی نقل کی یہ اول تو بے سند ہے قابل التفات نہیں اور اگر تسلیم بھی کیا جائے تو عبداللہ بن عمر سے صدہا حدیثیں مروی ہیں وہ سب نقل باللفظ ثابت ہوں گی جو ہمیں مفید اور آپ کو مضر۔

آپ نے ص ۸۶ میں لکھا ہے کہ راوی کی حیثیت مدعی کی ہو گئی ہے جو رسول کی طرف سے امت کے جملہ افراد پر جن کی تعداد کروڑوں بلکہ ممکن ہے کہ اربوں ہو جائے۔ ایک عقیدہ یا عمل کی پابندی عائد کرنا چاہتا ہے اور اس کا بیان بھی واسطہ در واسطہ ہے۔ اس کے اوپر لازم ہے کہ وہ دو شاہد عدل پیش کرے اور اس نے فلاں سے ہمارے سامنے سنا ہے پھر اسی طرح سلسلہ اخیر تک ہر راوی کا ہو۔

میں کہتا ہوں اول تو مذکورہ بالا آیت تامرون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بالمعروف وتنھون عن المنکر سے آپ کا یہ قول باطل ہے کہ تبلیغ شریعت تبلیغ قرآن کے لئے دو کی شرط نہیں۔ ورنہ آپ کے اکیلے قرآن سنانے کا بھی کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

دوم یہ تو آپ کا قیاس ہوا آپ قرآن کی آیت پیش کریں جو صراحتہ اس امر کی مانع ہو اگر نہیں کر سکتے تو پھر آپ کے قیاس کو منع کرنے کا کوئی حق نہیں ہے

سوم یہ کہ آپ قرآن مجید سے کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں کہ کوئی آپ ہی مدعی اور آپ ہی مدعا علیہ ہو اور پھر اس کے دو شاہدوں کی ضرورت بھی ہو۔ اور اب بھی اگر آپ نہ سمجھے ہوں تو سنئے راوی جو روایت کرتا ہے اس میں وہ عقیدہ یا عمل میں خود بھی شریک ہے پھر مدعی کیسے ہوا۔

چہارم مدعی کا دعوے تو بظاہر مدعا علیہ کے ضرر کے لئے ہوتا ہے اور مدعا علیہ اس کو اپنے اوپر وبال جان سمجھتا ہے اور راوی تبلیغ شریعت میں مبلغ کو دین و دنیا کا نفع پہونچاتا ہے اور مبلغ خود اس کو ضرور جاننا چاہتا ہے اور اس کی خوشامد اور خدمت کرتا ہے اور خود اس سے روایت کی درخواست کرتا ہے۔ پس اس سے آپ کا قیاس باطل ہوگیا

پنجم ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام امت مسلمہ کا عمل بھی آپ کے قیاس کے خلاف ہے۔ پس جو امر سبیل المومنین

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف ہو وہ بھی گمراہی ہے۔

ششم آپ کی یہ دلیل تو حدیث متواتر پر صادق آتی ہے لہٰذا وہ بھی بے کار ٹھہرے گی۔ اور متواتر آپ کی بھی مسلمہ ہے۔ اور کیسے نہ ہو ورنہ پھر قرآن مجید پر بھی یہی اعتراض وارد ہوگا لہٰذا آپ کی یہ دلیل بھی باطل۔ اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ متواتر حدیثیں جو بکثرت ہیں وہ یقینی بدیہی ہیں اور معترض کو بھی مسلم ہیں۔ ان کے علاوہ مشہور اور اخبار احاد بھی قرائن قویہ کے ساتھ ہوں وہ بھی استدلال سے یقینی ہیں پس معترض کے سب دلائل باطل ہو گئے۔

دلائل حدیث

ص ۸۸ ص ۸۹ میں امام شافعیؒ کی اثبات حدیث کی دلیل (یعلمھم الکتاب والحکمۃ اور وما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا) پر معترض کا اعتراض ہے کہ حکمت عام لفظ ہے جس کے معنی دانائی کی باتیں خود قرآن کی صفت بھی حکیم ہے وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ اور سورۂ بنی اسرائیل میں احکام عشرہ کے بعد فرمایا ذٰلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ اور اذکرن ما یتلٰی فی بیوتکن من اٰیات اللہ والحکمۃ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس سے معلوم ہوا کہ حکمت قرآن میں شامل اور حدیث منزل من اللہ نہیں پھر وہ حکمت کیسے ہو سکتی ہے۔ قرآن میں ہے۔ ہم نے لقمان کو حکمت دی تو کیا اس کو خاتم النبیین کی حدیثیں دی گئی تھیں۔ لہذا دلیل صحیح نہیں۔

میں کہتا ہوں آپ نے اعتراض تو کیا مگر تحقیق حق نہ کی صرف دفع الوقتی کی۔ سنئے اور غور سے سنئے۔ قاموس جو لغت کی بڑی معتبر کتاب ہے اس میں حکمت کے معنی عدل، علم، حلم نبوۃ، قرآن، انجیل کے لکھے ہیں اور ایک جگہ قول و فعل کی درستگی کے بھی لکھے ہیں۔ اور یہ لفظ قرآن مجید میں ۱۹ یا ۲۰ مقام میں آیا ہے۔ سب جگہ ایسے ہی معنی مراد نہیں۔ طوالت کا اندیشہ ہے ورنہ سب کو نقل کرتا۔ اب آیات ذیل میں غور فرمایئے :-

ربنا وابعث فیهم رسولا منهم یتلوا علیهم ایاتك ویعلمهم الكتاب والحكمة ویزكیهم پ ۱ ع ۱۵۔

كما ارسلنا فیكم رسولا منكم یتلوا علیكم ایاتنا ویزكیكم ویعلمكم الكتاب والحكمة ویعلمكم ما لم تكونوا تعلمون۔ پ ۲ ع ۲۔

ترجمہ :- حضرت ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے کہا اے ہمارے رب ہماری اولاد میں انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرما جو ان پر تیری آیتیں پڑھیں اور ان کو کتاب اور حکمت کی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعلیم دے اور ان کو رذائل سے پاک کرے۔

اب دیکھیے رسول اللہ صلعم کے اوصاف یہ بیان کئے ہیں۔ آیات کا پڑھنا کتاب یعنے قرآن مجید کی تعلیم حکمت کی تعلیم تزکیہ امت اور جو وہ نہ جانتے تھے اس کی تعلیم آپ نے یہ تو کہہ دیا کہ حکمت دانائی کی باتیں ہیں۔ مگر یہ نہ بتایا کہ آیات مذکورہ بالا میں کیا مراد ہے۔ دانائی کی باتیں تو قرآن کی آیتیں بھی ہیں۔ خود قرآن بھی ہے بار بار ذکر سے کیا فائدہ۔ یہ تو قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت سے نہایت بعید ہے۔ ایک صاحب تفسیر لا یعنی کے معنی کو بتا دیتے تھے۔ بھلا کبھی ایسا بھی بلغاء کے کلام میں ہوتا کہ تغیر در تغیر در تفسیر کلا و حاشا پس حکمت کا معنی آیات مذکورہ بالا میں بحکم قرآن (وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم پ ۱۴ ع ۱۲)

اور ہم نے آپ پر قرآن اس لئے اتارا ہے کہ آپ لوگوں کو اس کی تفسیر و شرح کر کے اس کا مطلب سمجھا دیں۔ نیز فرمایا وما انزلنا علیک الکتاب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ پ ۱۴ ع ۱۴ ہم نے آپ پر اس لئے قرآن نازل کیا ہے کہ جس امر میں انہوں نے اختلاف کیا ان کو سمجھا کر اختلاف مٹا دیں) علم یعنے قرآن کی تفسیر و شرح ہے۔ قول سے ہو یا فعل و تقریر سے اور حضور صلعم کی تفسیر بھی سنت ہے۔ لہذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

امام شافعی رح نے بالکل صحیح فرمایا اور جواب شافعی کافی ہو گیا۔ جس کی تقدیر میں ہدایت تھی اس نے قبول بھی کر لیا مگر آپ کو کچھ اثر نہ ہوا۔ سچ ہے۔ ؎

تہید ستان قسمت راچہ سود از رہبر کامل
کہ خضر از آب حیواں تشنہ می آرد سکندر را

بہر حال آپ کا قول باطل ہو گیا بلکہ سارا ساختہ پرداختہ ہی بے کار ہو گیا۔ ہاں رسول اللہ صلعم کو علم قرآن یا فہم قرآن بھی منجانب اللہ تھا۔ انا انزلنا الیک الکتاب بالحق لتحکم بین الناس بما اراک اللہ الآیۃ پ ۵ ع ۱۴۔

ہم نے آپ پر سچی کتاب اس لئے اتاری کہ آپ لوگوں میں اس علم و فہم سے حکم کریں جو اللہ نے آپ کو عطا کیا ہے پس حدیث نبوی حکمت اور قرآن کی شرح ہے اور مثل الفاظ قرآن فہم قرآن بھی حضور صلعم کو اللہ کی طرف سے عطا ہوا تھا رسول اللہ صلعم کے گھروں میں قرآن اور اس کے معانی دونوں کا ذکر ہوتا تھا یہی معنی ہیں۔ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن اور انزل الکتاب والحکمۃ ذلک مما اوحی الیک ربک من الحکمۃ پ ۲۲ ع ۱۔ اس میں داخل ہے علم شریعت عام ہے۔ یہ چند احکام اس کے افراد فاندفع ما اورد اور صحیح شرح و تفسیر قرآن کی وہی ہے جو بذریعہ رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے اور سوائے رسول کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتی اور ثبوت حدیث بذریعہ روایت حدیث ہے۔ پس ان کی روایت جو صادق و ضابط ہیں قبول کرنا لازم ورنہ قرآن پر صحیح عمل کی بھی کوئی صورت نہ رہے گی۔ اور یہاں آپ نے ما اٰتاکم الرسول کی تفسیر میں آتکے معنی امر پر اعتراض کیا ہے اور اس کے معنی ہر جگہ دینے کبھی ہیں۔ اور حدیث اقوال ہیں ان کے لئے دینے کا لفظ نہیں کہا جا سکتا۔ رسول اللہ نے جو چیز دی ہے وہ قرآن ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ کا قول غلط ہے۔ اول تو آپ نے خود آیتہ کا ترجمہ کیا کہ ہم نے لقمان کو حکمت دی تو بتایئے وہ کیا چیز تھی جو دی تھی۔ آپ حق پوشی کرتے ہیں۔ دیکھئے آیت سورہ لقمان میں یہ ہے۔ ولقد اٰتینا لقمان الحکمۃ ان اشکرﷲ الایتہ پ ۲۱ ع ۱۱۔

ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی یعنے یہ کہ اللہ کا شکر کر اس کی عبادت کر۔ دیکھا اشکرﷲ نے اٰتینا کا بیان کرکے امر کا معنی واضح کرکے آپ کے قول (کہ ان معنی میں قرآن میں کہیں نہیں) کو باطل کر دیا۔

دوم اگر حدیثیں اقوال ہیں جو قابل دینے کے نہیں تو قرآن مجید بھی تو کلام الٰہی ہے یہ کیسے دینے کے قابل ہو گیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شاید آپ پٹھوان کے دہوکہ میں ہوں گے۔ تو اول تو آپ کو قرآن سے ثابت کرنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن شریف لکھ کر سارے کا سارا ایک جا مجلد امت کو دیگئے۔

سوم۔ اگر اسے تسلیم بھی کیا جائے تو کاغذ یا پیٹے دفتین حقیقۃ قرآن نہیں مجازاً ان پر اطلاق قرآن ہے۔ ورنہ وہ کاغذ تو حامل نقوش ہیں جو الفاظ یا کلام الٰہی پر دال ہیں تو اصل قرآن تو کلام الٰہی ہے۔ ودا اصل تو حقیقت نہ ملال۔

چہارم۔ اگر یہ توجیہ صحیح ہے تو پھر پیشتر ثابت ہو چکا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے بذات خود صدہا حدیثوں کا دفتر لکھوا کر امت کو دیا۔ وہ بھی اسی میں داخل ہونا۔

پنجسم۔ آپ نے خود حکمت کا معنی دانائی کی باتیں بتایا ہے۔ اور پھر یہ بھی کہا ہے کہ ہم نے لقمان کی حکمت دی تو پھر بتلیئے وہ باتیں و اقوال کیسے دیئے جا سکتے ہیں۔ پس آپ کا قول متناقض ہو کر باطل ہو گیا۔

ششم۔ آپ کو شبہ ہے کہ مال دینے کا ذکر ہے تو اول تو لفظ عام جو مال غیر مال کو شامل ہے۔

دوم مال دینا یا نہ دینا بھی سمجھا کر بات کرکے ہوتا ہے امر و نہی وہاں بھی لازم ہے یا گونگے کی طرح صرف اشارے ہی ہو یہ سب آپ کی سمجھ میں پیسے اور کچھ بھی نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ص ۸۹ میں محدثین کی تیسری دلیل ما ینطق عن الھویٰ
ان ھو الا وحی یوحیٰ پ ۲۷ ع ۵ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ یہاں
بحکم و اوحی الیّ ھذا القرآن لانذرکم بہ و من بلغ پ ۷
اور قل انما انذرکم بالوحی پ ۱۷ ع ۴ ۔ صرف قرآن
مراد ہے حدیث نہیں۔

میں کہتا ہوں یہ دعوےٰ کس نے کیا ہے کہ حضور صلعم جو
بات بھی کرتے تھے وہ وحی ہوتی تھی۔ ممکن ہے کوئی آپ کو مل گیا
ہو ہم کو تو کوئی نہ ملا۔ مگر آپ نے زیر بحث میں یا اپنی پیش کردہ
دو آیتوں میں غور نہیں کیا۔ ما ینطق عن الھویٰ ان ھو
الا وحی یوحیٰ۔ میں بے شک قرآن مجید مراد ہے مگر آپ
کی پیش کردہ دو آیتیں لانذرکم بہ و من بلغ و انما انذرکم
بالوحی میں انذار کیسے ہوگا۔ وہ انذار بحکم انزلنا الیک
الذکر لتبین للناس ما نزل الیھم پ ۱۴ ع ۱۴۔
حضور صلعم کی تفسیر و شرح سے ہوگا۔ ورنہ قرآن کے الفاظ
سنا کر یہ بھی تو لوگوں نے کہا تھا۔ ان ھذا الا سحر یوثر
ان ھذا الا قول البشر پ ۲۹ ع ۱۵۔ یہ تو قرآن تو جادو
اور بشر کے کلام کے سوا کچھ ہی نہیں تو آیۃ کا مطلب یہ ہوا
کہ رسول صلعم تبلیغ شریعت میں نفسانی خواہش سے نہیں بولتے
تھے بلکہ بحکم لتحکم بین الناس بما اراک اللہ علم اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تفہیم الہٰی سے بولتے تھے اور وہی بیان آپ کا حدیث ہے۔ جس کا ماننا عین قرآن پر عمل کرنا ہے اور انکار گمراہی۔ ہاں آپ کا یہ قول بھی باطل ہے کہ رسول صلعم نے حدیثوں کو لکھوایا کیوں نہیں۔ اس لئے پیشتر شروع کتابت میں ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم صدہا حدیثوں کو لکھوا کر امت کے ہاتھوں میں دے گئے۔ اور اق الٹ کر ملاحظہ ہو۔

صہ: ۹ میں محدثین کی چوتھی دلیل واطیعوا اللہ واطیعوا الرسول الایۃ پ ۵ ع ۵ پر یہ اعتراض کیا گیا ہے کہ حدیثوں کو دینی حجت بنانے کی یہ بڑی غلط فہمی ہے۔ اس لئے کہ رسولؐ کی دو حیثیتیں ہیں ایک پیغمبری اللہ کا پیغام بے کم و کاست پہونچانا اس حیثیت سے آپ کی تصدیق کرنا اور آپ پر ایمان لانا فرض ہے، دوم۔ امت کا انتظام بہ قیامت تک آپ کے زندہ جانشینوں کے ذریعہ ہے۔ قرآن میں جہاں جہاں اطاعت رسول کے جو احکام ہیں وہ آپ کی زندگی تک محدود نہیں بلکہ منصب امامت کے لئے ہیں جس میں آپ کے بعد آنے والے تمام خلفا داخل ہیں۔ قرآن میں جہاں اللہ و رسول کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے اس سے مراد امام وقت یعنی مرکز ملت کی اطاعت ہے۔ جب تک محمد صلعم امت میں موجود تھے ان کی اطاعت اللہ کی اطاعت تھی اور آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اطاعت۔

www.KitaboSunnat.com

عربی میں زندہ کی فرمانبرداری کو کہتے ہیں۔ دین کی ضروریات قرآن کی اتباع اور امام وقت کی اطاعت سے پوری ہوتی ہیں۔ الغرض قرآن امام وقت ہی کے ساتھ امت کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے اور حدیثوں کی حیثیت صرف تاریخی ہے اور ہدایت انسان کے لئے جس قدر روشنی کی ضرورت ہے اس کتاب (قرآن) میں رکھدی ہے جو ہر زبان و مکان میں اس کی رہنمائی کے لئے کافی ہے اور کسی ماحول کے ساتھ خصوصیت نہیں رکھتی بخلاف روایات کے جو ماضی کے ساتھ وابستہ کردیتی ہیں۔

میں کہتا ہوں کہ دیکھئے یہ وہ امر ہے جس کو میں نے دیباچہ میں لکھا ہے کہ آپ کی تحریر گو ظاہر میں حدیث نبوی کی تردید ہے مگر باطن میں حقیقی رسالت ہی کی تردید ہے اور یہ قرآن قرآن کی رٹ محض ہاتھی کے دانت جو صرف دکھانے کے ہیں باطن میں آپ کا مسلک فرقہ بہائیہ کا ہے۔ سیعلموا الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ اب سنئے آپ کا کلام بچند وجوہ باطل ہے

اول یہ کہ اس تحریر میں آپ نے جتنے دعوے کئے ہیں کسی کی دلیل نہیں دی۔ آپ کو لازم تھا کہ قرآن مجید سے ہر ایک دعوے کی دلیل پیش کرتے جو آپ سے نہ ہوئی۔ اور نہ انشاء اللہ ہو سکے گی۔ جب دلیل نہیں تو دعاوی بحیثیت مجموعی باطل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوم صفہ ۱۲۸ جو آپ نے لکھا ہے کہ رسول صلعم کی دو حیثیتیں تھیں۔
۱۔ پیغمبری یعنی پیغامات لوگوں کو بے کم و کاست پہنچانا۔ اس حیثیت سے آپ کی تصدیق کرنا اور آپ پر ایمان لانا فرض۔ ۲۔ امامت یعنی امت کا نظام اور یہ آپ کی زندگی ہی میں تھی آپ کے بعد آپ کے زندہ جانشینوں کی اور قرآن میں جہاں جہاں اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ہے وہاں اب آپ کے بعد آپ کے جانشینوں کی اطاعت مراد ہے اور یہ بالکل غلط اور باطل ہے اس لیے کہ رسول صلعم کے فرائض دلیل اول کے ضمن میں گذر چکے ہیں جو یہ ہیں:۔
رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ پ ع۔ والیضاً پ ع (دوسری) وَیُعَلِّمُكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ۔ رسول کا کام قرآن کی آیات سے اللہ تعالیٰ کی توحید اور اپنی رسالت اور وعظ و نصیحت کرنا۔ قرآن کے الفاظ پڑھا کر ضبط کرانا۔ قرآن کے معنی بتانا اثر صحبت سے رذائل سے پاک و صاف کرنا۔ بس ان امور کے ضمن میں نظام امت بھی آجاتا ہے۔ سوا اس میں جو قرآن کی تفسیر ہے وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ پ ع رسول کے سپرد کی گئی ہے یہ خصوصیت رسول کی ہے۔ اس میں امام وقت یا اور کوئی شامل نہیں ہو سکتا۔

نیز رسول کی رسالت کی نص کتاب اللہ سے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یعنی رسالت امر منصوص ہے اور امامت پر غیر منصوص جو شوریٰ امت پر موقوف ہے اور امام بوجہ کفر یا عدم انتظام وغیرہ کے معزول کیا جا سکتا ہے اور اس کا جو حکم کہ قرآن کے خلاف ہو رد کیا جا سکتا ہے دلیل یہ ہے۔ یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ پ ۵ ع ۸۔ آپس کے تنازع میں امام اور امت کا تنازعہ بھی داخل ہے جو کتاب اللہ اور سنت الرسول کی طرف رد کیا جائے گا جیسے رد الی اللہ سے مراد کتاب ہے ایسے ہی رد الی الرسول سے مراد رد الی سنت الرسول ہے۔ اور رسول ان امور سے بالکل پاک ہے۔ امت میں سے کسی کو رسول کے حکم میں چون و چراں کی گنجائش نہیں۔ بحکم وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ الآیۃ پ ۲۲ ع ۲۔ اور رسول اللہ صلعم کے قرآن کے بتائے ہوئے معانی اور فیصلے اور احکام شریعت اور اسوہ حسنہ کو امام وقت یا امت میں سے اور کسی کو بدلنا اور اس کا خلاف کرنا ہرگز جائز نہیں ہے۔

مثلاً رسول اللہ کی بتائی ہوئی توحید الٰہی فرائض اور اوصاف رسالت اور معاد جسمانی یعنی مرنے کے بعد دوبارہ جسمانی زندگی حشر و نشر حساب و کتاب جنت کی تفصیل کہ اس میں دودھ۔ شہد۔ اور ہر قسم کے پھل خورد قصور وغیرہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ دوزخ کی تفصیل کہ اس میں سانپ بچھو۔ سرد گرم عذاب وغیرہ وغیرہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے۔ جو نور سے پیدا ہے اور وہ اللہ کے نیک بندے ہیں۔ دنیا اور آخرت میں ان کے سپرد جو جو کام اللہ تعالیٰ نے کر رکھے ہیں وہ بجا لاتے ہیں۔ مرنے کے بعد منکرین کا سوال و جواب عذاب قبر معراج جسمانی وغیرہ وغیرہ عقائد نماز کی تفصیل کہ فلاں فلاں اوقات میں اتنی اتنی رکعات ہیں فلاں فلاں اذکار و ہیبیات ہیں۔ سہو و نسیان کے احکام نماز میں کیا کیا امور جائز یا واجب کیا کیا منع ہیں۔ اور ناپاکی کے احکام علیٰ ہذا القیاس احکام زکوٰۃ کہ کس کس مال میں زکوٰۃ ہے اور کیا کیا نصاب ہے وغیرہ وغیرہ ایسے ہی حج اور روزہ کے جزئیات بیع شرا قرض و دام وغیرہ کے احکام الغرض صدہا مسائل ہیں جن کی تفصیل کتب حدیث ہے۔ ان عقائد و احکام کی پابندی جیسے کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں فرض و لازم ہے۔ ویسے ہی قیامت تک امت پر فرض و لازم ہے۔

امامت وقت یا کسی کو ہرگز جائز نہیں کہ امور مذکورہ بالا میں سے کسی کا بھی خلاف کرے اور جہاں جہاں قرآن مجید میں اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول ہے وہاں یہی امور مراد ہیں پھر کیسے کہا جا سکتا ہے کہ اب یہ اطاعت آپ کے زندہ جانشینوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی اطاعت مراد ہے ہرگز نہیں۔ لہذا آپ کا یہ قول باطل ہے۔ کیا آپ کا مطلب یہ ہے کہ خالکت بدھن امام وقت جو چاہے عقائد بدے۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج وغیرہ کے احکام بدلے اور پھر امت اِتَّبِعُوْا مَا اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖ اَوْلِیَاءَ ب ۸ع ۱۰۔ کے حکم کو پس پشت ڈال کر اس بد دین کی اطاعت کرے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہی آپ کی غرض باطل ہے۔ افسوس آپ نے مقام رسالت کو سمجھا ہی نہیں۔

سنئے آپ کو دہوکہ لگا ہو یا دہوکہ دیتے ہیں امام وقت یا خلیفہ کی اطاعت بزبان امامت صرف دنیوی امور سلطنت میں ہوتی ہے اور رسول کی اطاعت دین و دنیا دونوں میں ہوتی ہے اور آپ کی زندگی اور بعد وفات دونوں میں یکساں ہے یعنی جو احکام جس حیثیت سے حضور صلعم نے جاری کئے وہ اسی حیثیت سے تاقیام قیامت جاری رہیں گے اور جو معانی و مطالب قرآن کے حضور فرما گئے وہ تا قیام قیامت نہیں غلط ہو سکتے اور امام وقت اور یا کسی کے بنائے ہوئے غلط ہو سکتے ہیں اور رد کئے جا سکتے ہیں۔ اور پیشتر تفصیل سے لکھ چکے ہیں۔

موسم آپ کے کلام میں تناقض بھی ہے اس لئے آپ نے لکھا ہے کہ دین کی ضروریات قرآن کے اتباع اور امام وقت کی اطاعت سے پوری ہوتی ہے اور پھر یہ بھی لکھا گیا ہے

www.KitaboSunnat.com

کہ انسان کی ہدایت کے لئے جس قدر روشنی کی ضرورت ہے
اس کتاب قرآن میں رکھدی ہے جو ہر زمان و مکان میں اس کی
رہنمائی کے لئے کافی ہے اور کسی ماحول کے ساتھ خصوصیت نہیں
رکھتی ماحول کی خصوصیت میں امام بھی آگیا۔ تو پہلا کلام پہلے
کے مخالف ہے کہ پہلے میں خصوصیت ہے پچھلے میں عمومیت۔

چہارم اب ہندوستان میں جبکہ امام وقت نہیں تو
اب قرآن ذریعہ نجات ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو آپ کا پہلا قول
باطل ہوگیا اور اگر نہیں تو آپ کا پچھلا قول باطل ہوگیا۔

پنجم آپ کے نزدیک انسان کی نجات کے لئے قرآن
امام وقت کا محتاج ہے تو اس میں یہ خرابی ہے کہ قرآن کو آپ
نے ناقص و امام کا محتاج سمجھا۔

ششم یہ کہ آپ کے نزدیک قرآن محتاج امام وقت
کا ہے۔ ایسے ہی امام قرآن کا محتاج ہے۔ یہ بھی ایک قسم کا دور
ہے جو باطل ہے۔

ہفتم امام وقت کی اطاعت کی دلیل مصرح قرآن سے
پیش کیجئے ورنہ دعوی غیر مسموع ہے اور أَمْرُهُمْ شُورَىٰ بَيْنَهُمْ

ع یہ مضمون سنہ ء کے پرچہ کے جواب میں ہے جبکہ ہندوستان اور
پاکستان کا جھگڑا پیدا بھی نہیں ہوا تھا۔ سعیدی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عام ہے۔ امام وقت کی اس میں کوئی خصوصیت نہیں اگر کسی کو دعوے ہے تو دلیل پیش کرے۔

ہشتم۔ امام وقت اگر بالفرض قرآن کے خلاف حکم کرے تو پھر کیا کیا جائے۔ قرآن تو آپ کے نزدیک اکیلا ذمہ دار نہیں۔ اور امام اس کا خلاف کر رہا ہے۔ اب نجات کی کیا صورت ہو گی۔ اگر امام کی پیروی کرے تو قرآن کا خلاف کرتا ہے۔ اور اگر قرآن کی اتباع کرے تو امام کی مخالفت میں جہنم میں جاتا ہے۔ لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوقٍ فِي مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ سے آپ کو عداوت ہی ہے۔ ؎

در فیضِ محمد وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے قعر گمراہی میں جائے جس کا جی چاہے

نہم آپ کے نزدیک بحیثیت پیغام رسانی اور امور انتظامی تو رسولؐ کی زندگی میں آپ کی اطاعت لازم تھی مگر بحیثیت شخصی امور مثلاً رسولؐ کی خدمت وضو کرنا یا اہل گھر کے کاموں میں آپ کی فرمانبرداری گھر کا سودا سلف لانا حضور صلعم کے کپڑے وغیرہ صاف کرنا۔ نہلانا، دھولانا وغیرہ وغیرہ۔ مگر آپ کی تحریر تو موجب وعظ و نصیحت نہیں، آداب اخلاق، نماز روزہ وغیرہ کی حیثیت بھی لازمی نہیں معلوم ہوتی تو گویا رسولؐ ایک قسم کے منتظم تھے جیسے اور سلاطین وغیرہ ہوتے ہیں۔ کیا رسول اللہ صلعم کی آپ کے نزدیک یہی عزت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ۔

دھــــم آپ نے زندگی میں حضور کی اطاعت لازم بنائی اور اگر بوقت وفات کچھ وصیت فرماتے کہ میرے بعد میری ازواج مطہرات اور میری اولاد اور میرے اقارب سے اس طرح سلوک کرنا۔ میرے بعد فلاں فلاں امور اس طرح بجا لانا پھر حضور رحلت فرما گئے تو وہ فرمانبرداری تو اب لازم نہ ہوگی کہ اب حضور دنیا سے رحلت فرما گئے تو پھر مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ کا کیا مطلب ہوگا۔

خلاصہ یہ کہ آپ کا کلام سراسر قرآن مجید کے خلاف ہے لہذا باطل۔

یازدھــــم کسی لغت کی کتاب میں اطاعت کی تعریف زندہ کی فرمانبرداری لکھی ہے؟ بالکل غلط کہتے ہو۔ فرمانبرداری عام ہے یہی مِنْ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِىْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ کی آیت سے آپ کا ابطال ہوتا ہے۔

دوازدھــــم رسول اللہ صلعم تو حکم وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ پ ۱۴ ع ۱۲۔ آپ تو خود مفسر قرآن تھے۔ ان کی کسی دوسرے کی تفسیر کی حاجت نہ تھی۔ احکام شریعت میں وہ کسی انسان کے محتاج نہ تھے۔ مگر امام وقت جو ہوگا کیا وہ بھی جس طرح چاہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن کی تفسیر کرے احکام کی تشریح و مقادیر کی تعین کرے یا اس کو امام اول یعنے رسول اللہ صلعم کے اسوۂ حسنہ اور تفسیر واحکام کی تشریح کی ضرورت ہوگی۔ اگر اس کو اسوۂ حسنہ وغیرہ کی ضرورت نہیں تو پھر وہ جو چاہے قرآن کا مطلب واحکام شریعت بیان کرکے گمراہ کرے آپ کو کیا حق ہے کہ اس پر کچھ اعتراض کریں اور اگر اس کو اسوۂ حسنہ اور تفسیر رسول کی ضرورت ہے تو وہ کس طرح حاصل ہو وہ تو کتب حدیث ہی سے حاصل ہو سکتا ہے جو آپ کے نزدیک بے اعتبار ہیں اور قرآن کی تفسیر ظاہری چند اعمال سے نہیں ہو سکتی اور نہ ہی پوری طرح اسوۂ حسنہ تواتر اعمال سے ثابت ہے بلکہ اس کا اکثر حصہ مشاہیر اخبار احادیث ثابت ہے جس کی جزئیات میں سخت ضرورت ہے ورنہ اکثر احکام میں قیاس کرنا پڑے گا جو یقینی بھی نہ ہوگا۔ اور پھر قیاسات میں اختلاف بھی ہوگا۔ پھر ایک کو دوسرے پر ترجیح بلا مرجح ہوگی جو باطل ہے لہٰذا آپ کی یہ تحریر ہی باطل ہے۔

صہ ۹۲ میں محدثین کی دلیل (کہ قرآن میں نماز، روزہ حج۔ زکوٰۃ وغیرہ کی تفصیل نہیں وہ حدیث میں ہے۔ لہٰذا حدیث حجت دینی ہے) پر یہ اعتراض کیا ہے کہ بیشک قرآن نے ان تفصیلات کو اپنے ذمہ نہیں لیا۔ مگر رسول اللہ صلعم کے سپرد کر دیا گیا اور رسول اللہ صلعم نے عمل کرکے نمونہ دکھا دیا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو تواتر سے ثابت ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہ قول آپ کا وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْكَاثًا پ ۱۴ ع ۱۸ کا مصداق ہے۔ آپ نے اپنا سارا ساختہ پرداختہ بالکل باطل کر دیا۔ آپ نے پہلے اقوال سب توڑ دیئے۔ آپ کا دعوے ہے کہ قرآن کریم چونکہ مکمل ہے۔ لہٰذا اس کے فہم میں حدیث وغیرہ کسی چیز کی ضرورت نہیں اور اب اقرار کر لیا کہ نماز کی تفصیل قرآن میں نہیں یعنے رکعات ہیئیات اذکار کہ کیا کیا پڑھا جائے۔ کس کس مقام میں پڑھا جائے کس ترتیب سے پڑھا جائے کس طرح پڑھا جائے آہستہ یا بلند آواز سے نماز کا داخلہ کیسے ہو کس لفظ سے ہو اور کس کیفیت سے کس وقت ہو، وقت کی شناخت کیا ہے، اوقات نماز کیا کیا ہیں۔ نماز میں بھول جائے کیا کرے قرآن بھول گیا یا غلط پڑھا گیا۔ کیا کرے تسبیح و تہلیل بھول گیا کیا کرے۔ تشہد بھول گیا کیا کرے۔ قعدہ بھول گیا کیا کرے رکعت چھوڑ گیا کیا کرے۔ رکعت زیادہ پڑھ گیا کیا کرے نماز میں ریاح خارج ہو گئے کیا کرے۔ پیشاب کا قطرہ نکل گیا کیا کرے سلسل بول ہے کیا کرے۔ بواسیر ہے کیا کرے بیمار ہے نماز کیسے پڑھے۔ نماز کی توڑنے والی کیا کیا چیزیں ہیں۔ وضو کے توڑنے والی کیا کیا چیزیں ہیں نماز میں لباس

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہاں تک ہو جس سے نماز صحیح ہو۔ پاکی ناپاکی کے احکام وغیرہ ان سب امور کی باوجودیکہ روزانہ پنجوقتہ ہر مسلم کو سخت ضرورت ہے مگر یہ سب چیزیں یک قلم قرآن میں نہیں اور تواتر سے بھی یہ سب چیزیں ثابت نہیں بالکل تواتر ان امور کا نہایت مشکل یا غیر ممکن ہے۔ اگر کسی کو دعوے ہے تو وہ ثابت کرے اور ہرگز نہیں کر سکتا اور یہ بھی یاد رہے کہ اس کی تردید کے لئے یہی امر کافی ہے۔ کہ امت مسلمہ میں امور مذکورہ بالا میں بعض بعض میں اختلاف بھی ہے۔ جو ہر مسلک وگروہ کے علماء ہیں وہ تو امور مذکورہ بالا کو تواتر سے کبھی بھی نہیں کہ سکتے۔ اور جو عوام یا انگریزی داں ہیں وہ اکثر ایسے نکلیں گے جو امور مذکورہ میں سے بہتوں کو جانتے بھی نہ ہوں گے ورنہ امتحان لے لیجئے معلوم ہو جائے گا ایسے ہی زکوٰۃ کے احکام کہ کس کس مال میں زکوٰۃ ہے کیا کیا نصاب ہے ہر نصاب سے کیا کیا نکالا جائے گا کب اور کس انتظام سے ادائیگی زکوٰۃ ہوگی وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ہی حج روزہ وغیرہ کی تفصیل قرآن میں بالکل نہیں اور آپ نے تسلیم کر لیا کہ واقعی ایسا ہی ہے اور یہ بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ان کی تفصیل اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کے سپرد کر دی اور حضور صلعم نے ان کی تفصیل کر دی تو اب ثابت ہو گیا کہ فہم قرآن میں امت تفہیم رسول کی محتاج ہے یہاں تک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو ہمارا آپ کا اتفاق ہے۔ اختلاف اس امر میں ہے کہ آپ ان امور کو متواتر بتاتے ہیں اور ہم بعض امور کو متواتر اور بعض کو غیر متواتر سو سب کے تواتر کا دعوےٰ آپ کا ہے۔ دلیل آپ کے ذمہ ہے جو ہرگز آپ نہیں کر سکتے۔ نیز اگر یہ سب متواتر ہیں اور امت میں مسلم ہیں اور سب کا ان پر عمل ہے تو وہ تو وہی ہیں جو کتب حدیث میں لکھا ہے۔ پھر جھگڑا ہی کا ہے کا ہے۔ فضول آپ نے ورق سیاہ کئے اور یہ بھی پہلے تفصیل سے ثابت ہو چکا ہے۔ کہ حضور صلعم کے اسوہ حسنہ کا اکثر حصہ متواتر نہیں بلکہ بعض حصہ محسوس مبصر بھی نہیں وہ اخبار احاد و مشاہیر سے ثابت ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حدیث نبوی حجۃ دینی اور جزو دین ہے اور آپ کا قول باطل ہے۔

ص ۹۲ میں محدثین کی چھٹی دلیل کہ قرآن کی تفسیر رسول اللہ صلعم کے ذمہ تھی لہذا حدیث حجۃ ہے) پر یہ اعتراض ہے کہ لاریب آپ کی (رسول اللہ صلعم) تعلیم و تبیین دینی ہے لیکن وہ وہی عملی تشریح یعنے اسوہ حسنہ ہے اور یہ کہ قرآن تو مبین اور مفصل کتاب ہے جس کو صحابہ بے تکلف سمجھتے تھے۔ آنحضرت کو اس کے الفاظ اور معانی کی تشریح کی ضرورت بہت کم پیش آئی۔ صحابہ نے کل بارہ یا چودہ مسئلے پوچھے۔

میں کہتا ہوں آپ کا یہ کلام بھی بچند وجوہ باطل ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اول یہ کہ جب آپ قرآن کو مبین اور مفصل تسلیم کرتے ہیں تو پھر رسول کی تشریح اور اسوہ حسنہ کی کیا ضرورت ہے مفصل کی تفصیل تحصیل حاصل نہیں تو اور کیا ہے ؟

دوم جب آپ تشریح کی ضرورت مانتے ہیں گو کم ہی سہی مگر ضرورت تو تھی لہذا اتنا حصہ غیر مفصل ہوا تو کلام پہلے کے مخالف و تناقض ہو کر باطل ہو گیا۔

سوم جب رسول اللہ صلعم کی تبیین و تشریح دینی ہوئی تو حدیث دین ہوئی پھر آپ کا دین انکار باطل اور پیشتر یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ساری آپ کی عملی تشریح یا اسوہ حسنہ تواتر سے ثابت نہیں اور نہ ہی وہ سارے کا سارا محسوس منحصر ہے بعض حصہ اس کے اقوال پر مبنی ہے جو حدیث میں ہے۔

چہارم صدہا حدیثیں کتب حدیث میں متواتر ہیں اور آپ ان کے منکر ہیں۔ پھر جب وہ بقول آپ کے دین بھی ہیں کہ تعلیم رسول ہیں اور ثابت بھی اور آپ ان کے منکر بھی ہیں تو آپ اپنے ہی کلام سے منکر دین ہوئے۔ کسی کے فتوے کی بھی ضرورت نہیں۔

پنجم یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ صحابہ نے ساری عمر میں صرف بارہ یا چودہ مسئلے پوچھے۔ یہ بھی غلط ہے۔ آپ نے مفسرین کا کلام سمجھا نہیں ان کا مطلب صرف اتنا ہے کہ قرآن میں صرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چند مسائل کا ذکر ہے یہ نہیں کہ صحابہ نے اور کچھ پوچھا ہی نہیں اور پھر افسوس کہ آپ کیسے حافظ ہیں کہ زید و عمرو کے کلام کو نقل کر دیا کہ قرآن میں بارہ یا چودہ سوال ہیں اور خود قرآن میں بارہ یا چودہ سوال ہیں۔ اور خود قرآن میں غور نہ کیا کہ کتنے ہیں میں نے ابھی قرآن میں دیکھا ہے کہ قریباً بائیس مقام میں رسول اللہ صلعم سے سوال مذکور ہے۔ بھلا عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہے کہ بعد نبوت تیئیس سال میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم سے صرف بارہ چودہ مسئلے ہی دریافت کئے گئے ہوں قطعاً باطل ہے۔ حضور صلعم سے جنگ بدر، احد، خندق، خیبر، مکہ، تبوک، حنین، طائف وغیرہ انیس ۱۹ غزوات ثابت ہیں صرف ایک ہی غزوہ میں بیسیوں بلکہ سینکڑوں سوال بادشاہ یا افسر سے لوگ کرتے ہیں اور حضور صلعم تو پھر دین و دنیا کے سردار تھے ان سے تو لوگ ذرہ ذرہ امر میں دریافت کرتے تھے ان سے تو ہزارہا سوال ہوئے کہ جن کی تعداد مشکل ہے۔ ہاں وہ امور جو بے فائدہ تھے ان سے ممانعت تھی جیسے کسی نے پوچھا میرا باپ مرنے کے بعد کہاں ہے۔ حضور نے فرمایا دوزخ میں۔ اس قسم کی باتیں سب بے فائدہ تھیں اور منع تھی۔ ورنہ بتائیے کہ نماز روزہ کے احکام حج زکوٰۃ پاکی یا ناپاکی کے احکام۔ نکاح، طلاق، بیع، شراء کے احکام ہر ایک کی تفصیل و جزئیات وہ کس سے دریافت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کرتے سوا رسول اللہ صلعم کے اور کون تھا جس سے وہ پوچھتے تھے۔ صحابہ ہر امر دینی کو رسول اللہ صلعم سے دریافت کرتے اور مقدمات اور فیصلجات آپ ہی کرتے تھے اور لوگ آپ ہی سے سوال کرتے تھے جو بے شمار تھے۔ لہذا آپ کا کلام ہر صورت سے باطل ہے۔ فللہ الحمد۔

قرآن و حدیث

ص ۹۳ میں لکھا ہے کہ قرآن و حدیث آپس میں مخالف ہیں اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے صرف قرآن ہی کو ایمانی کتاب بتایا ہے۔ فرمایا اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ۲/۰۵ اور رسول اللہ صلعم اور آپ کی امت کو اسی کتاب پر ایمان رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَا اُنْزِلَ اِلَیْنَا ۲/۱۴ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ کِتٰبٍ ۴۲/۱۵۔ اس کثرت سے آیات ہیں جن کا شمار مشکل ہے۔ اور سارے قرآن میں کتاب اللہ کے سوا کسی حدیث پر ایمان لانے کا حکم نہیں بلکہ ممانعت نکلتی ہے۔ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ لِیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّیَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِیْنٌ ۳۱/۶ ۳۱/۵ اور بعض آدمی وہ ہیں جو حدیث کے مشغلہ کے خریدار ہوتے ہیں تاکہ لوگوں کو اللہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تعالیٰ کی راہ سے بلا علم (یقین) کے بہکا دیں اور اس کو مذاق بنا لیں یہ ہیں جن کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے

میں کہتا ہوں کہ آپ کی تحریر بھی باطل ہے آپ نے لکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے صرف قرآن ہی کو ایمانی کتاب قرار دیا ہے تو ایک تو آپ نے حق پوشی اور قطع برید کی ہے بلکہ تحریف کہ اسی آیت کے آگے یہ الفاظ بھی ہیں۔ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ کہ اللہ اور ملائکہ اور تمام کتاب سماویہ اور تمام رسولوں کی باتوں پر ایمان لانا فرض ہے آپ نے اس کو چھپا دیا۔ دوسری آیت میں بھی تعریف کی ہے اس کے آگے بھی اور الفاظ تھے پوری آیت یوں ہے۔

قُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ اِلٰٓى اِبْرٰهٖمَ وَاِسْمٰعِيْلَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَالْاَسْبَاطِ وَمَآ اُوْتِيَ مُوْسٰى وَعِيْسٰى وَمَآ اُوْتِيَ النَّبِيُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ پ ع ۱۶۔ دیکھا اللہ تعالےٰ نے ان سب کتابوں پر ایمان لانے کا حکم دیا ہے۔ مگر آپ کو چونکہ حدیث دشمنی کیا رسول دشمنی ہے حق پوشی کر کے اس سے منع کرتے ہیں اور تفریق پیدا کرتے ہیں۔ جس کے بارہ میں فرمان الٰہی ہے اِنَّ الَّذِيْنَ يَكْفُرُوْنَ بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَيَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّنَكْفُرُ بِبَعْضٍ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَيُرِيدُونَ اَنْ يَّتَّخِذُوا بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيلًا ۝ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ۝ ع
دیکھا قرآن پر ایمان لانا دوسری چیز پر ایمان لانے کی مخالف نہیں قرآن پر ایمان بھی ہے اور حالانکہ اور۔ اور انبیاء کی کتب پر بھی ہے اور تفریق کو اللہ تعالے نے بے ایمانی قرار دیا ہے۔ سوم جیسے کہ قرآن پر ایمان لانا اور کتب انبیاء پر ایمان لانے کے خلاف نہیں۔ ایسے ہی حدیث نبوی ہے کہ وہ خود بحکم خدا واجب التعلیم ہے جس کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے۔ لہذا تفریق بے ایمانی ہے۔ آپ نے قرآن کی آیتوں کی تحریف میں بڑی بے باکی کی ہے۔ بندۂ خدا قرآن پر ایمان لانا عین حدیث رسول پر ایمان ہے کہ بحکم اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ اور قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ اور بحکم لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ اور بحکم اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وغیرہ آیات جن کی تحقیق پہلے ہو چکی ہے ورنہ معاذ اللہ کلام الٰہی میں تناقض لازم آئے گا۔

چہارم یہ کہ تیسری آیت جو آپ نے نقل کی ہے۔ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ اس کے آگے ہے۔ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمُ الآیۃ سو اس سے آپ کے پہلے قول کا جس میں قرآن پر ایمان لانے کا حصر کیا ہے البطال ہو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیا۔ کہ ہر کتب سماوی پر ایمان ثابت ہے اور اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَکُمْ سے آپ نے کیوں عدول کیا اس لئے کہ یہ آپ کے لئے سوہان جان تھا۔ اس میں بھی اثبات حدیث ہے جبھی آپ نے اس کو حذف کردیا عدل و فیصلہ و حکم حدیث نبوی ہی سے ہوگا۔ کہ کم از کم آیت کا مطلب اور تشریح تو ضرور ہی فرمایئے بس وہی حدیث ہے اور آپ کا قول باطل ہے اور وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَھْوَ الْحَدِیْثِ میں بھی آپ نے پرلے درجے کی تحریف اور حق پوشی کی ہے۔

سنئے لھو کا معنی لغت میں کھیل تماشا ہے جیسے کہ آیت وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَۃً اَوْ لَھْوَا انْفَضُّوْا اِلَیْھَا وَتَرَکُوْکَ قَائِمًا لایۃ پ ۲۸ ع ۱۲ میں ہے اور حدیث کا معنی بات تو اب لھو الحدیث کا معنی کھیل تماشے کی بات اور حدیث نبوی تو رسول اللہ صلعم کی بات ہے۔ وہ تو بحکم خدا عین سبیل اللہ اور دین اللہ ہے۔ وہ لھو الحدیث نہیں ہو سکتی تو آیۃ کا معنی یہ ہوا کہ بعض لوگ وہ ہیں جو کھیل تماشے گانے بجانے وغیرہ کی باتوں کے خریدار و خواہش مند ہیں تاکہ بلا علم کے ان کھیل کی باتوں میں لوگوں کو مشغول کرکے اللہ تعالیٰ کے دین (رسول کی پیروی) سے پھیر دیں۔ اور اللہ کے دین (رسول کی باتوں) کو مذاق بنا لیں۔ ایسے لوگوں کے لئے رسوا کرنے والا عذاب ہے اور سورہ جمعہ کی آیت مذکورہ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلعم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کی باتوں کو چھوڑ کر اور باتوں میں مشغول ہونا لہو الحدیث کا فرد ہے
کہ جو رسول اللہ صلعم کی باتیں نہ سنے جو سبیل اللہ اور دین ہیں۔ اور
ان کو چھوڑ کر ان کا خلاف کرے وہ بے شک لہوالحدیث کے خریدار
کا مصداق ہے تو اب اس کا مصداق خود معترض ہے کہ اس نے
حدیث نبوی کو چھوڑ کر نفسانی خواہش کو اختیار کیا ہے۔ اور سبیل
اللہ جو رسول اللہ صلعم کی باتیں تھیں ان کے ساتھ مذاق بنا رکھا
ہے ان کی توہین میں ادبار کھائے ہوئے ہیں اور اپنی نفسانی خواہشوں
اپنی باطل تحریروں اور اپلہ فریبیوں میں حدیث نبوی یعنے اللہ تعالےٰ
کے دین سے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ بھلا دیکھو تو کتنا بڑا جھوٹ ہے
لکھتا ہے کہ حدیث نبوی سے لوگوں کو گمراہ کرنے کا کام لیا جاتا ہے
اور یہ کہ حدیث نبوی سے اللہ کے دین کو مذاق بنایا جاتا ہے۔
حالانکہ حدیث نبوی میں اللہ تعالےٰ کی توحید اثبات رسالت اثبات
معاد حشر و نشر وغیرہ تمام عقائدہ فقہیہ کی تعلیم ہے۔ نماز، روزہ
حج، زکوٰۃ بیع شراء عدل و انصاف وغیرہ معاہ پستی کے تمام شعبے
باحسن وجوہ لکھے ہیں۔ تمام وہ باتیں جو اجمالی طور پر قرآن مجید
میں ہیں وہی حدیث میں ہیں مفصل پھر ان سے گمراہی کیسے پھیلائی جا
سکتی ہے اور ان سے اللہ کے دین میں مذاق کیسے کیا جا سکتا ہے
کلا و حاشا ہرگز نہیں بلکہ یہ شخص تقیہ کرتا ہے۔ چھپا ہوا سبائی اور
دشمن رسول ہے۔ اور بس۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ حدیث متواتر بھی ہے۔ اور صدہا حدیثیں متواتر ہیں جو مثل قرآن قطعی ہیں اور مشہور بھی ہزارہا ہیں وہ بھی قریب تواتر کے ہیں اور یقینی ہیں اور بعض احاد ہیں وہ بھی باسانید صحیحہ باعتبار قرائن قویہ علم یقینی کی مفید ہیں۔

لہذا اس معترض کا انکار محض ہٹ دھرمی ہے۔ اس محرف کی بے باکی ملاحظہ ہو کہ راگ باجے کو گمراہی کا باعث خیال نہیں کرتا اور رسول اللہ صلعم کی حدیث کو جس کا کہ خود اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ان کی باتیں سنو اور ان کا حکم مانو۔ ان کی پیروی کرو اور جن میں کہ اللہ تعالیٰ کی توحید اور خدا پرستی کی تعلیم ہے۔ اس کو گمراہی بتاتا ہے۔ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَيَّ مُنقَلَبٍ يَنقَلِبُونَ ۱۹ ع ۱۵

صہ ۴۹ میں لکھا ہے کہ قرآن کی پیروی کا حکم ہے۔ اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ ۷/۱۰۶ انعام

میں کہتا ہوں اس میں حدیث کا خلاف ہی کیا ہے۔ قرآن کے حکم سے کس کو انکار ہے مگر یہ یاد رہے کہ قرآن میں یہ بھی ہے وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ پ ۱۴ ع ۱۲۔ اور آپ بھی صفحہ ۹۲ میں تسلیم کر چکے ہیں کہ تبیین قرآن و تفصیل احکام رسول اللہ صلعم کے سپرد تھی۔ لہذا یہ تفصیل و تبیین و حدیث نبوی بھی اوحی میں داخل ہے۔ بس قصہ ختم اور آپ کا دعوے باطل۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صـ ۴۹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ رسول کو ما اوحی کے اعلان کردینے کی ہدایت ہے۔ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ؕ

ب ۹ ع ۱۴۔ اعراف

میں کہتا ہوں اس میں بھی خلاف حدیث کی کوئی بات نہیں۔ شروع آیت مذکورہ کا یہ ہے۔

وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰیَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَیْتَهَا ؕ قُلْ اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ مِنْ رَّبِّیْ ؕ هٰذَا بَصَآئِرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ب ۹ ع ۱۴ - مطلب یہ ہے کہ کافر کہتے ہیں آیت بنا لاؤ۔ جواب ملا کہدو یہ میرا کام نہیں میں تو حکم خدا کا تابع ہوں۔ الخ

اور قرآن کی تفسیر کرنی بھی خدا کے حکم سے رسول اللہ صلعم کے سپرد ہے وہ بھی اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا یُوْحٰٓى اِلَیَّ میں داخل ہے پھر خلاف کیسا لہذا آپ کا قول باطل۔

صـ ۴۹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ امت کے لئے یہ فیصلہ دیا گیا کہ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ؕ ب ۹ ع ۸۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں بھی حدیث کے خلاف کوئی امر نہیں۔ آیۃ مذکورہ بالا کے بعد اسی سورت میں ہے۔

اِنَّا جَعَلْنَا الشَّیٰطِیْنَ اَوْلِیَآءَ لِلَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَا آبَاءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا قُلْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَاْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ الی قولہ اِنَّهُمُ اتَّخَذُوا الشَّيَاطِيْنَ اَوْلِيَاءَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ پ ۸ ع ۱۰۔

آپ کی پیش کردہ آیت کا مطلب یہ ہے کہ شیطانوں کی پیروی نہ کرو۔ کتاب اللہ کی پیروی کرو۔ اور کتاب اللہ میں رسول کی پیروی کا حکم قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ پ ۳ ع ۱۱۔ لہٰذا قرآن و حدیث نبوی متفق اور آپ کا قول باطل۔

ص ۹۴ میں یہ بھی لکھا ہے کہ مرکزیہ نے امام کو حکم دیا گیا کہ اسی کتاب کے ذریعہ سے لوگوں میں حکمرانی کرے۔ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ ۵/۵۵ اور جو کوئی کتاب کے مطابق فیصلے نہ کرے وہ فاسق ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْنَ ۵/۵۳۔

میں کہتا ہوں ثَبِّتِ الْعَرْشَ ثُمَّ انْقُشْ پہلے امام کا وجود تو قرآن سے ثابت کیا ہوتا پھر اس پر تفریع بٹھاتے جب امام کا وجود ہی قرآن سے ثابت نہیں تو حکم کس کو ہے۔ دیکھا آپ کی سبائیت کا بھانڈا پھوٹ گیا یہ بالکل جھوٹ اور فریب ہے کہ آیت میں تو محمد رسول اللہ صلعم کا ذکر ہے اور رہ گیا تحریف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کر کے جھوٹ موٹ کے امام کو چپکے چپکے چلے جاتے ہیں۔ دیکھئے اور غور سے پڑھئے۔ آیت کے ماقبل سلسلہ یوں ہے۔

وَلْيَحْكُمْ أَهْلُ الْإِنْجِيلِ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ○ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ فَاحْكُمْ بَيْنَهُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَهُمْ عَمَّا جَاءَكَ مِنَ الْحَقِّ

الآیۃ پ ۶ ع ۱۱۔

پہلے فرمایا ہے کہ انجیل والے انجیل کے مطابق حکم کریں ورنہ وہ فاسق ٹھہریں گے اور ہم نے آپ پر یعنی محمد رسول اللہ پر یہ سچی کتاب یعنی قرآن مجید اتار لے ہے جو کتب سابقہ تورات وغیرہ کا مصدق اور محافظ ہے۔ پس آپ ان میں ما انزل اللہ کے مطابق حکم کریں اور جو آپ کو حق کا حکم ملا ہے اس کو چھوڑ کر ان کی خواہشوں کی اتباع نہ کریں۔ قرآن مجید محمد رسول اللہ پر نازل ہوا انہیں کو یہ حکم ہے آپ اپنے رفض کی بنا پر امام کی پیچھے لگا رہے ہیں یہ بالکل جھوٹ ہے۔

صہ ۹۴ میں یہ بھی لکھا ہے۔ کہ قرآن ہی کی تبلیغ رسول کا فریضہ قرار دی گئی۔

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ وَإِنْ لَمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ پ ۶ ع ۱۴

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہی قرآن ص ۹۵ سرمایہ انذار ہے وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْ بَلَغَ ۱۹/۷
قُلْ اِنَّمَآ اُنْذِرُكُمْ بِالْوَحْيِ ۲۱/۴

میں کہتا ہوں ان تین آیتوں میں بھی آپ کے مفید کوئی امر نہیں اس لئے کہ پہلے ثابت ہو چکا ہے کہ قرآن مجید کی تبلیغ و انذار رسول اللہ صلعم کی تفسیر و تشریح و تفصیل پر موقوف ہے۔ بس یہی اثبات حدیث ہے۔ پھر یہ آیتیں تو ہماری دلیلیں ہیں کہ مثبت احادیث ہیں اور آپ تو منکر۔ یہ تو آپ کا رد ہوا۔

ص ۹۵ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن ہی سے رسول ایمان کی روشنی میں لاتا ہے۔ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۱۳/۱

میں کہتا ہوں یہ بھی آپ کے لئے مفید نہیں بلکہ آپ کی تردید ہے۔ اس لئے کہ قرآن کا مطلب سمجھا کر ہی تو حضور صلعم ہدایت فرماتے تھے۔ بس وہی مطلب سمجھانا اور تفسیر حدیث ہے۔ خود اسی آیت کے بعد ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۵ ۱۳/۵ ۔

دیکھا رسول کا انذار اور روشنی میں لانا رسول کی تبیین و تفسیر پر موقوف ہے جو حدیث ہے۔ پھر جو اس حدیث رسول

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کو مانتا اس پر عمل کرتا ہے وہ ہدایت پر ہے جو نہیں مانتا وہ گمراہ ہے۔ ہم تو مانتے ہیں آپ ہی منکر ہیں۔ لہٰذا آپ ہی کی یہ تردید ہے۔ فللہ الحمد۔

صفحہ ۹۵ میں یہ بھی ہے اسی قرآن ہی کے ذریعے رسول جملہ امور اور قضایا کے فیصلے کرتا تھا۔ اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الْکِتَابَ بِالْحَقِّ لِتَحْکُمَ بَیْنَ النَّاسِ بِمَا اَرَاکَ اللّٰہُ۔

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی آپ کی تردید ہے معلوم نہیں آپ نے غنودگی کی حالت میں یہ آیتیں لکھدیں گویا اپنی تردید کا مواد خود ہی بتادیا۔ دیکھئے آپ نے خود ہی اس آیت کا ترجمہ کیا ہے۔ ہم نے تیری طرف کتاب اتاری ہے حق کے ساتھ کہ جو اللہ تجھ کو سمجھائے اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کیے۔

اب اس آیت کو دوسری آیت کے ساتھ ملا لیجیے۔ وَاَنْزَلْنَا اِلَیْکَ الذِّکْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْھِمْ پ ۱۴ ع ۱۲۔ اور نیز آپ خود بھی صہ ۹۶ میں تفسیر و تفصیل و تبیین رسول اللہ صلعم کے سپرد کرنے کو تسلیم کر چکے ہیں تو مطلب آیت کا یہ ہوا کہ الفاظ قرآن کے جو مطالب اللہ تعالیٰ آپ کے دل میں ڈالے الہام کیے اس کے مطابق حکم کریں وہی حدیث ہے اور اس سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کی تفسیر و حدیث بھی من جانب اللہ ہے اور یہ کہ یقینی اور واجب التسلیم ہے اور اس کا انکار کفر صریح ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فللہ الحمد۔

صہ ۹۵ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہی کتاب سرتا سر یقینی ہے۔ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ پ ۲۔ میں کہتا ہوں اس میں بھی کوئی بات آپ کے مطلب کی نہیں۔ اول تو آپ کا حصر یہی کتاب یقینی ہے غلط ہے۔ کیا کتب سماویہ سابقہ تورات، انجیل وغیرہ یقینی نہ تھیں ضرور تھیں۔ پھر آپ کا حصر باطل۔ دوم ابھی آیت مذکورہ بالا سے ثابت ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم کی تفسیر قرآن جو حدیث ہے وہ بھی منجانب اللہ ہے اور یقینی ہے۔ پھر آپ کا انکار باطل ہے سوم جو کتاب کہ کسی مصنف کی تواتر سے ثابت ہو وہ تو آپ کے نزدیک بھی یقینی اس کی تصنیف ہے پھر حصر چہ معنی۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ صدق نفس الامری مراد ہے۔ تو پھر یہ آپ کی کتاب اور تحریر بلکہ تمام تحریریں اور تمام کتب جس سے کہ آپ استدلال کرتے ہیں یا آئندہ کریں وہ سب کی سب غیر یقینی ہیں کوئی بھی قابل وثوق نہیں۔ بس آپ کا سارا ساختہ پرداختہ باطل ہو گیا فللہ الحمد۔

صہ ۹۵ میں یہ بھی لکھا ہے کہ دین میں غیر یقینی چیزوں کی پیروی ممنوع قرار دے دی۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا۔ پ ۱۵۔ ع ۳۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں اس میں بھی آپ کا کوئی مطلب نہیں اس لئے کہ ادلہ سابقہ کے علاوہ ابھی اوپر آیت سے ثابت ہو چکا ہے کہ تفسیر وحدیث نبوی بھی یقینی ہے ہم کو اس کا علم حاصل ہے۔ اگر آپ کو یا آپ کے کسی ہم خیال کو علم نہ ہو تو قصور کس کا۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ص ۹۶ میں لکھا ہے کہ ظنی امور کے متعلق فرمایا کہ

اِنَّ الظَّنَّ لَا یُغْنِیْ مِنَ الْحَقِّ شَیْئًا ۵۳/۲۸ وَاِنْ تُطِعْ اَکْثَرَ مَنْ فِی الْاَرْضِ یُضِلُّوْکَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنْ یَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ ۶/۱۱۶

میں کہتا ہوں یہ بھی آپ کو مفید نہیں۔ تعجب ہے کہ آپ لوگ قرآن قرآن کی رٹ لگاتے رہتے ہیں اور پھر بھی قرآن سے بے خبر رہتے ہیں۔ یا تجاہل عارفانہ سے دھوکا دیتے ہیں۔ ظن کے معانی لغت میں علم و یقین کے بھی ہیں۔ اور جانب راجح کے بھی اور شک کے بھی۔

قاموس اور المنجد ملاحظہ ہوں۔ قرآن کی آیات بھی ملاحظہ ہوں۔ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِیِّ وَالْمُهٰجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ اِلیٰ قولہ وَعَلَى الثَّلٰثَةِ الَّذِیْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰۤى اِذَا ضَاقَتْ عَلَیْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَیْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْۤا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّاۤ

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ
پ ۱۱ ع ۳ - دیکھئے وَظَنُّوا أَنْ لَا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ میں ظن کا معنے علم و یقین کا ہے۔ ایسے ہی وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ فَغَفَرْنَا لَهُ ذَالِكَ پ ۲۳ ع ۱۱ - میں ظن کا معنی علم یا جانب راجح کا ہے۔ ایسے ہی وَإِنَّهَا لَكَبِيرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخَاشِعِينَ الَّذِينَ يَظُنُّونَ أَنَّهُمْ مُلَاقُوا رَبِّهِمْ وَأَنَّهُمْ إِلَيْهِ رَاجِعُونَ ○ پ ۱ ع ۵ - میں ظن بمعنے علم ہے الغرض چونکہ یہ لفظ مشترک ہے لہذا حسب قرائن اس کے معانی متعین ہوں گے۔

آپ نے جو پہلی آیت نقل کی ہے اس کے ماقبل قرینہ شک کا ہے وہ یہ ہے إِنَّ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ الْأُنْثَى وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِي مِنَ الْحَقِّ شَيْئًا پ ۲۷ ع ۶ - کفار مشرکین فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں بتاتے ہیں یہ ان کا محض شک تھا جو عقائد حقہ میں کارآمد نہیں یہاں ظن بمعنے شک اور محض اٹکل ہے جو بے کار ہے۔ اور آپ کی پیش کردہ دوسری آیت کا ماقبل یہ ہے۔ أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنْزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا وَالَّذِينَ آتَيْنَاهُمُ الْكِتَابَ يَعْلَمُونَ أَنَّهُ مُنَزَّلٌ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمَاتِهِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وَاِنْ تُطِعْ اَكْثَرَ مَنْ فِي الْاَرْضِ يُضِلُّوْكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ پ ۸ ع ۱۔

دیکھا آیت کے ماقبل اور مابعد شک اور اٹکل کا قرینہ ہے کہ کتاب اللہ کو چھوڑ کر اٹکل پچو کے فیصلے چاہتے ہیں اور دلیل کچھ بھی نہیں رکھتے محض گمان باطل۔

یہ تو ہوئی ظن کے معنے کی تحقیق۔ اب میں کہتا ہوں آپ نے جو یہ آیتیں پیش کیں تو ان سے اگر یہ مطلب ہے کہ چونکہ حدیث ظنی ہے لہذا بے کار ہے۔ تو آپ کا یہ خیال بالکل باطل ہے اس لئے کہ پیشتر مکرر سہ کرر گذر چکا ہے کہ حدیث متواتر مثل قرآن بھی بکثرت ہے اور مشہور بھی بکثرت ہے جو یقینی ہے اور اخبار احاد بھی جو قرائن قویہ کے ساتھ ہو وہ بھی استدلال سے مفید یقینی ہیں پھر ان کو خلاف قرآن تصور کرنا بالکل باطل ہے۔ اور اگر کچھ اور غرض ہے تو بیان کرو ورنہ یہ تضییع اوقات ہے۔ نیز بعض ظن برا ہے وہ منع ہے جیسے وَطَائِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ الْجَاهِلِيَّةِ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَيْءٍ الاية پ ۴ ع ۷ اور يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ الاية پ ۲۶ ع ۱۴۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض ظن گناہ ہے اور بعض نہیں بلکہ اس کا اثبات سورۃ نور میں واقع افک میں اللہ تعالے نے ایمان والوں کو نیک ظن کی ترغیب دی ہے فرمایا لولا اذا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

سمعتموہ ظن المؤمنون وَالمؤمنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا
افك مبین ○ پ ۱۸ ع ۸ - خواہ اس آیت میں ظن بمعنے علم ہو
خواہ بمعنے جانب راجح بہرحال دونوں قسم جائز ہیں۔ آپ ہر ایک
مقام میں ظن کی نفی سمجھ لیتے ہیں یہ آپ کی سخت غلطی ہے۔ قرآن
میں تدبر کرنا چاہیئے اور قلوب کو مقفل نہ رکھنا چاہیئے۔ فافہم وتدبر

صہ ۹۶ میں یہ بھی لکھا ہے کہ یہود نے اپنے احبار کی حدیثیں
جمع کیں ہیں جن کے اعتماد پر وہ کہتے تھے کہ دوزخ ہم کو چند دنوں
سے زیادہ نہیں جلا سکتی۔ قرآن نے کہا وَغَرَّھُمْ فِی دِیْنِھِمْ مَا
کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ○ ۳/۲۴ رسول اللہ صلعم سے آپ کا اسوہ حسنہ جو
تواتر سے ہم تک پہنچا وہ یقینی اور دینی ہے اور جو جزو احد کے سلسلہ
سے آئی ظنی اور تاریخی ہے۔ انتہی

میں کہتا ہوں کہ اس سے آپ کی کیا غرض ہے اور اس کو
آپ کے دعوے سے کیا تعلق ہے کچھ بھی نہیں یہ پیشتر بھی گذر چکا ہے
اب پھر سنئیے۔ یہود نے کتاب اللہ اور انبیاء کی حدیثوں کو چھوڑ کر
اقوال الرجال کو جو کتاب اللہ کے خلاف جمع کر کے لوگوں کو گمراہ کیا تھا
جس کا ذکر آیت فَوَیْلٌ لِّلَّذِیْنَ یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْھِمْ ثُمَّ
یَقُوْلُوْنَ ھٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ لِیَشْتَرُوْا بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا فَوَیْلٌ
لَّھُمْ مِّمَّا کَتَبَتْ اَیْدِیْھِمْ وَوَیْلٌ لَّھُمْ مِّمَّا یَکْسِبُوْنَ وَقَالُوْا لَنْ
تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّا اَیَّامًا مَّعْدُوْدَۃً قُلْ اَتَّخَذْتُمْ عِنْدَ اللّٰہِ عَھْدًا

صہ ۹۶ میں [illegible]

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فَلَنْ يُّخْلِفَ اللّٰهُ عَهْدَهٗٓ اَمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ۔

پ ا ع ۹۔ اس کو ماتحن فیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر ہے تو آپ کا رد اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ رسول اللہ کی حدیثوں کو چھوڑ کر جو صحیح تفسیر کلام اللہ کی تھی اقوال الرجال یا اپنی خواہش سے قرآن کی تفسیر گھڑ گھڑ کر طلوع اسلام وغیرہ تحریروں کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور پھر یہود و نصاریٰ کی طرح یہ دعوے اور خیال بھی ہے کہ ہم ہی ناجی ہیں یہ افترا علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے۔ اور ہاں آپ نے تسلیم کر لیا کہ صرف اخبار احاد ظنی اور تاریخی ہیں اس سے ثابت ہوا کہ اس کے سوائے متواتر حدیث اور مشاہیرہ وہ آپ کے نزدیک بھی یقینی ہیں اور ہم پہلے ثابت کر چکے کہ احاد بھی جو کہ قرائن قویہ کے ساتھ ہیں یقینی ہیں۔ مثلاً اگر آپ زمانہ نبوی میں ہوتے۔ اور حضرت عمر آپ سے کہتے کہ مجھ سے حضرت صدیق اکبر نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے یوں فرمایا کیا ہے یا صدیق اکبر آپ کو رسول اللہ کا حوالہ دیتے یا خود رسول اللہ صلعم ہی سے آپ سنتے تو گویا اخبار احاد تھے۔ مگر پھر کیا آپ کو ان خبروں کا یقین نہ آتا اور کیا آپ ان کی خبروں میں شک کرتے اور شیطانی وسوسہ آتا۔ عقل سلیم والا یا ایماندار کوئی بھی ایسا نہیں جو اس میں شک کر کے جہنم جانا پسند کرے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عقل اور حدیث

منکر معترض کو کتاب لکھ کر اب عقل کی سوجھی پہلے تاریخ اور اقوال الرجال سے استدلال کیا۔ جب دیکھا کہ کچھ نہیں بنا۔ تو پھر قرآن مجید سے استدلال کی کوشش کی جب اس سے بھی اطمینان قلب نہ ہوا تو اب الٹکل پچو بے پر کی اڑانے لگے کہ حدیث چونکہ رواۃ کے سلسلہ میں ہے اور ان کو ہم نے دیکھا بھالا نہیں محض حسن ظن ہے۔ لہذا وہ قابل یقین نہیں سب حدیثیں جز واحد ہیں اور پانچ چھ بلکہ متواترکے علاوہ سینکڑوں کی روایتیں بھی جز واحد ہے۔ اور جز واحد سے علم نہیں ہوتا اور یہ حدیثوں کے مجموعے دوسری صدی کے ہیں کچھ تیسری کے بے اعتبار۔ میں کہتا ہوں یہ کیا انوکھی عقل کی باتیں ہیں۔ یہ تو آپ پہلے بھی کہہ چکے اور ہم اس کی کافی تردید کر چکے ہیں آپ کا یہ قول باطل ہے کہ حدیثیں دوسری تیسری صدی میں لکھی گئیں۔ پھر اس لئے پہلے گذر چکا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بذات خود صدہا حدیثیں لکھوائیں ضبط کرا کر امت کے ہاتھوں میں دیں جو اب تک کتب حدیث میں ضبط ہیں اور صحابہ نے علاوہ ازیں بحکم رسول و باجازت رسول ہزارہا حدیثیں لکھیں۔ جن میں متواتر بھی صدہا تھیں اور ہزارہا مشہور رواۃ تو سلسلہ رواۃ سے پہلے ہی ضبط ہو چکیں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان میں یہ اشکال ہی نہیں وارد ہوتا جو معترض نے پیش کیا ہے۔
اور بعد ازاں زمانہ تابعین میں جو صحابہ تابعین کو زبانی یاد تھیں
وہ بھی لکھی گئیں جن کا زمانہ نبوت سے بہت قریب تھا ایک دو
واسطے تھے اور پھر اول تو متواتر اور مشہور کثرت سے تھیں اور
جو احاد تھیں وہ بھی باعتبار قرائن قویہ کے علم کی مفید تھیں پھر ایک
ایک حدیث کے متن کی دو دو تین تین چار چار پانچ پانچ دس دس
بیس بیس پچاس پچاس سے بھی زائد تک سندیں ہیں۔ اس حیثیت
سے وہ بھی یقینی ہیں۔ ہاں بعض احادی روایات جو قرائن قویہ
کے ساتھ مروی نہیں وہ علیحدہ ہیں۔

سو اول تو ایسی روایتوں پر مسائل کا انحصار نہیں ان کے
علاوہ ہزارہا متواتر و مشہور و محتف بالقرائن قویہ جو یقینی ہیں مسائل
ضروریہ کے لئے کافی ہیں۔ نیز ان احاد کی تائید اور احادیث صحیحہ
یقینیہ سے ہو کر وہ بھی اکثر یقینی ہو جاتی ہیں۔ اور اگر کچھ احاد روایات
ایسی بھی ہوں جن کی تائید اور ادلہ صحیحہ سے نہ ہو تو ان کی وجہ سے
تمام دفاتر میں کچھ نقص لازم نہیں آتا۔ اور پھر ایسی روایات میں
خود محدثین نے کلام کیا ہے یا توقف وہ بے شک قابل استدلال
نہیں اور معترض کا یہ اشکال کہ بلا دیکھے بھالے راویوں کا اعتبار
کرنا محض حسن ظن ہے۔ تو اس کا ایک جواب تو یہ ہے کہ پھر تو متواتر
بھی چاہیے کئی واسطوں سے ہو یقینی نہ رہے گی کیونکہ یہ تقریر بعینہٖ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

وہاں بھی جارہی ہے۔ تو آپ کی زد سے قرآن بھی محفوظ نہ رہیگا یہ اچھا! اعتراض حدیث پر کیا کہ آپ کے ہاتھ سے قرآن مجید بھی گیا شاید کسی کو شبہ ہو کہ متواتر میں بحث رواۃ نہیں ہوتی اور نہ ہی حسن ظن کی وہاں ضرورت ہے۔ تو جواب یہ ہے کہ رواۃ کی بحث ہونے سے یہ لازم نہیں کہ وہاں حسن ظن ہی نہیں ہوتا ضرور حسن ظن وہاں بھی ہے۔ دیکھئے یہود کا دعوےٰ کہ ہم نے قطعاً مسیح بن مریم کو قتل کردیا اور تمام امت یہودیہ کا تواتر سے دعویٰ ہے مگر قرآن مجید نے ان کو جھوٹا بنایا اس لئے کہ وہاں حسن ظن نہیں۔ وہ ان سب کی شرارت سے بات بنائی گئی تھی تو چونکہ وہ فرداً فرداً سب جھوٹے تھے۔ حسن ظن مقصود تھا لہذا یہ ان کا تواتر بھی غلط مفید یقین بھی نہیں۔ ایسے ہی کفار مشرکین وغیرہ کا رسول اللہ صلعم کو شاعر، کذاب، ساحر، دیوانہ وغیرہ بنانا تواتر سے تھا مگر غلط یہاں بھی حسن ظن نہیں کہ وہ سب دشمن تھے اور یہ ان کی سازش تھی۔ پس ثابت ہوا کہ حسن ظن کی ضرورت تواتر میں بھی ہے بحث کا ہونا مستلزم عدم کو نہیں۔

فافہم وتدبر ولا تکن من الغافلین اور ہاں منکر معترض بار بار دھوکا دیتا ہے کہ رواۃ کی تنقید وجرح

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

و تعدیل قیاسی و ظنی ہے یہ بالکل باطل کہنا ہے۔ رواۃ کی تنقید یقینی ہے وہ اس طرح کہ کسی کی عدالت یا صدق و کذب کا اثبات اس کے معاملات کے تجربہ و مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ مثلاً میں معترض سے پوچھتا ہوں کہ اگر خواجہ عبدالحی صاحب استاد التفسیر جامعہ ملیہ و ڈاکٹر ذاکر حسین صاحب ناظم جامعہ ملیہ یا ان کے والد ماجد و دادا صاحب یا اسی قسم کے لوگوں کا صدق ان کے نزدیک تجربتاً یقینی ہے یا نہیں۔ اگر یہ لوگ واقعہ بیان کریں تو جھوٹا ہوگا یا سچا۔ ایسے ہی اگر یہ لوگ کہیں کہ ہم جانتے ہیں فلاں معتبر صادق ہے تو بتائیے سچے ہیں یا جھوٹے۔

پس اسی قسم سے رواۃ کی تنقید ہے لہذا وہ یقینی ہے۔ دوم۔ جب ایک شخص کو دیکھ بھال لیا تو اس کے دیکھنے سے اس کی خبر تو نہیں دیکھی جا سکتی۔ وہ تو بہر حال اس کے حسن ظن ہی پر ہے بھروسہ کر کے قبول کی جائے گی۔ پھر جب اس کی خبر صرف اس کے کہنے سے بسبب حسن ظن قبول کی جائے گی تو اگر وہ یہ کہے کہ فلاں شخص کو جانتا ہوں وہ صادق تھا اور اس کی خبر صحیح ہے تو وہ کیوں نہ قبول کی جائے گی ورنہ تو اس کی پہلی خبر بھی باطل ہونی چاہیئے۔ اگر نہ ہوگی تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی جو باطل ہے۔ پھر اسی طرح آگے سلسلہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاری ہوگا۔

سوم :۔ یہ کہ اگر راوی کی خبر مطلقاً حسن ظن پر مبنی نہ ہو تو خبر اور شہادت کے قبول کرنے کی کوئی صورت ہی نہیں۔ پھر دنیا کی ساری اخباری کارروائی ہی باطل ہو جائے گی۔

چہارم یہ کہ قرآن مجید میں دو یا چار گواہوں کی شہادت پر دنیا کے کاروبار حتیٰ کہ مقدمات فوجداری مثل مقدمہ زنا کا مدار رکھا ہے ان کی شہادت بھی تو محض حسن ظن ہی پر مبنی ہے اور یہ ان کی شہادت عام ہے کہ شہادت علی الشہادت شامل ہے مثلاً ایک شخص ایک امر کا شاہد ہے وہ حج کو جانے لگا اور مقدمہ کی تاریخ دور ہے وہ دوسرے دو معتبر آدمیوں کو گواہ بنا کے جائے کہ میں فلاں مقدمہ میں شاہد ہوں اور یہ یہ امور مجھے معلوم ہیں تم میری نیابت کرنا یا وہ مرتے وقت ایسا کر گیا تو مقدمہ کی سماعت ضرور ہوگی ورنہ صدہا تلفیاں ہوں گی۔ یتامیٰ اور بیواؤں وغیرہ اہل اسلام کے مال و جان کا نقصان ہوگا تو جائز نہیں۔ پھر جیسے پہلے گواہ کے حسن ظن پر مدار کار تھا۔ اگر ان دوسروں پر نہ ہوگا تو ترجیح بلا مرجح ہوگی جو باطل ہے اور یہ صورت عقلاً جائز ہے۔ اس پر کوئی استحالہ نہیں اور فقہا نے بھی اس کو تسلیم کیا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معترض نے جو امام غزالی سے خبر واحد کے بارہ میں نقل کیا ہے کہ چار یا پانچ کی خبر واحد ہے اور وہ مفید یقین نہیں سو وہ امام غزالی کا کلام بھی نہیں سمجھا۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ جو حد تواتر کو نہ پہنچے وہ خبر واحد ہے خواہ چار یا پانچ سے ہو اور اگر چار یا پانچ سے بسبب قرائن قویہ علم یقینی حاصل ہو جائے تو پھر وہ تواتر ہے اور مشہور قریب تواتر کے ہے وہ بھی یقینی ہے۔ اور قول آپ کا بالکل باطل ہے۔ کہ سینکڑوں کی روایت بھی خبر واحد ہے۔ کلا و حاشا متواتر مثل قرآن قطعی ہے۔

پنجم۔ سورہ ص میں ہے کہ حضرت داود علیہ السلام کے مکان میں دو شخص گھس آئے اور اپنا حال بیان کیا۔ ایک نے دوسرے پر الزام ظلم کا لگایا۔ حضرت داؤد نے اس ایک ہی شخص کی خبر سنکر فیصلہ کر دیا۔ حالانکہ وہ ان کو جانتے بھی نہ تھے۔ مگر بسبب قرینہ صدق اس کی بات تسلیم کر لی اور یہ باعتبار فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ پ ۷ ع ۱۷۔ ہمارے لئے حجت ہے۔

ششم سورہ یوسف میں ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جب قید خانہ میں تھے اور دو شخصوں کو خواب کی تعبیر دی ایک کو کہا حاکم سے میرا ذکر کرتا۔ وہ پہلے تو بھول گیا مگر

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

عرصہ کے بعد اس کو یاد آیا تو دوبارہ دوسرے خواب کی تعبیر کے لئے گیا پھر حضرت یوسفؑ نے تعبیر دی اور وہ پھر حضرت یوسف کو بلانے آیا تو حضرت یوسف نے کہا پہلے عورتوں سے میری صفائی کی شہادت لو پھر چلوں گا۔

خلاصہ:۔ یہ کہ حضرت یوسف نے ایک ہی شخص کی خبر پر اعتبار کیا یہ بھی بحکم فَبِهُدٰهُمُ اقْتَدِهْ ک ع ۱۶ ہمارے لئے حجت ہے۔

ہفتم:۔ سورہ قصص میں ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ایک شہر مصر کے کنارے سے آیا اور کہا لوگ آپ کے قتل کا مشورہ کر رہے ہیں آپ یہاں سے چلے جائیں میں آپ کے خیر خواہوں میں سے ہوں تو حضرت موسےؑ اس ایک ہی شخص کی بات پر یقین کر کے مصر سے شہر مدین میں چلے گئے۔

ہشتم اس کے آگے یہ بھی ہے کہ پھر جب حضرت موسےؑ شہر مدین میں پہونچے تو دیکھا کہ کنوئیں پر لوگ جانوروں کو پانی پلا رہے تھے اور دو عورتیں اپنی بکریوں کو پیچھے ہٹا رہی ہیں۔ حضرت موسےؑ نے ان سے ان کا حال دریافت کیا تو انہوں نے اپنا عجز ظاہر کیا۔ اور کہا کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے اس لئے کہ یہ کام ہمارے سپرد ہے۔ پھر حضرت موسےؑ نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا۔ وہ بکریاں لے کر گھر گئیں۔ باپ سے ذکر کیا۔ باپ نے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ایک لڑکی سے حضرت موسیٰ کو بلوایا تو حضرت موسیٰؑ اس ایک لڑکی کے کہنے سے اس کے ساتھ چلے گئے۔ حالانکہ حضرت موسیٰؑ نے اس لڑکی کی دیکھ بھال جانچ پڑتال کچھ بھی نہ کی۔ صرف تھوڑی دیر کی باتوں پر حسن ظن کرکے چلے گئے۔ بحکم آیت مذکورہ بالا کا یہ واقعہ بھی ہمارے لئے حجت ہے۔

نہم سورہ کہف میں ہے کہ حضرت موسےٰ ایک بزرگ (خضر) کے پاس جارہے تھے کہ راستہ میں ایک مقام میں سو گئے پاس مچھلی تھی وہ دریا میں جا پڑی یہ کہنا بھول گیا تھا یہ بحکم آیت مذکورہ بالا حجت ہے۔

دہم یاایھا الذین اٰمنوا ان جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا پ ۲۶ ع ۱۳ کا مفہوم ہے۔ مسلم صادق کی خبر مقبول ہے۔

یازدہم یہ کہ کُنتُم خَیرَ اُمَّۃٍ اُخرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ پ ۴ ع ۲۔

ہر مسلم کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر لازم ہے۔ اور بحکم والذین اٰمنوا باللّٰہ وَرُسُلِہٖ اولٰئک ھم الصدیقون والشھداء عند ربھم لاٰیتہ پ ۲۷ ع ۱۸؛

ہر مسلم عادل کی خبر کا تسلیم کرنا بھی لازم ہے تاوقتیکہ دلیل سے اس کے خلاف ثابت نہ ہو۔ فلک عشرہ کاملہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خلاصہ یہ کہ حدیث نبوی دوسری تیسری صدی میں نہیں لکھی گئی بلکہ خود رسول اللہ صلعم نے لکھوائی اور صحابہ نے بکثرت لکھی۔ ہاں دوسری تیسری صدی میں اور زیادتی سے لکھی گئی اور یہ احادیث کثرت سے متواتر اور مشہور قریب تواتر کے یقینی ہیں اور احاد بھی بسبب قرائن قویہ یا بسبب تائید ادلہ صحیحہ یقینیہ یقینی ہیں اور یہ کہ خبر واحد کی قبولیت کا ثبوت عقل و نقل یعنے قرآن سے ہے اور منکر کا اعتراض و تشکیک رکیک سرتاپا باطل و ہٹ دھرمی ہے کہ حدیث کی صرف ایک قسم احاد کی وجہ سے تمام اقسام متواتر و لفظی و معنوی و مشہور پر کلام کرتا ہے۔ حالانکہ وہ احاد بھی بحکم قرآن و عقل مقبول ہیں اور پھر بسبب قرائن قویہ یا تائید ادلہ صحیحہ اور بھی زیادہ قابل وثوق و یقین ہے فللہ الحمد

رتبۂ حدیث

صفحہ ۹۹ میں منکر معترض نے لکھا ہے کہ حدیثیں رسول اللہ صلعم اور خلفاء راشدین کی مرضی کے خلاف رواج پذیر ہوئیں کیونکہ رسول اللہ صلعم کی تاکید تھی کہ مجھ سے زیادہ روایتیں کرنے سے بچو اور خلفاء راشدین مسلسل کوشش کرتے رہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کو یک قلم روک دیں

میں کہتا ہوں یہ بھی باطل اور ابلہ فریبی ہے اور آپ کے کلام میں تناقض بھی ہے آپ نے صفحہ ۵۷ میں لکھا ہے کہ روایت کا آغاز رسول اللہ صلعم کے زمانہ ہی میں ہو چکا تھا۔ صحابہ کرام جن اوقات میں صحبت مبارک میں موجود نہیں رہتے تھے ان اوقات کے احوال و اقوال نبوی کو دوسرے صحابہ سے جو حاضر رہتے تھے پوچھتے اور سنتے تھے۔ پھر حضرت عمرؓ سے روایت کا سلسلہ مذکور ہے کہ حضور سے حدیثیں سنکر آتے تھے اور ایک دوسرے کو آ کر روایت کرتے تھے۔ اور صفحہ ۵۸ میں صدیق اکبر سے منع نقل کرنے کے بعد صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ باوجود کہ اس کے بھی سلسلہ روایت جاری رہا کیونکہ اس کو جرم نہیں قرار دیا تھا۔

نیز صفحہ ۵۹ میں لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کثرت روایت سے منع فرماتے۔ جس کا دوسرا معنی ہے کہ کم روایت کو جائز بتاتے پھر صفحہ ۸۶ میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری اور ایک دوسرے صحابی کی روایت حدیث کو تسلیم کیا اور اب یہاں بھی لکھ رہے ہو اور پہلے بھی لکھ چکے ہو کہ حضور اکرم صلعم کی تاکید تھی کہ مجھ سے زیادہ روائیتیں کرنے سے بچو اور صفحہ ۵۸ میں لکھ چکے ہو کہ اس لئے عہد رسالت میں حدیثیں بہت تھوڑی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تھیں اس سے ثابت ہوا کہ روایتیں یا حدیثیں زمانہ رسول اللہ صلعم اور خلفائے راشدین میں روایت تو کی جاتی تھیں گو تھوڑی تھیں اور وجہ تھوڑی ہونے کی یہ بھی تھی کہ خود حضور صلعم موجود تھے لہذا بلا واسطہ اکثر لوگ حضور ہی سے دریافت کرتے۔ اور زمانہ خلفا میں اکثر لوگ خود رسول اللہ صلعم سے سنے ہوئے تھے وہ مواد کافی تھا بعد والوں کو روایت کی زیادہ ضرورت ہوئی تو روایت کی کثرت ہوئی۔ یہ تو ہوئی آپ کے نوشتہ کی تحقیق اور میں نے پیشتر تفصیل سے ثابت کیا اس کا حاصل یہ ہے کہ سلسلہ روایت حدیث کو خود رسول اللہ نے داعنی (صحیح بخاری) کہہ کر جاری کیا اور خلفاء راشدین نے اس پر پورا پورا عمل کیا اگر نہ کرتے تو پھر راشدین کہاں رہتے۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کا قول بالکل باطل اور ابلہ فریبی ہے۔

نیز صفحہ ۹۹ میں ہے۔ حدیثوں کی کتابت کا بھی یہی حال ہے کہ آنحضرت نے تصریحاً ان کے لکھنے کی ممانعت فرمائی اور خلفاء راشدین وصحابہ کرام برابر اس کے نوشتوں کو مٹاتے اور جلاتے اور امت کو کتابت سے روکتے رہے۔

میں کہتا ہوں یہ بھی بالکل غلط باطل اور محض ابلہ فریبی ہے اور آپ کے اقوال میں تناقض بھی ہے اس لئے کہ آپ صفحہ ۹۲ میں لکھ چکے کہ حضور صلعم نے بھی کچھ حدیثیں لکھوائیں۔ اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمرو بھی حدیثیں لکھا کرتے تھے۔ اور آپ صفحہ ۵۹ میں بھی لکھ چکے ہیں کہ حضرت علیؓ نے اپنے بیٹے محمد کو رسول اللہ صلعم کی حدیثوں کا نوشتہ دے کر حضرت عثمان کے پاس بھیجا تھا اور صفحہ ۶۷ میں یہ بھی آپ لکھ چکے کہ امیر معاویہؓ نے حدیث لکھنے کا حکم دیا تھا اور ص ۶۸ میں یہ بھی لکھ چکے کہ حضرت عمرؓ نے اور صحابہ سے حدیثوں کے لکھنے کا مشورہ لیا تو سب نے لکھنے کی رائے دی۔ اس کے آگے جو آپ نے حضرت عمرؓ کے خلاف کرنے اور جلانے کا لکھا ہے اس کی ہم نے وہاں کافی تردید کر دی ہے کہ یہ جلانے کا قول بالکل جھوٹ ہے۔ پھر یہاں آپ رسول اللہ صلعم اور عام صحابہ کا جھوٹا حوالہ دیکر لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ حالانکہ ہم نے اسی کتاب میں ثابت کر دیا ہے کہ حدیث خود رسول اللہ صلعم نے لکھوائی صدہا حدیثیں صدہا احکام معاہدات و دیگر مراسلات وغیرہ لکھوا کر امرائ کو دیئے اور صحابہ کو لکھنے کا حکم عام دیا کہ میری حدیث لکھ لیا کرو۔ ہاں قرآن کے ساتھ خلط ملط کر کے نہ لکھو الگ لکھو۔ اور حضرت صدیق اکبرؓ نے رسول اللہ صلعم کے نوشتہ احکام کی نقل دے کر حضرت انس کو بحرین بھیجا تھا اور بھی بعض صحابہ کے پاس حدیث کی کتابیں لکھی ہوئی تھیں ماقبل کے اوراق الٹ کر ملاحظہ فرمائیں۔

www.KitaboSunnat.com

صفحہ ۹۹ میں یہ بھی لکھا ہے کہ حدیثوں کی تصحیح و تضعیف بھی ظن و تخمین پر مبنی ہے۔ آگے کا خلاصہ یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کہ جس کو محدثین صحیح کہتے ہیں وہ موضوع ہو اور موضوع صحیح ہو۔ میں کہتا ہوں یہ بھی بالکل باطل جھوٹ اور محض ابلہ فریبی ہے جس کی تردید مکرر سہ کرر ہو چکی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جرح و تعدیل کے قوانین قرآن مجید کے مطابق اور عقل و عرف کے موافق ہیں اور امت مسلمہ کا ساڑھے تیرہ سو سال سے اس پر عمل درآمد ہے اور یہی سبیل المومنین ہے۔ اور ہر حکم قرآن اور سبیل المومنین کی مخالفت صریح گمراہی ہے اور یہ بھی گذر چکا ہے کہ صدہا حدیثیں متواتر مثل قرآن قطعی ہیں۔ اور ہزارہا مشہور وہ بھی یقینی ہیں اور احاد تو بے شمار ہیں جو صحیح ہیں اور قرائن قویہ یا تائید ادلہ یقینیہ سے وہ بھی درجہ یقین کو پہنچ گئی ہیں۔ اور یہ جو معترض نے موضوعات سے ایک باطل احتمال نقل کیا ہے تو وہ اگر صحیح بھی ہو تو ان روایتوں کے بارہ میں ہے جو نہ متواتر ہیں نہ مشہور اور وہ قرائن یقینیہ سے بھی خالی ہیں۔ معترض نے بے خبری سے اس کو عام سمجھ لیا ہے اگر اس احتمال کو عام سمجھ لیا جائے تو پھر متواتر میں یہ بھی جاری ہوگا جیسے پیشتر گذر چکا ہے تو اس میں ایک خرابی تو یہ ہوگی کہ قرآن کی تکذیب لازم آئے گی دوم عقل اور عرف عام اور سبیل المومنین کے بھی خلاف ہوگا۔ سوم یہ کہ دنیا کے تمام کاروبار

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جو بذریعہ اخبار کے ہیں باطل ہو جائیں گے۔ چہارم یہ کہ پھر آپ کی تحریروں اور تقریروں کا کیا اعتبار وہ بھی آپ کے قول سے باطل ٹھہرینگی اور آئیہ یُخْرِبُوْنَ بُيُوْتَهُمْ بِاَيْدِيْهِمْ وَاَيْدِي الْمُؤْمِنِيْنَ پ ۲۸ ع ۴۔ صادق آئے گی۔ دیکھا یہ ہے حدیث دشمنی اور رسول دشمنی کا نتیجہ۔

صفحہ ۹۹ و صـ ۱۰۰ کے اعتراض کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث چونکہ روایت بالمعنے ہے اس لئے روایات میں اختلاف ہے جو موجب افتراق امت ہے اور افتراق شرک ہے۔ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ الآیہ پ ۲۱ ع ۶۔ اور قرآن کے معانی کے اختلافات چونکہ لفظ سے نہیں لہٰذا بعد غور و فکر مٹ جائیں گے اور حدیث صرف دینی تاریخ ہے لیکن دین میں حجت نہیں۔ اگر قرآن پر مدار کار ہوتا تو مسائل ذیل پیش نظر رہتے کہ مرکز کو قوی اور صالح العمل کیونکر رکھا جائے۔

قرآنی ہدایت کو عام کرنے اور جملہ انسانی برادری کو نجات اور سعادت کے راستہ پر لانے کے کیا وسائل ہیں۔

میں کہتا ہوں روایت بالمعنے کا ذکر آپ پہلے بھی کر چکے اور ہم اس کا جواب باصواب دے چکے۔ اوراق الٹ کر ملاحظہ ہو خلاصہ یہ ہے کہ کل احادیث اول تو روایت بالمعنے نہیں باللفظ سے بھی روایت ہے اور یہ کہ روایت بالمعنی خود قرآن مجید میں بھی ہے

” محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ “

www.KitaboSunnat.com

اور ہاں شاید معترض کو دہوکہ ہو یا کسی بے خبر کو شبہ گذرے کہ روایت بالمعنے کا مطلب یہ ہے کہ روایتوں میں اختلاف یہ ہے کہ مثلاً ایک روایت کسی چیز کو حلال بتاتی ہے تو دوسری حرام علیٰ ہذا القیاس جائز و ناجائز نفی و اثبات وغیرہ میں حدیثیں مختلف ہیں تو یہ مطلب باطل نہیں ہے ایسا ہرگز نہیں۔ نقل بالمعنی یہ ہے کہ مثلاً آج ایک واقعہ بازار میں ہوا کہ زید کو کسی نے قتل کر دیا۔ تو ایک نے آکر کہا کہ آج بازار میں زید کو کسی نے قتل کر دیا۔ دوسرے نے آکر کہا کہ آج زید کا خون ہو گیا۔ تیسرے نے کہا زید کو کسی نے جان سے گذار دیا۔ چوتھے نے کہا کہ زید کا کسی نے سر کاٹ کر پھینک دیا۔ یہ سب روایتیں بالمعنے ہیں تو بتایئے اس اختلاف سے نفس واقعہ میں کچھ نقص آسکتا ہے ہرگز نہیں۔ بس اسی قسم کا اختلاف حدیث کی روایت بالمعنے میں ہے اور روایت باللفظ یہ ہے کہ سب کے الفاظ یہ ہوں کہ زید کو کسی نے قتل کر دیا۔ پھر اس واقعہ میں اگر کوئی اختلاف ہو تو جیسے کہ باللفظ میں اختلاف کا اثر ہوگا اسی قسم کا بالمعنی میں بھی ہوگا کچھ فرق نہیں۔ ورنہ کوئی فرق کر کے ذرا بتایئے۔

آپ نے لکھا ہے کہ قرآن کا اختلاف غور و فکر سے مٹ جاتا ہے۔ حالانکہ قرآن میں اللہ تعالے کا فرمان ہے۔ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ پ ۱۲ ع ۱۰۔ کہ بعض لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے۔ لکھتے وقت آپ نے اس آیت میں غور نہ کیا اور یوں ہی الٹکل پچو لکھ مارا۔ پھر اگر آپ کی توجیہ تسلیم کی جائے تو بعینہ یہ توجیہ حدیث میں بھی جاری ہے کہ وہاں بھی انصاف سے غور کرنے سے اختلاف مٹ جاتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ حدیث کے ماننے والوں کے اختلاف کی وجہ وہ نہیں جو منکر معترض نے سمجھا ہے۔ بلکہ وجہ یہ ہے کہ بعض بعض روایات بعض علما کو ملیں تو انہوں نے قرآن سے یا حدیثوں سے استنباط کر کے عمل کیا۔ پھر پچھلے ان کے معتقد اسی پر جمے رہے یا حدیثوں میں ناسخ منسوخ کے ملنے نہ ملنے یا فہم معنی کی وجہ سے یا روایات کی صحت وعدم صحت کی وجہ سے اختلاف ہوئے ہیں تو اس صورت میں نفس حدیث میں کوئی نقص نہیں اور نہ ہی بحکم

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا الآیۃ پ ۳ ع ۸۔

اختلاف کرنے والوں پر کوئی مواخذہ ہے جیسے کہ قرآن کا معنی سمجھنے میں اختلاف ہونے کی صورت میں کسی پر مواخذہ نہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ حدیثوں کی وجہ سے اختلاف ہوئے ہیں۔

میں کہتا ہوں یہ غلط ہے بلکہ اصل اختلاف یا تو فہم

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معنی کی وجہ سے ہے یا ترک حدیث کی وجہ سے۔

ورنہ بتائیے جو فرقے کہ حدیث کو نہیں ملتے جیسے خارجی اور آپ اور بہائی وغیرہ پھر ان میں آپس میں کیوں اختلاف ہے۔ پھر بہائی قرآن کو مان کر اس کو منسوخ بھی بتاتے ہیں۔ اس اختلاف کی کیا وجہ ہے۔ یہ کیوں نہیں مٹتا۔ پھر آپ کے فرقہ اہل قرآن یا چکڑالوی و امرتسری وغیرہ میں آپس میں بھی بہت سے مسائل میں اختلاف ہے۔

مثلاً نماز کی ہیئت و کیفیت و تعداد رکعات و اوقات و اذکار وغیرہ روزوں کی تعداد حج کے ارکان اس کی ہیئت کذائیہ و کیفیت و اذکار و اوقات زکوٰۃ کے احکام کہ کس کس مال میں زکوٰۃ ہے۔ کیا کیا نصاب ہے۔ ادا اور تحصیل کی کیا کیا صورتیں ہیں وغیرہ وغیرہ

ان امور میں آپ لوگ کیوں مختلف ہیں۔ کیا قرآن ان میں آپ کی رہنمائی نہیں کرتا۔ کہ آپ مفت میں اختلاف کر کے مشرک بنے جا رہے ہیں جو جواب آپ قرآن میں اختلاف کرنے کا دیں گے۔ اسی قسم سے حدیث کا ہو گا۔

اور آیت مذکورہ کا مطلب بھی آپ نے غلط سمجھا ہے۔ یا تجاہل عارفانہ سے دھوکہ دیا ہے۔ سنئے ماقبل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طرح ہے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا اَذَاقَهُمْ مِنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ لِيَكْفُرُوْا بِمَا اٰتَيْنٰهُمْ الآیہ پ ۲۱ ع ۶ -

آیت کا مطلب یہ کہ رنج و راحت اور ہر امر میں اللہ کی طرف رجوع کرو۔ خدا سے ڈرو۔ نمازیں پڑھو اور مشرکوں کی طرح اللہ کو چھوڑ کر غیروں سے حاجت روائی طلب کر کے مشرکوں میں نہ مل جانا۔ جنہوں نے اللہ کو چھوڑ کر لات و منات و عزیٰ وغیرہ کی پرستش کر کے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ الگ الگ فرقے بن گئے۔ کہ مصیبت میں تو اللہ تعالےٰ کو پکارتے ہیں اور راحت میں بتوں وغیرہ سے حاجت طلب کر کے شرک کرتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ تفرقہ اسلام اور عدم اسلام کا ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

قرآن پر ایمان لانے اور نہ لانے کا ہے۔ نماز پڑھنے اور نہ پڑھنے کا ہے۔ قرآن وحدیث پر ایمان لا کر ان کے فہم میں اختلاف واقع ہونے کا تفرقہ مراد نہیں کہ یہ تو بحکم لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا قابل مواخذ نہیں ورنہ خود معترض ہی اس کا مصداق ہوگا۔ اور معترض منکر کا یہ قول کہ دینی تاریخ ہے۔ لیکن دینی حجت نہیں عجیب مہمل قول ہے کہ دینی ہو اور دینی حجت نہ ہو۔ یہ کہاں کی منطق ہے۔ اس کی تردید پہلے کافی ہو چکی ہے۔ اور اق الٹ کر پہلے ملاحظہ فرمائیے۔ یہ قول ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ اسوہ رسول امر دینی لیکن دینی حجت نہیں یا قرآن دینی امر ہے لیکن دین میں حجت نہیں شرم شرم۔

اور منکر معترض نے جو محدثین پر اعتراض کیا ہے کہ ان کی بحثوں کو اجتماعی زندگی سے کوئی تعلق نہ تھا پھر ان کی فضول بحثوں میں سے فضیلت صدیق اکبر کی مثال بھی پیش کی ہے تو اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ اس کا تجاہل عارفانہ دھوکا ہے یا رسول کی دشمنی سے بدحواسی ہوگئی ہے۔ ورنہ محدثین رحمہم اللہ شکر مافیہم نے ہر باب اور شعبہ میں کتابیں لکھیں ہیں باب منعقد

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے ہیں۔ کامل بحث کر کے ہر ایک امر پر روشنی ڈالی ہے۔ قرآن مجید کی کئی ایک کامل تفسیریں بھی لکھی ہیں کتب حدیث میں بھی کتاب التفسیر کے عنوان سے بہت کچھ مواد بہم پہنچایا ہے

کتاب الامارت والقضا۔ کتاب المغازی۔ کتاب الجہاد والسیر وغیرہ میں مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں۔ کتب حدیث میں بھی عنوان قائم کئے ہیں۔ الغرض ہر باب اور ہر شعبہ میں کامل بحث کر کے روشنی ڈالی ہے اور سب سے پہلے اجتماعی زندگی کا کام بعد وفات رسول صلعم امر خلافت کا تھا اور وہ خلیفہ کی قابلیت و لیاقت پر موقوف تھا۔ اسی لئے صدیق اکبر کی فضیلت کا مسئلہ درپیش ہوا کہ حضرت علی یا اور کوئی خلیفہ ہو۔ یا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ۔ آخرش قرعۂ فال بنام صدیق زدند صادق آیا۔ یہ تھا راز محدثین کی بحث کا کہ حضرت ابوبکر افضل ہیں یا حضرت علی۔

چو بشنوی سخن اہل حق مگو کہ خطا است
سخن شناس نئی منکرا خطا اینجا است

محدثین کو کہتے ہو کہ انہوں نے اجتماعی زندگی کی بحث نہیں کی ہم تو ثابت کر چکے کہ انہوں نے اجتماعی زندگی اور ہر امر میں بحث کی اور روشنی ڈالی کہ آج آپ بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انہیں کی خوشہ چینی کرکے انہیں کی کتابوں کے تراجم وغیرہ میں ردّ و بدل کرکے ٹکے وصول کر رہے ہیں۔ آج اگر وہ زندہ ہوتے تو آپ کو دیکھ کر اور آپ کی احسان فراموشی کو دیکھ کر کہتے۔ کس نیا موخت علم تیر از من ؎

کہ عاقبت مرا نشانہ نساخت

محدثین پر اعتراض کرتے ہوئے بتائیے جو آپ نے اجتماعی زندگی کا کام کیا ہے۔ یہ چند تراجم و رسائل جو بددینی کا مواد ہے یہ تو آجکل ہر عبد الدنیا و درہم کر رہا ہے۔ یہ دین میں سم قاتل و الحاد ہے اور اس آیت کا مصداق فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتَابَ بِأَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هَٰذَا مِنْ عِندِ اللَّهِ لِيَشْتَرُوا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا كَتَبَتْ أَيْدِيهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُم مِّمَّا يَكْسِبُونَ پ ا ع ۹۔

اللہ تعالٰی اہل اسلام کو اس الحاد و ضلالت سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین۔

ہاں یاد آیا معترض نے تجاہل عارفانہ سے محدثین پر اعتراض کیا ہے یا بدحواسی سے ورنہ وہ خود صفحہ ۱۹ میں لکھ چکا ہے کہ قرآن امام وقت ہی کے ساتھ امت کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے اور امام وقت کا انتخاب فضیلت پر موقوف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اسی لئے صدیق اکبرؓ کی فضیلت کا مسئلہ پیش ہوا۔
تعجب ہے جو امر کہ معترض کے نزدیک بھی محدثین کی مدح کا
تھا اس کو مذمت میں لکھا ہے وَإِلَى اللّٰهِ الْمُشْتَكٰى اور آمین بالجہر
کا طعن بھی یہود دوستی کا ثبوت ہے اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ
حالانکہ معترض خود ص ۹۲ میں نماز کی کیفیت ہیئتہ صورتہ
وتفصیل اذکار ارکان وغیرہ رسول اللہ صلعم کے سپرد ہونے
کو تسلیم کر چکا ہے اور قرآن مجید سے ان امور کی ذمہ داری کی
نفی کر چکا ہے۔ پھر اگر کوئی مسائل واحکام نماز میں بحث کرے
یا نبی کی نماز دریافت کرے تو سوا اس کے کہ انہیں امور سورۃ
فاتحہ آمین رفع یدین وغیرہ کا حوالہ دیا جائے اور کیا چیز ہے
پھر اس میں طعن کرنا سوائے حدیث دشمنی یا رسول دشمنی
کے اور کیا ہے اور قرآن کے مخلوق وغیر مخلوق اور اللہ
تعالٰے کا آسمان دنیا پر نزول کا مسئلہ بھی عقائد میں سے
ہے۔ مگر چونکہ آپ کی روحانیت نئی روشنی یا تاریکی والوں کی
صحبت میں فنا ہو گئی ہے۔ اور بمصداق يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا
مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غَافِلُوْنَ
پ ۲۱ ع ۴۔ آخرت سے غافل ہیں اور وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ پ ۲۱ ع ۶
صفات الٰہیہ سے بے خبری لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ (پ ۷ع ۱۱۔ اگر آپ نہ سمجھیں تو کوئی تعجب نہیں۔ سنئے خلق چونکہ قدم کے خلاف ہے اس لئے اس سے صفات الٰہیہ کی براءت لازم ہے اور نزول بلاکیف وقت اجابت دعا ہے جن کو اللہ تعالٰے نے نورِ بصیرت عطا فرمایا ہے وہ اس کو خوب جانتے ہیں۔ اب میں آپ سے کیا کہوں۔ مثل مشہور ہے

اندھے کے آگے روئے دیدہ اپنے کھوئے

آپ نے لکھا ہے کہ حدیث سے یہ نقصان ہوا کہ قرآن حجاب میں آگیا۔ دیکھئے یہ بھی آپ نورِ بصیرت کے کھوئے جانے کی دلیل دے رہے ہیں کہ کہتے ہیں حدیث سے قرآن حجاب میں آگیا۔ دنیا کے اہل علم تو حدیث سے نورِ بصیرت اور قرآن کی حقیقی روشنی حاصل کر رہے ہیں اور آپ ہیں کہ گھپ اندھیرے میں پڑے ہیں یہ اس لئے کہ اسوہ حسنہ رسول اللہ صلعم اور آپ کی سیرت آپ کی تفسیر کو چھوڑ کر اپنی نفسانی خواہش کے تابع ہو کر متحیر ہیں کہ قرآن کو کامل مکمل اور مفصل بھی بتاتے ہیں۔

اور صہ ۹۱ میں یہ بھی لکھا ہے کہ قرآن امام وقت ہی کے ساتھ امت کی نجات اور کامیابی کا ذریعہ ہے مطلب یہ کہ معاذ اللہ بلا امام قرآن بے کار ہے۔ اور صہ ۹۲ میں یہ بھی لکھتے ہیں کہ بے شک نماز کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اوقات تعداد ورکعات نصاب زکوٰۃ اور روزہ اور حج کی تفصیلات قرآن کریم نے اپنے ذمہ نہیں لیں یعنے یہ تمام چیزیں جو دین ہیں قرآن کریم میں نہیں حدیث میں ہیں۔ مگر حدیث حجت دینی نہیں نتیجہ یہ نکلا کہ یہ چیزیں بھی دینی نہیں۔ یہ آپ کے کلام میں تناقض ہے۔ جو باطل ہے۔ ایسے ہی آپ صـ ۱۹ میں امت کی نجات کا ذریعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زندہ جانشینوں خلیفہ وقت وامام وقت کی اطاعت کو لکھ چکے اور اب صفحہ ۱۰۰ میں ہر فرد ملت کو خلیفہ فی الارض لکھتے ہو۔ یہ بھی آپ کے کلام میں تناقض ہے۔ بے شک حدیث کو چھوڑنے سے آپ کے اور فہم قرآن کے درمیان حجاب اکبر واقعہ ہوگیا۔ یہ آپ کے حجاب ہی کا نتیجہ ہے۔ کہ آپ قرآن کریم کو مکمل بناکر بھی نجات اور سعادت کے راستہ پر لانے کے وسائل اور صالح عمل کے ذرائع قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اٹکل سے تلاش کرتے پھرتے ہیں۔ اے جناب وہ وہی ہیں جو کتاب و سنت میں ہیں اور بس۔

مپندار اسلم کہ راہ صفا ∴ تو رفت جز در پے مصطفیٰ

رندگہ با تو بگفتم و بہ دل ترسیدم ∴ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار

خلاصہ یہ کہ منکر معترض نے جو حدیث پر اعتراض

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کئے ہیں۔ بحمدہ تعالیٰ ان سب کے جوابات کافی دیئے گئے منکر کے سب دلائل توڑ پھوڑ کر باطل کر دیئے گئے ہیں اس نے جو جو روایتیں یا اقوال نقل کئے تھے یا تو وہ سب کے سب غلط ہیں ثابت ہی نہیں۔ یا ان کا مطلب معترض نے غلط سمجھا ہے یا خیانت کر کے دھوکہ دیا ہے اور ادلہ صحیحہ سے حدیث کا رتبہ ثابت کیا جاچکا ہے کہ حدیث قرآن کی تفسیر ہے لہذا جیسے قرآن پر عمل کرنا فرض ہے۔ ایسے ہی رسول اللہ صلعم کی پیروی کرنا آپ کی حدیثوں پر عمل کرنا بھی فرض ہے۔ بلا اس کے ایمان ہی نہیں اور یہ کہ حدیث یقینی امر ہے۔ منکر ظنی ہونے کا دھوکا دیتا ہے۔ حدیث نبوی کے کئی اقسام ہیں۔ متواتر بھی ہے جو مثل قرآن قطعی ہے۔ پھر متواتر کے دو قسم ہیں لفظی اور معنوی حدیث اور بکثرت ہیں اور ایک قسم مشہور ہے وہ قریب متواتر کے ہے اور یقینی ہے۔ ایک قسم احاد ہے اس میں تفصیل ہے اگر صحیح سند سے ہو اور قرائن قویہ یقینیہ کے ساتھ ہو یا اور ادلہ یقینیہ سے اس کی تائید ہوتی ہو تو وہ بھی یقین کا فائدہ دیتی ہے۔ اور اگر کسی خبر احاد کی سند صحیح نہ ہو اور اس کے ساتھ قرائن قویہ بھی نہ ہوں اور تائید بھی ادلہ یقینیہ سے نہ ہوتی ہو تو صرف یہی ایک قسم ظنی ہے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور ایسی روایات پر مسائل کا انحصار بھی نہیں۔ اور ا
مسائل بھی بہت کم ہیں۔ اور حدیث رسول اللہ صلعم نے
خود امت کو لکھوا کر دے گئے تھے۔ اور صحابہ نے بکثرت
لکھ رکھی تھیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو سال سے تمام
کا اس پر عمل ہے۔ پھر جو اس کا خلاف کرے وہ سخت
گمراہ ہے۔

وَاللّٰهُ يَهْدِي مَنْ يَّشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ
وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ عَلَىٰ خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ أَجْمَعِينَ

۲۷ رجب ۱۳۵۹ھ

ابو سعید محمد شرف الدین
ناظم مدرسہ سعیدیہ عربیہ
دہلی۔

ختم شد

نمبر 02687

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "